# شکستِ صلیب

(ایک روح پرور تاریخی ناول)

رئیس احمد جعفری

ناشر:

اردو کتاب گھر، موہن روڈ کراچی

جملہ حقوق محفوظ

پہلا ایڈیشن .. .. .. .. .. نومبر ۱۹۶۱ء

قیمت .. .. .. .. .. سات روپے پچھتر پیسے

مطبوعہ

ضیاء برقی پریس فریر روڈ کراچی

زعیم ملت مولانا زاہد شوکت علی سکریٹری سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کے نام

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو تلوار ہے مومن

17-02-2004

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق
ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد!

مردِ مسلمان کی تعریف یہ ہے

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے!

وہ ساری دنیا کا میرِ کارواں ہے، وہ ہے حقیقی معنی میں ''!
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان''!

دشمن اس سے دہلتے ہیں۔ لیکن اسکے صدق و صفا پر بھروسہ بھی کرتے ہیں، اس سے محبت بھی کرتے ہیں، دوست اس سے محبت کرتے ہیں، لیکن اس کے عدل و انصاف سے خائف بھی رہتے ہیں کہ وہ کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتا، کسی کے ساتھ جانب داری کا برتاؤ نہیں کرتا، اس سے لرزتے بھی رہتے ہیں،

مردِ مومن محبت کرتا ہے، تو وہ بھی اور نفرت کرتا ہے تو وہ بھی اقدار و حدود کی پابندی ہوتی ہے، نہ وہ کسی کا حق مارتا ہے، نہ اپنے حق پر کسی کو چھاپہ مارنے کی اجازت دیتا ہے''!

# کاروانِ اسلام

رُکتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

# یروشلم

یہ بیت المقدس ہے'!

یروشلم'!

مسلمانوں کا پہلا قبلہ'

انبیا کا گہوارہ'!

لیکن جس طرح کعبہ کو بتخانہ بنالیا گیا تھا، اسی طرح بیت المقدس کو، شرک، بت پرستی، اور، عقائد باطلہ کا مرکز بنا لیا گیا تھا،!

خدا کے آخری نبیؐ نے تطہیر کعبہ کا فریضہ انجام دیا اور وہاں کے در و دیوار سے صدائے تکبیر گونجنے لگی،

اور آج خدا کے آخری نبیؐ کے دوسرے خلیفہ کے عہد میں، خدا کے مٹھی بھر بندے کفن سر سے لپیٹ کر تطہیر یروشلم کے لیے گھر سے باہر نکلے تھے، یہ بے سروسامان تھے، نہ ان کے پاس مال و زر کی فراوانی تھی، نہ سازو سامان جنگ کی کثرت، نہ یہ کثرت تعداد کے حامل تھے۔ نہ ان کے پاس وسائل و ذرائع کی افراط تھی، ایمان کی پونجی اور عمل کا توشہ لے کر، یہ بندے دنیا کی سب سے بڑی، سب

سے عظیم، سب سے زیادہ مضبوط و مستحکم، اور مہذب و متمدن حکومت سے ٹکر لینے نکلے تھے، یہ قیصر روم سے لڑنے چلے تھے کہ اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیں اس کے جاہ وجلال کو افسانۂ ماضی بنا دیں، اس کا تخت کبریائی چھین لیں، اس کی قوت وسطوت اور شوکت و حشمت کو پارہ پارہ کردیں، تاکہ خدا کا مقدس گھر ـــــ بیت المقدس ـــــ ایک مرتبہ پھر صدائے تکبیر و تہلیل سے گونجنے لگے، جہاں تصویروں اور بتوں کی پوجا ہو رہی تھی وہاں ایک مرتبہ پھر خدائے واحد کے سامنے سر جھکنے لگیں۔

گو مسلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت سے نبرد آزما ہونے کو نکلے تھے گو ان کا مقصد تطہیر بیت المقدس تھا، گو ان کا سیل تک سیر و زمین گیر برابر آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ فتح و کامرانی ان کے جلو میں تھی، نصرت و کامگاری ان کے قدم کے ساتھ، گو ان پر بے پناہ مظالم، مشرکوں، یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے اختیار و اقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر گئے تھے، لیکن ان کا دل بغض اور انتقام اور کینے سے خالی تھا، وہ خدا کے لیے لڑنے نکلے تھے، اپنی مظلومیت کا بدلہ لینے کے لیے نہیں، بے شک ان کا دین آخری اور سچا تھا، لیکن قوت اور طاقت کے بل پر لوگوں کو مسلمان بنانا ان کا شعار نہ تھا،!

سیف اللہ خالد بن ولید کی قیادت اور امین اللہ ابو عبیدہ کی سربراہی میں مسلمان فوجیں شام کی طرف بڑھیں، اور فیصلہ کن معرکے شروع ہو گئے،

"تاریخ کے فیصلہ کن معرکے"!

جنھوں نے تاریخ کا رُخ بدل دیا، جنھوں نے قوموں کی قوموں کی قسمت پلٹ دی"!

مسلمان راستے کی رکاوٹوں کو دور کرتے، دشمن سے لڑتے، دریاؤں، پہاڑوں

اور دریا باقوں کو پار کرتے ملک شام کے حدود میں داخل ہو گئے، شام کا محاصرہ شروع ہو گیا،

دوران محاصرہ میں دمشق کے بطریق کے گھر بچہ پیدا ہوا، اس کے جشن میں اہل شہر نے خوب شرابیں پیں اور ایسے بدمست ہو کر سوئے کہ کسی بات کی خبر نہ رہی، خالد بن ولید رضؓ راتوں کو سوتے نہ تھے، بلکہ گھوم پھر کر خبریں لیا کرتے تھے اس لیے انھیں اس کی اطلاع ہو گئی،[1] وہ کمند لگا کر مع چند جانبازوں کے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر شہر کے اندر اتر گئے اور پھاٹک کے محافظوں کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیئے، مسلمان باہر منتظر تھے، وہ پھاٹک کھلتے ہی اندر داخل ہو گئے، اہل شہر اس ناگہانی مصیبت سے گھبرا گئے، ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا، وہ سیدھے ابو عبیدہ کے پاس جو دوسری سمت متعین تھے پہنچے، اور ان سے صلح کی درخواست کی، انھیں اس صورتِ حال کا علم نہ تھا، اس لیے صلح قبول کر لی، اور شہر کی ایک سمت سے خالد بن ولیدؓ فاتحانہ داخل ہوئے اور دوسری طرف سے ابو عبیدہؓ مصالحانہ، لیکن ابو عبیدہؓ چونکہ مصالحت کر چکے تھے اس لیے دمشق کی فتح مصالحانہ قرار دی گئی، اور نہ مالِ غنیمت حاصل کیا گیا اور نہ کسی کو لونڈی غلام بنایا گیا،[2] یہ فتح ۱۴ھ میں ہوئی۔

خالدؓ اور ابو عبیدہؓ کا یہ داخلہ، دنیا میں اپنی نظیر آپ تھا،

خود عیسائیوں نے فتح و کامرانی کے جو روایات قائم کیے تھے، وہ قتل و غارت کشت و خون، انسانیت کشی، آبرو ریزی، اور بچوں تک کے بے دردانہ قتل کے سوا کیا تھے؟ — لیکن کیا مسلمانوں نے دشمن کے ساتھ حسن سلوک کی ایک

---

[1] طبری جلد ۴ ص ۲۱۵۲، [2] ایضاً ص ۲۱۵۳،

کے محاصرہ کے دوران میں ابوعبیدہؓ نے حماۃ، شیرز، اور معرۃ النعمان چھوٹے چھوٹے مقامات فتح کر لیے، حمص کی تسخیر کے بعد یہاں عبادہ بن صامت کو چھوڑ کر ابوعبیدہؓ لاذقیہ روانہ ہوگئے، یہ نہایت مضبوط و مستحکم شہر تھا، ابوعبیدہؓ نے اسے ایک خاص تدبیر سے فتح کیا، لاذقیہ فتح کرنے کے بعد ہرقل کے پایہ تخت انطاکیہ کا ارادہ کیا۔

یہ حادثہ، مسلمانوں کا یہ عظیم الشان کارنامہ ایسا نہ تھا جسے عیسائی دنیا خاموشی سے برداشت کر لیتی!!

دمشق، اردن اور حمص کی فتوحات نے رومیوں کو جوش سے لبریز کر دیا، انھوں نے ہرقل کے پاس جا کر فریاد کی کہ مسلمانوں نے سارا شام پامال کر ڈالا ہے، اور کوئی طاقت انھیں روک سکنے والی نہیں ہے۔" ان کی فریاد پر ہرقل نے چند معزز اور صائب الرائے اشخاص کو بلا کر ان سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ عرب تم سے تعداد، اسلحہ اور سروسامان ہر چیز میں کم ہیں، پھر تم ان کے مقابلہ میں کیوں کامیاب نہیں ہوتے اس استفسار پر سب نے سر جھکا لیا، ایک تجربہ کار شخص نے جواب دیا کہ عرب کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں، وہ رات کو عبادت کرتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتے، آپس میں برابری کے ساتھ رہتے ہیں، ان کے مقابلہ میں ہمارا یہ حال ہے کہ ہم شراب پیتے ہیں، بدکاریاں کرتے ہیں، وعدہ کی پابندی نہیں کرتے اور دوسروں پر ظلم کرتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے ہر کام میں جوش و استقلال ہوتا ہے، اور ہمارے کام ان سے خالی ہوتے ہیں۔[1]

مسلمانوں کی روز افزوں فتوحات اور ان کے مقابلہ میں رومیوں کی درماندگی دیکھ کر قیصر نے شام چھوڑ کر قسطنطنیہ چلے جانے کا قصد کیا تھا، لیکن جوق در جوق بے کس رومیوں کی فریاد سن کر اسے غیرت آگئی، اور وہ پوری قوت سے مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے آمادہ ہوگیا

---

[1] فتوح الشام ازدی تتمہ ذکر فتح حمص۔

کتنی، شاندار، قابل فخر، اور دنیا کے انسانیت کے لیے سبق آموز روایت نہیں قائم کردی" !

لیکن یہ تو انجام کا آغاز تھا، اور آغاز کا بھی صرف پہلا مرحلہ، اب دوسرا مرحلہ سامنے آتا ہے۔

دمشق شام کا مرکزی شہر تھا، اس کے نکل جانے کا رومیوں کو بڑا صدمہ تھا، اور انھوں نے مسلمانوں کو روکنے کے لیے صوبہ اردن کے شہر بیسان میں فوجیں جمع کیں، لیکن پھر مسلمانوں کے استقلال کو دیکھ کر انھوں نے مصالحت کی کوشش کی، لیکن مفاہمت نہ ہو سکی، اور ذی قعدہ ۱۴ھ میں دونوں کا مقابلہ ہوا، کئی خونریز معرکوں کے بعد عیسائیوں نے نہایت فاش شکست کھائی اور اردن کا پورا صوبہ فتح ہو گیا، کل رعایا ذمی قرار دی گئی، عہد نامہ میں رعایا کی پوری، املاک زمین، مکان، گرجے اور دوسری عبادت گاہیں محفوظ کر دی گئیں۔

جس دشمن کے حصہ میں شکست فاش آئی تھی، جسے محکوم بن جانا پڑا تھا، کیا اس کا مال لوٹا گیا؟ کیا اس کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی؟ کیا اس کے اکابر اور مذہبی پیشواؤں کی توہین و تذلیل کی گئی؟ ——— نہیں یہ کچھ نہیں ہوا، بلکہ اسے مکمل مذہبی آزادی دے دی گئی،

اب تیسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے اور تاریخ اقرار کرتی ہے!

دمشق اور اردن کی فتح کے بعد بیت المقدس، حمص اور انطاکیہ تین بڑے شہر رہ گئے تھے، اس لیے ابو عبیدہؓ اور خالدؓ حمص کی طرف بڑھے، اور راستہ میں بعلبک پر قبضہ کرتے ہوئے حمص پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا، یہاں حکومت کی کوئی فوج نہ تھی، شہر کی آبادی حکومت کی امداد کی امید پر کچھ دنوں تک مدافعت کرتی رہی، لیکن مسلمانوں نے مدد پہنچنے کا راستہ بند کر دیا تھا، اس لیے شہر والوں نے مایوس ہو کر آخر میں صلح کر لی، حمص

اور تمام ممالک محروسہ میں فوجوں کے اجتماع کے لیے فرمان جاری کر دیے، رومی پہلے سے جذبہ انتقام سے سرشار ہو رہے تھے، قیصر کے فرمان نے اور آگ لگا دی، اور انطاکیہ میں فوجوں کا طوفان امنڈ آیا۔

مسلمانوں کی فتح مندی اور فیروز بختی کا راز خود دشمن نے پا لیا، یعنی ان کا کردار بلند، ان کی پاکیزہ زندگی، ان کی رواداری، اور انسانیت دوستی!!

یہی توشہ لے کر ایک بہت بڑے معرکہ کی تیاریاں مسلمانوں نے شروع کر دیں، رومیوں کا یہ جوش و خروش دیکھ کر ابو عبیدہؓ نے افسرانِ فوج سے مشورہ کیا اور یہ قرار پایا کہ تمام منتشر فوجیں ایک جگہ جمع کر لی جائیں، چنانچہ دمشق میں اجتماع ہوا چونکہ اس وقت مسلمان مفتوحہ علاقوں کے عیسائیوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے، اس لیے جزیہ کی رقم جو درحقیقت حفاظت کا معاوضہ تھی انھیں واپس کر دی گئی[1] اس کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ وہ رو رو کر مسلمانوں کی واپسی کی دعائیں کرتے تھے۔

دمشق میں اجتماع کے بعد ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو نئی صورتِ حال کی اطلاع بھجوائی رومیوں کی تیاریوں کا حال سن کر اہل مدینہ میں بھی جوش پیدا ہو گیا، اور ہر شخص سربکف میدانِ جہاد میں جانے کے لیے آمادہ ہو گیا، اور حضرت عمرؓ نے تھوڑی سی مزید امدادی سپاہ تمام روانہ کر دی۔

مفتوح قوم سے خراج کی لی ہوئی رقم، پھر سے واپس کر دینا، مسلمانوں کی دیانت، امانت، اور صداقت کا ایسا ثبوت تھا کہ محکوم، خود دست دعا بلند کر کے خدا سے التجا کرنے لگے، کہ یہ کافر "یعنی مسلمان، فتحیاب ہوں، اور وہ صاحب ایمان "یعنی ان کے ہم مذہب شکست کھائیں!!

---

[1] کتاب الخراج قاضی ابو یوسف ص ۱۸۱

کیونکہ مسلمان اگرچہ غیر مذہب کے تھے لیکن ان کا سلوک، حد درجہ عادلانہ اور روادارانہ تھا، اور عیسائی اگرچہ ہم مذہب تھے، لیکن حصول زر کی خاطر وہ کون سا ظلم تھا، جو اپنے ہم مذہب محکوموں پر انہیں توڑتے تھے، ؟

اب چوتھا اور نہایت ہی اہم مرحلہ پیش آتا ہے، یہ ہے یرموک کی جنگ، تاریخ تباقی ہے، !

اردن کے علاقہ میں یرموک کا کھلا میدان جنگی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لیے نہایت موزوں اور مناسب تھا، اس کی پشت پر عرب کی سرحد تک کوئی روک نہ تھی، اس لیے ابوعبیدہؓ نے رومیوں کے مقابلہ کے لیے اسی میدان کا انتخاب کیا، اور کل فوجیں دمشق سے یرموک میں منتقل کر دیں، قریب ہی مقام دیرالجبل میں رومیوں کا ٹڈی دل لشکر آ کر خیمہ زن ہوا ان کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ تھی، رومیوں کے مذہبی جوش کا یہ عالم تھا کہ وہ مقدس راہب تک جنھوں نے کبھی حجرۂ عبادت سے باہر قدم نہ نکالا تھا عام سپاہیوں کے ساتھ ہو گئے تھے، مسلمانوں کی تعداد بیس تیس ہزار سے زیادہ نہ تھی لیکن سب منتخب بہادر تھے ان میں ایک سو بدری اور ایک ہزار صحابہ تھے، رجب ۱۵ھ میں پہلا مقابلہ ہوا — اس میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا، اور جنگ آئندہ کے لیے ملتوی ہو گئی، التوائے جنگ کے بعد رومیوں نے مصالحت کی کوشش کی، اور گفتگو کے لیے سفیر طلب کیا، ابوعبیدہؓ نے خالدؓ بن ولید کو بھیجا، لیکن یہ سفارت بے نتیجہ رہی، اور دوبارہ رومی اس شان کے ساتھ میدان میں آئے کہ آگے آگے مقدس پادری ہاتھوں میں صلیبیں لیے ہوئے یسوع مسیح کا نام لے لیکر جوش دلا رہے تھے، تین ہزار رومیوں نے پیروں میں بیڑیاں پہن لیں تھیں کہ میدان سے منہ موڑنے کا خیال بھی دل تک نہ آنے پائے، یہ جوش و خروش دیکھ کر خالد بن ولید نے از سر نو فوجوں کو مرتب کیا اور اس کو جدید طریقہ سے چھتیس حصوں پر تقسیم کر کے صف آرائی کی۔ مسلمانوں

کے صف آرا ہوتے ہی رومیوں نے پوری قوت کے ساتھ حملہ کر دیا، مسلمانوں نے بھی برابر کا جواب دیا اور ایسی گھمسان جنگ ہوئی کہ میدان جنگ میں کشتوں کے پشتے لگ گئے، درمیان میں بعض بعض موقعوں پر مسلمانوں کا بازو کمزور پڑ گیا لیکن انجام کار میدان انہی کے ہاتھ میں رہا، رومیوں نے نہایت فاش شکست کھائی، باختلاف روایت ان کی ایک لاکھ یا ستر ہزار سپاہ کام آئی، اور مسلمانوں کا جانی نقصان کل تین ہزار ہوا، اس شکست نے رومیوں کی قوت بالکل توڑ دی، چنانچہ جب قیصر کو اس کی خبر ہوئی تو وہ نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ شام کو الوداع کہہ کر قسطنطنیہ چلا گیا[1]

یرموک کی عظیم الشان کامیابی کے بعد ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو مژدہ فتح بھیجا آپ کئی دن سے انتظار میں سوئے نہ تھے، فتح کی خبر سنکر سجدہ میں گر پڑے، یرموک کے معرکہ نے رومیوں کی قوت پاش پاش کر دی تھی، اس لیے مسلمانوں نے بوقا، جومہ، سرمینا توزی، قورس، تل عزاز اور دلوک وغیرہ چھوٹے چھوٹے مقامات نہایت آسانی کے ساتھ فتح کر لیے، حلب قنسرین اور پایہ تخت انطاکیہ کے رومیوں نے کچھ مزاحمت کی لیکن کوئی بڑی قوت ان کی مددگار نہ تھی، اس لیے انھوں نے بھی معمولی مزاحمت کے بعد جلد اطاعت قبول کر لی۔

کیا جنگی تاریخ کا یہ بہت بڑا، اور ناقابل فراموش معجزہ نہیں ہے کہ مسلمان صرف تین ہزار کھیت رہے اور دشمن کے ایک لاکھ کے قریب سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا!

ہاں یہ بہت بڑا معجزہ تھا اور اس کا صدور صرف مسلمانوں ہی سے ہو سکتا تھا!

—— اللہ کے یہ نیک بندے'!

---

[1] طبری اور فتوح البلدان ازدی اور بلاذری وغیرہ میں یرموک کی جنگ کی تفصیلات نہایت طویل ہیں، ہم نے محض ضروری خلاصہ لکھا ہے،

خدایا یہ تیرے پر اسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی،
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا اور دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

اور اب؟

یرموک کے بعد جب رومیوں کی جانب سے ایک حد تک اطمینان ہو گیا، اس وقت عمرو بن العاص نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا، عیسائیوں نے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا، اس دوران میں ابو عبیدہ بھی پہنچ گئے عیسائیوں نے چند دنوں تک مدافعت کی، لیکن ان کی قوت بالکل ٹوٹ چکی تھی اس لیے آخر میں صلح کے لیے تیار ہو گئے، اور یہ شرط پیش کی کہ امیر المومنین خود آکر صلح کا معاہدہ لکھیں، حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی گئی، آپ نے منظور فرمایا، اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا کر رجب ۱۶ھ میں بیت المقدس روانہ ہوئے، تمام مسلمان افسروں کو اطلاع دے دی گئی تھی، مقام جابیہ میں انھوں نے آپ کا استقبال کیا، ان کے بدن پر دیبا و حریر کی پر تکلف قبائیں تھیں، حضرت عمرؓ کو اسلامی سادگی کی جگہ یہ ٹھاٹھ دیکھ کر غصہ آگیا اور کنکر یاں مار کر فرمایا تم نے اتنی جلد عجمی عادتیں اختیار کر لیں، ان لوگوں نے قبا کا دامن اٹھا کر دکھایا کہ نیچے ہتھیار ہیں، فرمایا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں[1]، بیت المقدس کے عیسائی بھی جابیہ آگئے تھے چنانچہ یہیں معاہدہ لکھا گیا اور اس پر تمام معزز صحابہ کے دستخط ہو گئے،

یہ عہد نامہ اس حیثیت سے نہایت اہم ہے کہ خود خلیفہ اسلام نے ایک مذہبی فرقہ کے مذہبی شہر کے متعلق لکھا تھا، اس لیے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا طرز عمل

---

[1] طبری جلد ۵ ص ۲۵، ۲۶۔

دوسرے مذاہب کے اور ان کی عبادت گاہوں کے ساتھ کیا تھا، اس لیے اس کا ترجمہ بجنسہ نقل کیا جاتا ہے:۔

"یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمرؓ نے ایلیا کے لوگوں کو دی یہ امان ان کی جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لیے ہے، نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کو یا ان کے احاطے کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی، مذہب کے بارہ میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا، ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے، ایلیا والوں پر فرض ہے کہ وہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیں، اور یونانیوں کو اپنے یہاں سے نکال دیں، ان یونانیوں میں سے جو شہر سے نکلے گا، اس کی جان اور مال کی اس وقت تک حفاظت کی جائے گی، جب تک کہ وہ اپنی جائے پناہ پر نہ پہنچ جائے، اور ان میں سے جو ایلیا ہی میں سکونت اختیار کرنا چاہے اس کے لیے بھی امن ہے اس کو ایلیا والوں کی طرح جزیہ دینا ہوگا۔ ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان و مال لے کر یونانیوں کے ساتھ نکل جانا چاہے، وہ بھی اور ان کے گرجے اور صلیب امن میں ہیں، تاآنکہ وہ اپنی جائے پناہ تک نہ پہنچ جائیں، اس تحریر پر خدا، رسول، خلفاء، اور مسلمانوں کا ذمہ ہے، بشرطیکہ یہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں اس پر خالد بن ولید، عمرو بن العاص عبدالرحمان بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان گواہ ہیں، ۱۵ھ میں یہ معاہدہ لکھا گیا، [۱]

---

[۱] طبری جلد ۵ ص ۲۴۰۵"

کسی مفتوح قوم کے حقوق تین ہی چیزوں سے متعلق ہو سکتے ہیں، جان و مال اور مذہب، اس معاہدہ میں یہ تینوں چیزیں محفوظ قرار دی گئیں، یہودیوں کا بیت المقدس سے اخراج عیسائیوں کی رعایت سے تھا کہ وہ ان کے قومی اور مذہبی دشمن اور بڑے فتنہ پرست تھے، یونانی گو مسلمانوں کے حریف تھے، لیکن بیت المقدس میں ان کے قیام کی صورت میں ان کے ساتھ بھی اہل ایلیا کی طرح مراعات کی گئیں، اور نکل جانے کی صورت میں بھی جان مال اور عبادت گاہیں محفوظ قرار دی گئیں، ایک غیر قوم اور غیر مذہب کے ساتھ اس سے زیادہ منصفانہ سلوک اور کیا ہو سکتا ہے ؟

حقیقت اور امر واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے تمیز نسل و رنگ اور دین و مذہب کے بغیر مظلوم کی حمایت کی اور ظالم کا ہاتھ پکڑا،

یہودی ایک مغضوب قوم ہے، جو عتاب الٰہی کی شکار اور سزاوار ہے، اس قوم نے ہمیشہ مسلمانوں کو لرزہ خیز اذیتیں دیں، جب موقعہ ملا مسلمانوں کیساتھ دھوکا کیا، خود رسالت مآب کے خلاف سازشیں کیں، اور انہیں تکلیف دی، لیکن جہاں عدل، احسان، اور حسن سلوک کا سوال در پیش ہوا، رحمۃ اللعالمین کی بارگاہ سے یہ نعمتیں انہیں بھی فراوانی کے ساتھ ملیں، اور یہی آپ کے جانشینوں نے بھی کیا۔

اسپین میں جب مسلمان داخل ہوئے تو حالت یہ تھی کہ وہاں کی پوری یہودی قوم کو عیسائیوں نے غلام بنا رکھا تھا، اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرتے تھے جو کتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، وہ ترک وطن کرنا چاہتے تھے مگر اس کی اجازت نہیں تھی، وہ مرنا چاہتے تھے، مگر انہیں صرف ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کی اجازت تھی،

مگر مسلمانوں کے پہنچتے ہی کایا پلٹ گئی، حالات بدل گئے،

مسلمانوں نے عیسائیوں کے پنجۂ ستم سے یہودیوں کو نجات دی، اور انہیں وہی شہری حقوق عطا کیے، جو کسی مسلمان کو حاصل تھے، اور بالکل یہی سلوک عیسائیوں کے ساتھ بھی کیا۔!

کیا غیر مذہب والوں کے ساتھ یہ رواداران سلوک، تاریخ کی عجیب وغریب مثال نہیں ہے؟

---

# شکستہ

مانے نہ کبھی کہ مد ہے اس جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے،

# دم خم

کئی صدیاں گزر گئیں، !

ماہ و سال کی تقویم بدلتی رہی، حالات پلٹا کھاتے رہے، قومیں جوان ہوتی، بوڑھی ہوتی اور مرتی رہیں مسلمانوں کا آفتاب اقبال بھی گہن میں آیا، جن صفات و خصوصیات نے انھیں خیر الامم بنا دیا تھا، ان سے وہ محروم ہوتے گئے۔ اور اس تناسب سے زوال و انحطاط سے دوچار ہونے لگے، جن حریفوں اور دشمنوں کو انھوں نے شکست فاش دی تھی، اب وہی ان سے کلہ بہ کلہ لڑنے کو تلوار میان سے باہر نکالنے لگے۔

عیسائیوں سے اور مسلمانوں سے چپقلش قائم تھی، وہ اس فکر میں تھے کہ جس طرح بنے بیت المقدس پر قبضہ کر لیں، اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیں، یہ ان کی دیرینہ آرزو تھی، اور اس آرزو کے حصول کے لیے وہ صدیوں سے مصروف عمل تھے، اور فرصت کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے تھے۔

مسلمان اگرچہ روبہ زوال ہو چکے تھے، لیکن اب تک ان میں دم خم باقی تھا اب بھی وہ بڑے سے بڑے دشمن کا مقابلہ بے جھجک کرتے تھے۔ اور قابو پانے کے بعد

اس کے ساتھ رعایت بھی کرتے تھے۔

وقیصر ارمانوس دیوجانس ۳۶۲ھ میں سلجوقیوں کی یورش کو روکنے کے لیے رومی روسی، غزی، قبچاقی، کرجی، خزر اور ارمنی قوموں کا تین لاکھ لشکر جرار لے کر اسلامی حدود کی طرف بڑھا، اور الپ ارسلان کو آذربیجان میں اس کی اطلاع ملی، ارمانوس ملاذکرد تک پہنچ چکا تھا، الپ ارسلان کے لیے تیاری کا موقع نہ تھا، اس لیے اس نے اپنی بیوی کو نظام الملک کے ہمراہ ہمدان بھیج دیا، اور خود پندرہ ہزار فوج لے کر ارمانوس کے لیے نکل کھڑا ہوا، خلاط کے قریب دونوں کے مقدمۃ الجیش کا سامنا ہوا، گو رومی مقدمۃ الجیش کی تعداد پوری سلجوقی فوج سے بھی زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود سلجوقیوں نے اس کو شکست دے کر اس کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا اور ان کی مقدس صلیب کو چھین کر نشان فتح کے طور پر بغداد بھیجا۔

اس دوران میں اصل رومی لشکر نے اخلاط کا محاصرہ کر لیا، یہاں کے مسلمانوں کے پاس قوت نہ تھی، اس لیے تھوڑی مدافعت کے بعد انھوں نے شہر رومیوں کے حوالہ کر دیا، انھوں نے سارے اہل شہر کو قیدی بنا لیا، اس کے دوسرے دن سلجوقی فوج پہنچی، اس نے رومیوں کو ہٹا کر مسلمانوں کو ان سے چھڑایا، اس کے بعد الپ ارسلان پہنچا اور رومیوں کے قریب ہی خیمہ زن ہوا، پہلے اس نے مصالحت کی کوشش کی، لیکن ارمانوس نے جواب دیا کہ — صلح تمہارے پایہ تخت رے پہنچ کر ہوگی۔ اس جواب کے بعد جنگ ناگزیر ہوگئی، لیکن دونوں کی قوت میں کوئی تناسب نہ تھا امام ابو نصر محمد بن عبد الملک حنفی نے جو الپ ارسلان کے ساتھ تھے اس کا حوصلہ بڑھایا — کہ تم خدا کے دین کی حمایت میں لڑ رہے ہو جس کی امداد اور غلبہ کا اس نے وعدہ کیا ہے، اس لیے خدا تم کو ضرور کامیاب کرے گا —" اور دوسرے دن نماز کے بعد آغاز جنگ کا مشورہ دیا۔

الپ ارسلان نے دوسرے دن مجاہدین کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی، اس پر بے اختیار رقت طاری ہوگئی، اس کے ساتھ سارے نمازی رونے لگے، اور اسی حالت میں سب نے بارگاہ ایزدی میں فتح و نصرت کی دعا کی اور الپ ارسلان لباس بدل کر گھوڑے پر میدان جنگ پہنچا اور پندرہ ہزار سلجوقی لاتعداد رومیوں کی صف میں گھس گئے اور اس شدت کا معرکہ ہوا کہ میدان جنگ میں خون کا دریا بہنے لگا، ہر طرف کشتوں کے انبار لگ گئے، یہ معرکہ سلجوقیوں کی شجاعت کی حیرت انگیز مثال ہے ان کی جانبازی نے کئی لاکھ رومیوں کو بڑی فاش شکست دی اور قیصر ارمانوس گرفتار ہو کر الپ ارسلان کے حضور میں پیش کیا گیا اس نے طنزاً پوچھا تم ہی نے میرے پیام صلح کو ٹھکرایا تھا۔" ارمانوس نے جواب دیا۔" جو تمہارے دل میں آئے فیصلہ کردو۔ لیکن مجھے جھڑکو مت۔" الپ ارسلان نے پوچھا۔" اگر تم مجھے گرفتار کر لیتے تو میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔؟" ارمانوس نے کہا۔" بہت برا۔" الپ ارسلان نے کہا" میرے متعلق کیا خیال ہے، میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کروں گا۔" ارمانوس نے کہا۔ قتل کرو گے یا تشہیر کرو گے، تیسری صورت یعنی فدیہ لے کر چھوڑنے کی امید نہیں۔"

الپ ارسلان نے کہا میں یہی تیسری صورت اختیار کروں گا، چنانچہ فدیہ کے وعدے پر اسے رہا کر دیا۔

صلح کے بعد الپ ارسلان نے ارمانوس کو شاہی خیمہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا، دس ہزار اشرفیاں زادِ راہ کے لیے دیں اور اس کی مشایعت کے لیے بطریقوں کی ایک جماعت کو جو جنگ میں قید ہوئے تھے رہا کر کے سب کو خلعتیں دیں۔"[1]

---

[1] ابن اثیر

لیکن جب مسلمان مغلوب ہوئے، اور عیسائیوں کو فتح وظفر حاصل ہوئی تو ان کے برتاؤ میں نہ انسانیت تھی، نہ شرافت، نہ رحم، نہ عفو، نہ رواداری، نہ وسیع القلبی انھوں نے درندگی، سفاکی، اور شقاوت کے ایسے نمونے قائم کیے، جنھیں دیکھ کر آسمان تھرا اٹھا، اور زمین کانپ گئی۔

رجب ۴۹۲ھ مطابق جون ۱۰۹۹ء میں صلیبی مجاہدین نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا، ان کے سیلاب کو روکنے کی مسلمانوں میں طاقت نہ تھی، اس لیے بیالیس دن کے محاصرہ کے بعد شعبان ۴۹۲ھ مطابق جولائی ۱۰۹۹ء میں بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ ہو گیا، اور کئی ہفتوں تک اس مقدس شہر میں قتل عام کرتے رہے، صرف مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار مسلمان قتل کیے گئے، جن میں بڑی تعداد مختلف ملکوں کے ان تارک دنیا علماء و مشائخ کی تھی جو ہجرت کر کے اس مقدس مسجد میں مشغول عبادت تھے، مسجد اقصیٰ کا تمام طلائی و نقرئی بیش قیمت سامان لوٹ لیا۔

وہ کون سا ظلم تھا جو مسلمانوں پر نہ توڑا گیا،!

بیت المقدس کی فتح میں صلیبیوں نے ایسے اندھے تعصب کا ثبوت دیا ہے جس کی مثال گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی، عربوں کو زبردستی اونچے برجوں اور بلند مکانوں کی چھت سے گرا دیتے تھے آگ میں زندہ جلا دیتے تھے، گھروں سے نکال کر میدانوں میں جانوروں کی طرح گھسیٹتے تھے، مقتول مسلمانوں کی لاشوں پر لیجا کر مسلمانوں کو قتل کرتے تھے کئی ہفتوں تک مسلمانوں کا قتل عام کرتے رہے، مشرقی و مغربیہ کے بیان کے مطابق انھوں نے ستر ہزار مسلمانوں سے زیادہ تہ تیغ کیے، یہ تعداد صرف مسجد اقصیٰ کے مقتول مسلمانوں کی ہے بہت سے یہودیوں نے مقدس مذبح میں پناہ لی، صلیبیوں نے آگ لگا کر مذبح کے ان

کو جلا دیا۔"

یہاں نے جنگ صلیبی کے مشہور مجاہد اور عینی شاہد رابرٹ کے حوالہ سے لکھا ہے

"ہمارے لوگ صلیبی راستوں پر مکانوں کی چھت پر دوڑ رہے تھے اور مثل اس شیرنی کے جس کے بچے چھین لیے گئے ہوں، قتل عام کے مزے لے رہے تھے، یہ بچوں کے ٹکڑے کر رہے تھے اور جوان پیر فرتوت دونوں کو برابر قتل کر رہے تھے، یہ کسی متنفس کو بھی نہ چھوڑتے تھے، اور جلد فراغت حاصل کرنے کی غرض سے ایک ہی رسی میں کئی کئی آدمیوں کو لٹکا دیتے تھے ..... ہمارے لوگ جو پاتے لے لیتے، اور مردوں کے پیٹ چیر کر ان سے روپے اور اشرفیاں نکال لیتے، افسوس اسی طرح زرا شہر کے راستوں میں خون کے ندیاں بہتے تھے، اور چاروں طرف لاشیں پھیلی ہوئی تھیں، اوا ندھو تم سب کو ایک دن مرنا ہے، ان میں ایک فرد بشر ایسا نہ تھا جو مذہب عیسوی قبول کرتا، بالآخر بوہمینڈ نے ان سب کو جنہیں اس نے قصر کے صحن میں جمع کیا تھا، سامنے بلایا اور بلا امتیاز بڈھے، عورت، مرد اور معذور و بیکار اشخاص سب کو قتل کیا، اور جو جوان اور مضبوط تھے انھیں فروخت کرانے کے لیے انطاکیہ بھجوا دیا۔"

ایک دوسرے عینی شاہد ریمانڈ واثر ل پوئی کے قسیس کا بیان نقل کرتا ہے۔

جس وقت ہمارے آدمی دیوار اور برجوں پر قابض ہو گئے تو مسلمانوں

---

ؔ خطط الشام کرد علی ج اول ص ۲۸۲ بحوالہ میشو۔

میں عجیب واقعات نظر آنے لگے، کسی کا سر کٹا ہوا تھا، کسی کے چہرے مجروح تھے اور وہ بہ مجبوری اپنے کو دیواروں سے نیچے گرا رہے تھے، بعض دیر تک مجروح رہنے کے بعد جلا دیے گئے، بیت المقدس کے راستوں اور ہر جگہ پر سروں، ہاتھوں، اور چانوں کے انبار لگے ہوئے تھے، اور لاشوں پر سے چلنا پڑتا تھا، مگر یہ بہت کم ہے بمقابل اس کے جو وقوع میں آیا۔ ۔ ۔ ہیکل سلیمانی میں اس قدر خون بہا تھا کہ اس کے صحن میں لاشیں تیرتی پھرتی تھیں، کسی کا ہاتھ، کسی کا پیر، کسی کا دھڑ سب بے جوڑ اس طرح سے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے کہ انھیں پہچاننا مشکل تھا، صلیبیوں نے اس قتل عام کو ناکافی سمجھ کر ایک مجلس منعقد کی جس میں یہ امر قرار پایا کہ کل باشندگان بیت المقدس، مسلمان، یہودی اور غیر مقلد عیسائی، سب تہ تیغ کر دیے جائیں، ان کی تعداد تقریباً ساٹھ ستر ہزار تھی، یہ قتل عام کا بازار باوجود حامیان دین عیسوی کی مستعدی کے آٹھ روز تک گرم رہا، عورتیں، بچے، بوڑھے سب مارے گئے کوئی متنفس جانبر نہ ہوا۔"

یہ درد انگیز واقعات نقل کرنے کے بعد لیبان لکھتا ہے کہ

"ہم خیال کر سکتے ہیں کہ اقوام مشرقی جو اس وقت اس قدر مہذب تھیں، ایسے غنیم کی بابت کیا خیال کرتی تھیں، ان کی تاریخیں بھی نفرت سے بھری ہوئی ہیں اور سعدی شیرازی نے ان ہی کی نسبت کہا ہے کہ انھیں آدمی کہنا انسانیت کی عار ہے، ۔ ۔ ۔ ان کا برتاؤ اس مقدس شہر کے باشندوں کے ساتھ اس سے بالکل مختلف تھا جو حضرت عمرؓ نے کئی صدی پیشتر عیسائیوں کے ساتھ کیا تھا۔" (تمدن عرب ص ۲۹۸، ۲۹۹)

صلیبی مجاہدوں نے یہ مژدۂ فتح پوپ کو ان الفاظ میں سنایا:

"خدا ہمارے عجز و انکسار سے رام ہوگیا اور ہمارے عجز و الحاح کے آٹھویں روز اس نے شہر کو دشمنوں سمیت ہمارے حوالہ کیا ۔۔۔۔۔ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ جو دشمن وہاں موجود تھے ان کے ساتھ ہم نے کیا سلوک کیا تو اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ جب ہمارے سپاہی حضرت سلیمان کے معبد میں داخل ہوئے تو ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا۔" [1]

اتنا بڑا حادثہ گزر گیا لیکن مسلمان کچھ نہ کر سکے، اس لیے کہ وہ بے بس اور کمزور تھے، گو ان کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا، لیکن ہاتھ شل تھے،

بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ اور مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام سے ساری دنیائے اسلام میں اضطراب پیدا ہوگیا، ان کی مرکزی حکومت خلافت بغداد میں کوئی دم باقی نہ تھا، اس کے منتظم سلجوقی خانہ جنگی میں مبتلا تھے، اس لیے وہاں سے کوئی مدد نہ پہنچ سکی، شام، مصر، دیار بکر، دیار ربیعہ، موصل وغیرہ کے مسلمان فرمانرواؤں سے جہاں تک ہو سکا فرنگیوں کے مقابلہ کی کوشش کی اور صلیبی لڑائیوں کا غیر مختتم سلسلہ شروع ہوگیا، ان لڑائیوں میں وقتاً فوقتاً مسلمان حکمران بھی کامیاب ہوتے رہے، لیکن ان میں باہم اتحاد نہ تھا اور صلیبیوں کو یورپ کی حکومتوں کی پشت پناہی حاصل تھی، اور وہاں سے امداد کا سلسلہ برابر جاری تھا، اس لیے چند برسوں کے اندر انھوں نے قریب قریب پورے شام و فلسطین پر قبضہ کر لیا، اور مسلمانوں کے پاس صرف حمص، حماۃ، دمشق حلب اور چند چھوٹے چھوٹے مقامات رہ گئے۔

بیت المقدس کی فتح میں صلیبی جس وحشت و درندگی کا ثبوت دے چکے تھے

---

[1] تاریخ یورپ اے۔ جے گرانٹ ص ۲۵۶۔

اس کو شام کی کل فتوحات میں دہراتے تھے، جس شہر کو فتح کرتے اس کی پوری آبادی تہ تیغ کر دیتے، مکانوں کو مسمار کر ڈالتے، مال و متاع اور کتب خانوں کو نذر آتش کر دیتے، ان کی اس وحشت و سفاکی سے سارا شام ویران ہو گیا[1]۔

---

[1] خطط الشام کرد علی ج ۲، ص ۲۸۲۔

# نئی زندگی

"کہ ہم نے انقلابِ چرخِ گرداں یوں بھی دیکھا ہے

# مشیت کا فیصلہ

ماہ و سال کی گردشیں جاری رہیں، حالات بدلتے اور پلٹا کھاتے رہے،!
بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ، بیت المقدس کے مسلمانوں کا قتل عام، وہاں کے عبادت گزاروں، زاہدوں، اور اصحاب تقویٰ کی بیدردانہ ہلاکت، مسجد عمر رضؓ کی بے حرمتی دوسرے مقامات مقدسہ کی توہین ان واقعات نے مسلمانوں کو بیدار کر دیا وہ انگڑائی لے کر اٹھے اور یہ فیصلہ کر کے اٹھے کہ با عزت زندگی ورنہ آبرو مندانہ موت،!
نورالدین زنگی نے، اپنے جوش جہاد سے عیسائی دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا، اس نے کئی صلیبی معرکوں کو سر کیا، اور عیسائیوں کو شکست فاش دی، اس کی دلی آرزو اور تمنا تھی کہ بیت المقدس کو ایک مرتبہ پھر عیسائیوں سے چھین لے، اس مقدس مقصد کے حصول کے لیے اس نے تن، من، دھن کی بازی لگادی، لیکن مشیت کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے۔ موت کے پیام پر لبیک کہتا ہوا، وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا،
زنگی کے انتقال نے عیسائیوں کو جوش مسرت سے معمور کر دیا ان کا خیال تھا اب کوئی مسلمان فرماں رواں بیت المقدس کی طرف نظر اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔
لیکن نورالدین کا پروردہ اور تربیت یافتہ صلاح الدین آگے بڑھا۔ اب وہ ایک معمولی

یہ ایک خوش خبری تھی،

چنانچہ:

۵۸۳ھ کو لوبیا کے میدان میں دونوں کا مقابلہ ہوا، پہلے ہی معرکہ میں مسلمانوں کی تیر باری سے صلیبیوں کے سوار دستہ کو بڑا نقصان پہنچا، انھوں نے لڑ بھڑ کر بحیرہ طبریہ کی سمت نکل جانا چاہا لیکن صلاح الدین خود سامنے آکر جم گیا اور آگے بڑھنے سے روک دیا، صلیبیوں نے بھی پورا زور صرف کر دیا اور بڑی خونریز جنگ شروع ہو گئی، صلاح الدین فوج کے ہر حصے میں جا کر مسلمانوں کو جوش دلاتا تھا، اور انھیں جنگ کے لیے ہدایت دیتا تھا، صلیبی فوجوں کی سمت خشک جھاڑیوں کا جنگل تھا، مسلمانوں نے ان میں آگ لگا دی، اتفاق سے ہوا بھی اسی جانب کی تھی، اس لیے اس کا سارا دھواں اور گرمی صلیبی فوجوں میں بھر گئی، اس نے ان کو اور زیادہ پریشان کر دیا، جب انھوں نے دیکھا کہ جانبازی کے علاوہ مفر کی اور کوئی صورت نہیں ہے تو مجبور ہو کر آخری مقابلہ کے لیے جان کی بازی لگا دی اور ان کے پیہم حملوں نے مسلمانوں کی صفیں درہم برہم کر دیں، لیکن ہر حملہ میں صلیبیوں کی کافی تعداد قتل ہو جاتی تھی، اور ان کی قوت برابر گھٹتی جاتی تھی، اس لیے مسلمانوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا، انھوں نے کوہ حطین کی آڑ لینے کی کوشش کی، لیکن ہر طرف سے راستہ بند تھا، اس لیے بہت تھوڑی تعداد کوہ حطین کی سمت جا سکی، اور مسلمانوں نے چاروں طرف سے حملہ کر کے مقدس صلیب کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کی سولی کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی، چھین لیا، اس سے ان میں بڑی بددلی پیدا ہو گئی، تاہم انھوں نے حطین کی آڑ لے کر مقابلہ کی آخری کوشش کی، لیکن وہ مسلمانوں کے حملہ کو نہ روک سکے، اور بڑھتے ہوئے گائی بادشاہ یروشلم کے خیمہ تک پہنچ گئے، اور اس کو گرا دیا، صلیبیوں نے جب دیکھا کہ ان کی قوت بالکل جواب دے چکی ہے اور جنگ جاری رکھنے میں موت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے تو انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مسلمانوں نے ان کے

سپاہی نہ تھا خود سلطان والا شان تھا، مصر اس کے قبضے میں تھا، شام کی حکومت پر اس کا تسلط قائم تھا. نور الدین زنگی کی حکومت اور اس کے سارے مقبوضات، موصل، حلب وغیرہ اب اس کے دست تصرف میں تھے، اب وہ ایک بہت بڑا، اور ناقابل تسخیر فرماں رو تھا۔!

صلاح الدین کی زندگی کا مقصد بھی وہی تھا، جو نور الدین کا تھا، اس نے بھی طے کر لیا تھا کہ ہر قیمت پر بیت المقدس عیسائیوں سے چھین کر رہے گا، اس مقصد کے لیے اس نے سر دھڑ کی بازی لگا دی، اور کفن سر سے لپیٹ کر میدان جنگ میں اتر آیا۔

صلاح الدین عیسائیوں سے لڑنے کے لیے نکلا، انھیں شکست دینے کے لیے نکلا، شام اور فلسطین کے علاقے ان سے چھیننے کے لیے نکلا، ان کا دشمن بن کر نکلا لیکن انتہائی اشتعال، برہمی، اور غصہ کے عالم میں بھی، اس نے رحم، رواداری، اور عالی ظرفی کا دامن نہ چھوڑا اس نے دشمن کو شکست دینے کے لیے ہر ذریعہ اختیار کیا لیکن اس پر ظلم نہیں کیا، نہ اپنے ماتحتوں میں سے کسی کو اس کی اجازت دی،

کرک کا فرماں روا ریجی نالڈ اسلام کا، داعی اسلام کا، اور مسلمانوں کا بد ترین دشمن تھا، صلاح الدین اس سے لڑنے چلا، ۵۸۰ھ میں اس نے، دشمن کی زبردست مزاحمت کے باوجود کرک فتح کر لیا، لیکن شان یہ تھی کہ:

کرک کے محاصرہ کے دوران ۵۸۰ھ میں بادشاہ یروشلم امالرک کی سوتیلی بہن ازابیلا کی شادی کی تقریب میں کرک میں جشن منایا جا رہا تھا، دولہا دولہن یہیں تھے، صلاح الدین نے ریجی نالڈ کی دشمنی کے باوجود اس کے پاس شادی کا کھانا بھیجا اور فوج کو حکم دیا کہ جس برج میں دولہا دولھن ہوں اس پر تیر نہ پھینکے جائیں۔،

۵۸۳ھ میں یروشلم، اور دوسرے مقامات کے عیسائی فرماں رواؤں نے باہمی اختلافات ختم کر کے متحدہ طور پر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کا تہیہ کیا، صلاح الدین کے لیے

تمام بڑے بڑے امراء اور حکمرانوں کو گرفتار کر لیا۔[1]

اس شکست نے عیسائیوں کی کمر توڑ دی۔!

مسیحی شہسوار اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ اپنی جانوں کو زیادہ قیمت پر فروخت نہ کر سکے، انھوں نے اپنی تلواریں میان میں ڈال لیں اور مسیحی لشکر کے چیدہ اور منتخب جوان قید کر لیے گئے، بادشاہ یروشلم گائی، اس کا بھائی پاٹیون، ریجی نالڈ، تنبیں کا ہمفری، داو اور اعتبار سے دونوں طبقوں کے سردار، اور بڑے بڑے عیسائی شرفا گرفتار کئے گئے صرف ریمنڈ (والی طرابلس) جو لڑائی کا رنگ دیکھ کر میدان جنگ ہی سے دور بھاگ گیا تھا بچ گیا، اور کچھ دنوں کے بعد مر گیا۔[2]

واقعہ یہ ہے کہ:

اس جنگ میں اتنے صلیبی قتل اور گرفتار ہوئے کہ مقتولین کے انبار کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ پوری فوج قتل ہو گئی اور قیدیوں کی تعداد سے اندازہ ہوتا تھا کہ کل فوج زندہ گرفتار کر لی گئی۔[3]

یہی نہیں بلکہ!

فلسطین کے تمام عیسائی بہادر اور شہسوار مسلمانوں کے پہرے میں تھے، مسیحی لشکر کے معمولی سپاہی جو زندہ بچے تھے، وہ سب مسلمانوں کے اسیر ہو گئے تھے، ایک مسلمان سپاہی تیس تیس عیسائیوں کو قید کر کے خیمہ کی رسی میں باندھے ہوئے ہنکاتا تھا۔[4]

صلیبی لڑائیوں کے سلسلہ میں ۴۹۱ھ کے معرکہ کے علاوہ اتنا اہم معرکہ نہ ہوا تھا، اس سے صلیبیوں کی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔

---

[1] جنگ حطین کی تفصیلات مورخین نے بہت طویل لکھی ہیں، اور ان میں باہم خفیف سا اختلافات بھی ہیں، ہم نے ان کا خلاصہ نقل کیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھو کتاب الروضتین ج ۲ ص ۸۱ و ابن اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۶

[2] صلاح الدین ص ۱۸۷ و ابن اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۲ [3] ابن اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۳ [4] کتاب الروضتین ج ۲ ص

اب عکا کی باری آتی ہے:

عکا فلسطین کا بڑا بندرگاہ اور بحر متوسط کی تجارت کی منڈی تھا، یہاں کی آبادی نے پہلے مقابلہ کا ارادہ کیا، لیکن ان کی بڑی تعداد نے اطاعت قبول کر لی اور جنگ کی نوبت نہیں آئی، سلطان نے ان کو اجازت دے دی کہ اگر وہ چاہیں عکہ ہی میں رہیں اور چاہیں تو اپنا مال و متاع لے کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں، وہ بہت خوفزدہ تھے، اس لیے انھوں نے شہر چھوڑ دیا، اور جہاں تک ممکن تھا اپنا مال و متاع بھی ساتھ لیتے گئے، لیکن عکا بہت بڑی تجارتی منڈی تھی اور تجارتی مال کا یہاں بڑا ذخیرہ تھا، اس لیے بہت سا مال باقی رہ گیا، جو مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ عکا کی جامع مسجد کو صلیبیوں نے کینسہ بنا لیا تھا، تقریباً ایک صدی بعد صلاح الدین نے پھر اس کو مسجد بنایا اور یہاں نماز جمعہ ادا کی[1]

بیروت جو آج بھی جگمگاتی ہوئی تہذیب کا ایک دل آویز مرقع ہے، عہد صلاح الدین میں بھی اس کی زیبائی و رعنائی کا یہی عالم تھا، بیروت:

فلسطین کا بڑا وسیع خوبصورت اور سنگین و مستحکم شہر تھا، اہل شہر نے بھی بڑی پامردی اور شجاعت کے ساتھ مقابلہ کیا، لیکن عین جنگ کے دوران میں افواہ اڑ گئی کہ مسلمان ایک سمت سے شہر میں داخل ہو گئے اس سے عام آبادی میں بڑی بدحواسی پھیل گئی، فوجی افسروں نے ہر چند انھیں سمجھانے اور مطمئن کرنے کی کوشش کی، لیکن عوام کے انبوہ پر کوئی اثر نہ ہوا اور انھیں مجبور ہو کر شہر حوالہ کر دینا پڑا

مسلمانوں کا قافلہ برابر آگے بڑھ رہا تھا، فتح و کامرانی اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی، بیروت کے بعد:

---

[1] ابن اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۳،

لیکن یہ مرحلہ بہت دشوار تھا، فلسطین کے ان تمام شہروں جن پر سلطان کا قبضہ ہو گیا تھا، مسیحی نکل نکل کر بیت المقدس میں جمع ہو گئے تھے، عسقلان کے شکست خوردہ مسیحیوں نے بھی یہیں پناہ لی تھی اور بیت المقدس میں ان کا بڑا اجتماع ہو گیا تھا، عورتوں اور بچوں کے علاوہ لڑنے والے مردوں کی تعداد ساٹھ ہزار سے اوپر تھی!

ایک جنگ آزما فرنگی عمیین کا بالیان حطین کی شکست کے بعد سلطان کی اجازت سے اپنے بال بچوں کو جو بیت المقدس میں تھے لینے کے لیے آیا تھا، یہاں کے بطریق نے اس کو اس کی مرضی کے خلاف مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے روک لیا تھا[۱] اور عسقلان پر مسلمانوں کے قبضہ کے بعد ہی بیت المقدس کے مسیحیوں نے ان کے مقابلہ کا نہایت مکمل انتظام کر لیا تھا، اس لیے سلطان نے بھی فوج کشی کے لیے خاص اہتمام کیا، شام کی فوجوں کے علاوہ یورپ کی بحری مدد کو روکنے کے لیے مصر سے بحری بیڑہ منگایا، اور رجب ۵۸۳ھ میں عسقلان سے بیت المقدس روانہ ہوا[۲] سلطان کے عزم جہاد کی خبر سنکر مصر و شام کے تمام بڑے بڑے علماء بیت المقدس کی فتح میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے پہنچ گئے تھے، ۱۵ رجب ۵۸۳ھ کو بیت المقدس پہنچے ان کے لیے بھی وہ ویسا ہی معزز اور محترم تھا جیسا عیسائیوں کے لیے، اس لیے سلطان یہاں خونریزی پسند نہ کرتا تھا، چنانچہ اس نے بیت المقدس کے مسیحیوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہاری طرح میں بھی بیت المقدس کو خدا کا گھر سمجھتا ہوں، اور خونریزی سے اس کے تقدس کی توہین کرنا پسند نہیں کرتا، اس لیے تم اس کو میرے حوالہ کر دو، اس کے معاوضہ میں تم کو اتنا علاقہ دے دوں گا، جتنا تم سنبھال سکو، علاقہ

---

[۱] ابن اثیر جلد ۱۱ ص ۲۰۶ [۲] صلاح الدین ص ۹ و ابن اثیر حوالۂ مذکور، [۳] ابن اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۶ [۴] کتاب الروضتین جلد ۲ ص ۱۹۲۔

ساحلی شہروں میں صور اور عسقلان دو بڑے شہر باقی رہ گئے تھے، صور میں ایک فرنگی سردار کونریڈ دمرکیش نے بچے کھچے فرنگیوں کا مرکز قائم کرلیا تھا، اور دوسرے شہروں سے نکلے ہوئے فرنگیوں کی بڑی تعداد یہاں جمع ہوگئی تھی، خود کونریڈ آزمودہ کار بہادر تھا، اس لیے صور پر قبضہ میں دشواری تھی، شام کی بندرگاہوں میں مصر سے سب سے زیادہ قریب عسقلان تھا، اس پر قبضہ سے مصر کا بحری راستہ کھل جاتا تھا، اس لیے بیروت کے بعد سلطان نے عسقلان کا رخ کیا، یہ بھی بڑا مستحکم شہر تھا، سلطان نے پہلے بادشاہ یروشلم گائی اور طبقہ داویہ کے سردار کے ذریعہ جو اس کی قید میں تھے، کوشش کی کہ اگر عسقلان کے فرنگی شہر حوالہ کردیں تو ان دونوں کو رہا کردیا جائے گا، لیکن عسقلانیوں نے انکار کردیا، ان کے انکار پر سلطان نے محاصرہ سخت کردیا، اور سنگباری کے ذریعہ شہر پناہ کی دیوار توڑ دی، محاصرہ ایسا سنگین تھا کہ باہر سے کوئی مدد نہ پہنچ سکتی تھی اس لیے جتنی مدت گزرتی جاتی تھی، عسقلانیوں کی قوت مدافعت کمزور پڑتی جاتی تھی، گائی برابر ان کو اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا، آخر میں جب انھوں نے دیکھا کہ فتح کی صورت میں زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا، تو جان و مال کی امان لے کر شہر حوالہ کردیا، اور ان کی درخواست پر سلطان نے انھیں بیت المقدس چلے جانے کی اجازت دے دی، عسقلان پر قبضہ کے بعد رملہ، داروم غزوہ، مشہد ابراہیم، بیت لحم اور بیت جبریل وغیرہ آس پاس کے تمام مقامات آسانی سے فتح ہوگئے [1]

اور اب بیت المقدس سامنے ہے'؛

عسقلان کی فتح کے بعد اصل منزل مقصود بیت المقدس کا راستہ صاف ہوگیا،

---

[1] یہ واقعات کتاب الروضتین جلد ۲ ص ۷۸ تا ص ۹۱ ملخصاً و ابن اثیر جلد ۱۱ ص ۲۰۴ تا ۲۰۶ سے ماخوذ ہیں۔

کے علاوہ نقد بھی دوں گا، انھوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ جس سرزمین میں مسیح نے جان دی، اس کو ہم تمہارے حوالہ نہیں کر سکتے، اور نہ تمہارے ہاتھ اس کو بیچ سکتے ہیں۔

لین پول کا بیان ہے کہ سلطان بیت المقدس کی پُر امن حوالگی کے معاوضہ میں یہاں تک تیار ہو گیا کہ صلیبی بدستور یروشلم میں رہیں اور اس کو مضبوط و مستحکم کر لیں اور شہر کے گرد پانچ فرسخ تک زراعت کر کے فائدہ اٹھائیں اور عید المیلاد تک وہ ان کے لیے سامان خورد و نوش مہیا کرے گا، اور ان کے تمام اخراجات برداشت کرے گا، اس دوران میں اگر ان کو بیرونی مدد مل جائے تو یروشلم ان ہی کے قبضہ میں رہے گا اور اگر نہ مل سکے تو پھر حوالہ کر دینا ہو گا اور سلطان ان کو ان کے مال و متاع سمیت کسی مسیحی ملک میں پہنچا دے گا، لیکن انھوں نے اس سے انکار کیا۔[1]

ایک ہلہ میں سلطان بیت المقدس عیسائیوں سے چھین سکتا تھا، لیکن قدم قدم پر اس نے مصالحت کی کوشش کی، اور عیسائیوں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینے کو تیار ہو گیا۔

لیکن جب کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی تو:

سلطان کو بدرجۂ مجبوری تلوار نکالنا پڑی، دونوں فریق جذبۂ مذہبی سے سرشار تھے، کئی دن تک نہایت پر زور مقابلہ ہوتا رہا، مسلمان شہر پناہ توڑنا چاہتے تھے لیکن اس کے اوپر سے تیر باری ہو رہی تھی، اور باہر بھی صلیبی مصروف پیکار تھے اس لیے وہ شہر پناہ تک نہ پہنچ سکے، جب صلیبیوں کی قوت کچھ کمزور پڑی تو مسلمانوں نے ریلا کر کے ان کو اندر دھکیل دیا، اور بڑھتے ہوئے فصیل تک پہنچ گئے اور

---

[1] الحزب[؟] صفحہ ص ۱۵۲ بحوالہ مجاہد۔

سنگباری کر کے اس کو توڑ دیا، صلیبیوں نے جب دیکھا کہ وہ شہر کو نہیں بچا سکتے اور تلوار کے زور سے مسلمانوں کے قبضہ کی صورت میں ان کی ہلاکت و بربادی یقینی ہے، اس وقت وہ جان و مال کی حفاظت کی شرط پر شہر حوالہ کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے، لیکن اب صلاح الدین نے انکار کر دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ وہی کروں گا جو ۴۹۲ھ میں بیت المقدس پر قبضہ کے وقت تم نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا، اس جواب پر بالیان نے خود اس کے پاس جا کر اسے راضی کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ بیت المقدس میں ہماری بہت بڑی تعداد ہے، اور ہم نے اس امید پر درخواست کی تھی کہ دوسرے شہر والوں کی طرح ہماری درخواست بھی قبول ہو گی۔ لیکن جب ہم یہ دیکھیں گے کہ موت کے علاوہ ہمارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے، تو اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے بیت المقدس میں جس قدر مال و متاع اور نقد و جنس ہے سب کو جلا ڈالیں گے، اور تم لوگوں کو ایک تبدی اور ایک حبہ بھی نہ ملے گا، صخرہ اور مسجد اقصیٰ وغیرہ تمہارے مقدس مقامات کو برباد کر کے ان تمام مسلمانوں کو جو ہمارے یہاں قید ہیں قتل کر ڈالیں گے اور پھر تم سے سربکف جنگ کر کے باعزت کی موت مریں گے یا کامیابی کی سرخروئی حاصل کریں گے

سلطان خود بیت المقدس کی بے حرمتی اور یہاں خونریزی پسند نہ کرتا تھا، اس کی غرض صرف یہ تھی کہ وہ اس کو فتح اور صلیبیوں کو مغلوب کرنے کے بعد ان پر احسان رکھ کر رواداری برتے گا چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ جنگ کی صورت میں صلیبی بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر تلے ہوئے ہیں تو اس نے ان کی درخواست قبول کر لی اور یہ شرط عائد کر دی کہ بیت المقدس کے تمام مسیحی فی مرد دس دینار فی عورت ۵ اور فی بچہ دو دینار فدیہ ادا کریں۔ اور چالیس دن کے اندر جن کا فدیہ ادا نہ ہوگا، وہ غلام شمار کیے

زرِ فدیہ کی ادائی بڑی احتیاط سے عمل میں آئی، ان غریب اور نادار صلیبیوں کی رہائی میں جو زرِ فدیہ نہ ادا کر سکتے تھے، مسلمان امراء نے بھی حصہ لیا، امیر مظفر الدین کوکبری نے رہا کے ایک ہزار ارمنی عیسائیوں کا فدیہ اپنی جیب سے ادا کر کے انھیں آزاد کرا دیا۔[۱] چالیس روز تک آزاد شدہ عیسائیوں کی رہائی کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ رعایت کا زمانہ ختم ہو گیا، اس پر بھی ہزارہا غریب اور مفلس عیسائی جنھیں بخیل اور کنجوس نامرد اور مالدار عیسائی اداروں نے غلام بننے کے لیے چھوڑ دیا تھا، شہر میں رہ گئے .....

یروشلم کے مقدس تاب البطریق نے جو اخلاق اور ایمان دونوں سے عاری تھا، گرجا[۲] کی دولت سمیٹی، سونے کے پیالے اور آبِ مطہر رکھنے کا سامان حتیٰ کہ عہدِ مسیح پر جو طلائی ظروف رہتے تھے ان کو بھی اپنے قبضہ میں کیا اور اپنا ذاتی اندوختہ بھی محفوظ کر لیا یہ جمع کی ہوئی دولت اتنی تھی کہ اگر وہ چاہتا تو بہت سے غریب عیسائیوں کا زرِ فدیہ دے کر ان کو آزاد کرا لیتا۔ مسلمان امیروں نے سلطان سے کہا کہ اس بے ایمان اور لالچی پادری کو لوٹ کا اتنا مال لے جانے سے روکا جائے، اس نے جواب دیا کہ میں قول دے چکا ہوں۔ اس سے پھر نہیں سکتا، غرض اور لوگوں کی طرح یہ بڑا پادری کل دس ہزار اشرفیاں دے کر آزاد ہو گیا اور اس کو ایک مسلمان بادشاہ نے اس بات کا سبق دیا کہ خیر و خیرات کے کیا معنی ہیں۔[۳] ابن اثیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان نے اس پادری اور دوسرے رہا شدہ عیسائیوں کو اپنے آدمیوں کی حفاظت میں صور تک پہنچا دیا۔

غرض دولت مند عیسائیوں کی خود غرضی کی وجہ سے غریب عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد یہیں رہ گئی، ان کی بے کسی کو دیکھ کر سلطان کے بھائی ملک العادل نے سلطان

---

[۱] صلاح الدین ص ۲۰۲، [۲] ایضاً و کتاب الروضتین ج ۲ ص ۹۵،
[۳] لین پول ص ۲۰۲، اس واقعہ کو ابن اثیر نے بھی لکھا ہے ج ۱۱ ص ۲۰۰۔

اس قرارداد کے بعد جمعہ ۲۷ رجب ۵۸۳ھ مطابق ستمبر ۱۱۸۷ء کو صلیبیوں نے بیت المقدس مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اور اکانوے سال کے بعد پھر خدا کا یہ ایک گھر اس کے حقیقی پاسبانوں کے قبضہ میں آگیا یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ یہ تاریخ معراج نبوی کی ہے[1]، اور بیت المقدس کو معراج سے خاص نسبت ہے۔

اور اس طرح تاریخ کا ایک بہت بڑا مرحلہ سر انجام پاگیا، تقریباً سو سال کے بعد مسلمانوں نے ایک مرتبہ پھر خدا کے اس مقدس گھر کو کافروں سے چھین لیا اور اب پھر وہاں صدائے تکبیر بلند ہونے لگی!!

"صلیبیوں نے ۱۰۹۹ء میں بیت المقدس پر قبضہ کے وقت مسلمانوں پر جو وحشیانہ مظالم ڈھائے تھے، اس کا حال اوپر گزر چکا ہے، اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے جس پرامن طریقہ سے اس کو واپس لیا اور عیسائیوں کے ساتھ جس فیاضی کا سلوک کیا وہ تاریخ کا ناقابل فراموش واقعہ ہے":-

در ـــ صلاح الدین نے پہلے کبھی اپنے کو ایسا عالی ظرف اور باہمت نائٹ ثابت نہیں کیا تھا جیسا کہ اس موقع پر کیا جبکہ یروشلم مسلمانوں کے حوالہ کیا جا رہا تھا اس کی سپاہ اور معزز ذمہ دار افسروں نے جو اس کے ماتحت تھے، شہر کی گلی کوچوں میں انتظام قائم رکھا، یہ سپاہی ہر قسم کی ظلم و زیادتی کو روکتے تھے، اسی کا نتیجہ تھا کہ ہرگز کوئی بھی ایسا موقع پیش نہیں آیا، جس میں کسی عیسائی کو گزند پہنچا ہو، شہر سے باہر جانے کے کل راستوں پر سلطان کا پہرہ تھا اور ایک نہایت معتبر امیر باب داؤد پر متعین تھا تاکہ شہر والے کو جو زر فدیہ ادا کر چکا ہو شہر سے باہر جانے دے[1]۔

---

[1] ابوشامہ اور ابن اثیر وغیرہ نے بیت المقدس کی فتح کی پوری تفصیل لکھی ہے ہم نے صرف خلاصہ نقل کیا ہے تفصیل کے لئے دیکھو کتاب الروضتین

سے ایک ہزار عیسائیوں کو بطور غلام لے کر انھیں اپنی طرف سے آزاد کیا۔

اسے دیکھ کر سلطان نے کہا کہ عادل، بالیان اور بطریق نے اپنی اپنی طرف سے خیرات کی، اب میں اپنی طرف سے خیرات کرتا ہوں، اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ عام منادی کر دیں کہ وہ تمام بوڑھے جو فدیہ نہیں ادا کر سکتے، آزاد کیے جاتے ہیں انھیں اختیار ہے وہ جہاں چاہیں چلے جائیں، چنانچہ سورج نکلنے کے وقت سے لیکر ڈوبنے تک برابر ان کی جماعتیں شہر سے نکلتی رہیں، یہ خیر خیرات تھی جو سلطان صلاح الدین نے بے شمار مفلسوں اور غریبوں کے ساتھ کی۔

مردوں کے علاوہ بیت المقدس میں بہت سی معزز خواتین بھی تھیں، چنانچہ ان کی ایک ملکہ ہجرت کر کے بیت المقدس میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی تھی۔ اس کے پاس بڑی دولت تھی، اس نے صلاح الدین سے خواہش کی کہ اس کو بیت المقدس سے نکل جانے دیا جائے، سلطان نے اس کے مال و متاع سمیت چلے جانے کی اجازت دے دی، یروشلم کے فرماں روا گائی کی بیوی نے اپنے شوہر کے پاس جو نابلس میں قید تھا، جانے کی خواہش کی، سلطان نے اسے گائی کے پاس بھجوا دیا مقتول رینی نالڈ والی کرک کی بیوی کی خواہش پر اس کے لڑکے ہمفری کو جو دمشق میں قید تھا بلا کر دکھایا اور وعدہ کیا کہ کرک کے قلعہ پر قبضہ کے بعد لڑکے کو رہا کر دیا جائے گا۔

جنگ صلیبی کے ایک مجاہد ارنول کا بیان واقعات کا عینی شاہد ہے، بیان ہے کہ صلاح الدین نے جنگ صلیبی کے مقتول اور قیدی نائٹوں کی بیویوں کے ساتھ بڑا شریفانہ سلوک کیا جب وہ سلطان سے اپنی حالت زار بیان کر کے رحم کی طالب ہوئیں،

---

۱؎ لین پول ص۲۳۱ ابو شامہ نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے، لیکن تعداد نہیں لکھی ہے۔ کتاب مذکور ج ۲ ص ۹۵ ۲؎ صلاح الدین ص۲۳۰ بحوالہ ارنول ۳؎ کتاب الروضتین ج ۲ ص ۹۶

تو سلطان آبدیدہ ہو گیا، اور ان میں سے جن کے شوہر زندہ اور قید تھے، ان کو رہا کر دیا گیا، اور جن کے شوہر قتل ہو چکے تھے ان کے رتبہ کے مطابق ان کو روپیہ دے کر ان کی تشفی اور دلجوئی کی، وہ اس کے احسان سے اتنی متاثر ہوئیں کہ اس کی فیاضی کا ممنونیت کے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں، غرض اس طرح سلطان نے اس مفتوح شہر پر اپنا احسان کیا۔

ان واقعات کو نقل کرنے کے بعد لین پول لکھتا ہے کہ جب ہم سلطان کے ان احسانات پر غور کرتے ہیں تو وہ وحشیانہ حرکتیں یاد آتی ہیں جو صلیبیوں نے فتح بیت المقدس کے وقت کی تھیں جب گاڈفرے اور ٹنکرڈ یروشلم کے بازار سے گزرے تو وہاں مسلمانوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور جان بلب زخمی لوٹتے تھے جبکہ صلیبیوں نے بے گناہ اور لاچار مسلمانوں کو سخت اذیتیں دے کر مارا تھا اور زندہ آدمیوں کو جلا دیا تھا اور جب قدس کی چھتوں پر مسلمان پناہ لینے چڑھے تھے تو صلیبیوں نے انہیں وہیں تیروں سے چھید کر گرا دیا تھا، اور جہاں ان کے اسی قتل عام نے مسیحی دنیا کی عزت کو بٹہ لگایا تھا، اور اس مقدس شہر کو انھوں نے ظلم و بدنامی کے رنگ میں رنگا تھا جہاں رحم و محبت کا وعظ مسیح نے سنایا تھا اور فرمایا تھا کہ "خیر و برکت والے ہیں وہ لوگ جو رحم کرتے ہیں ان پر خدا کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔" جس وقت یہ عیسائی اس پاک اور مقدس شہر کو مسلمانوں کا خون کرکے مذبح بنا رہے تھے اس وقت وہ اس کلام کو بھول گئے تھے اور یہ ان بے رحم عیسائیوں کی خوش قسمتی تھی کہ سلطان صلاح الدینؒ کے ہاتھوں ان پر رحم ہو رہا تھا ...... اگر صلاح الدین کے کاموں میں صرف یہی کام دنیا کو معلوم ہوتا کہ اس نے کس طرح یروشلم کو بازیافت کیا، تو صرف یہی ایک کارنامہ اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کافی تھا کہ وہ نہ صرف اپنے زمانہ کا بلکہ تمام زمانوں کا سب سے بڑا عالی ظرف انسان اور بسالت و شہامت میں یکتا اور بے مثل تھا۔[1]

---

[1] صلاح الدین ص ۳۰۴، ۳۰۵ بحوالہ کرونل۔

# معرکۂ ہلال و صلیب

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

# تہلکہ

بیت المقدس پر مسلمانوں کے قبضے اور تسلط نے، سارے یورپ میں تہلکہ مچ دیا،

جب یروشلم کی حکومت کے زوال کی خبر یورپ پہنچی تو کوئی شاہی دربار، کوئی شاہی لشکرگاہ، کوئی قریہ اور کوئی قصبہ ایسا نہ تھا جہاں سے ایک عالمگیر صدائے طیش والم نہ اٹھی ہو۔ عیسائیوں نے اپنے ملک کی تمام مصیبتیں یروشلم پر رونے کے لیے فراموش کردیں اور سارے ذاتی غم اس غم کے سامنے بھول گئے۔[۱]

شام کا اسقف اعظم ولیم صوری، قسیسوں اور راہبوں کی جماعت لے کر پاتمی بہ سن میں روم پہنچا اور پاپائے روما کی مدد سے یورپ کا دورہ کرکے اپنی پرجوش تقریروں سے مسلمانوں کے خلاف آگ لگا دی، پادری شہر بہ شہر ایسی تصویریں دکھلاتے پھرتے تھے جن میں دکھایا گیا تھا کہ نعوذ باللہ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کو گھوڑوں سے روند رہے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو زمین پر گرا دیا ہے

---

[۱] صلاح الدین ص ۲۱۹، [۲] مجاہدُ

ان تیاریوں کے بعد سب سے پہلے فریڈرک باربروسہ بادشاہ جرمنی ۱۱۹۰ء میں ایک لاکھ فوج کے ساتھ ارض شام کی طرف روانہ ہوا، اور ہنگری، بلغاریہ کے راستہ سے قسطنطنیہ اور ایشائے کوچک ہوتا ہوا شام کی طرف بڑھا، لیکن دریائے سالس کو عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا، اس کی موت کے بعد اس کے لڑکے فریڈرک ثانی نے جو باپ کے ساتھ تھا، فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی، لیکن فریڈرک کی موت سے فوج میں اختلاف پیدا ہو گیا، اور اس کا ایک حصہ لوٹ گیا[1]

ایک طرف عیسائیوں کا عام اس سے کہ وہ عرب ہوں، یا یورپین یہ حال تھا کہ ان کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی تھی اور بیت المقدس واپس لینے کے لیے اپنی جیب کی آخری پائی اور خون کا آخری قطرہ قربان کر دینے کا فیصلہ کر چکے تھے، دوسری طرف مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی کہ وہ بھی ہر قیمت پر خدا کے اس مقدس گھر کی حفاظت اور صیانت کے لیے جان قربان کر دینے کا عزم کر چکے تھے۔

ایک طرف، سارا یورپ متحد ہو کر یلغار کی تیاریاں کر رہا تھا۔ انگلستان اور فرانس نے اپنے اختلاف دور کر دیئے تھے جرمنی نے اپنی پوری قوت اس مقصد کے حصول پر صرف کر دی تھی، سسلی کی حکومت نے اپنے تمام ذرائع اور وسائل اس مہم کے لیے وقف کر دیئے تھے، اٹلی کی حکومت نے اس راہ میں ہر قربانی کا فیصلہ کر لیا تھا، دوسری طرف پادریوں نے شہر شہر اور قریہ قریہ گھوم گھوم کر، ایک آگ لگا دی تھی ان کی پرجوش اور پرخروش تقریروں نے عیسائیوں میں مر مٹنے کا جذبہ پیدا کر دیا تھا، بڑے بڑے عصیاں شعار تائب ہو کر، دین

---

[1] ابن اثیر ج ۱۲ ص ۲۰ و صلاح الدین ص ۱۵۱

اور بعض تصویروں میں حضرت مسیحؑ کو مارتے ہوئے اور آپ کے بدن سے خون جاری دکھایا گیا تھا۔[1]

پاپائے روما نے فتویٰ دیدیا تھا کہ جو شخص اس مقدس جنگ میں شریک ہوگا اس کے سارے گناہ دھل جائیں گے، انگلستان میں کنٹربری کے بالڈون نے جنگ صلیبی کا وعظ کہا، اس کی کوششوں سے فرانس اور انگلستان کے بادشاہوں نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے اپنی ذاتی رنجشیں بھلادیں اور ہنری دوم بادشاہ انگلستان، فلپ اگسٹس بادشاہ فرانس اور فریڈرک بار بروسہ بادشاہ جرمنی، ولیم بادشاہ صقلیہ ان کے علاوہ یورپ کے اور بہت سے امرا، اور ناٹس مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے تیار ہوگئے، اسی دوران میں ہنری دوم کا انتقال ہوگیا، اور اس کا لڑکا رچرڈ جانشین ہوا، اس نے باپ سے زیادہ جوش و خروش دکھایا اور تیسری جنگ صلیبی کا ہیرو بن گیا، جنگ کے مصارف کے لیے انگلستان و فرانس وغیرہ میں عشر صلاح الدین کے نام سے ایک عام ٹیکس جاری کیا گیا، جس سے کوئی شخص مستثنیٰ نہ تھا، پادریوں نے فتویٰ دے دیا تھا کہ جو شخص اس کار خیر میں شریک ہوگا وہ جنت سے خارج کر دیا جائے گا۔ یہودیوں سے یہ ٹیکس بڑی سختی کے ساتھ وصول کیا گیا، رچرڈ نے مصارف جنگ کے لیے اپنی جاگیر بیچ دی، اور بڑے بڑے عہدوں کو فروخت کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا اگر کوئی خریدار ہو تو میں لندن تک بیچنے کو تیار ہوں۔[2]

جو لوگ خود کسی معذوری کی بنا پر شریک نہ ہو سکتے تھے انھوں نے اپنے خرچ اور اپنی جانب سے آدمی بھیجے، یا اس کے عوض نقد روپیہ اور عورتوں نے اپنی انگوٹھیاں اولادوں کو نذر کر دیا۔[3]

---

[1] ابن اثیر ج ۱۱ ص ۱۲ و جہاد اول ص ۲۳۵۔ [2] جہاد اول ص ۲۴۲ و صلاح الدین ص ۲۲۰، [3] ابن اثیر ج ۱۲ ص ۱۳۔

# ملکۂ جین

انگلستان کے تاجدار رچرڈ شیر دل کے ساتھ اس کی چہیتی بہن، ملکہ جین بھی آئی تھی، اور شاہی خیمہ کے پہلو میں ایک شاندار اور زرنگار، اور زرکار خیمہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ مقیم تھی، کبھی کبھی یہ بھی سپاہیوں کا لباس پہن کر لشکر کا گشت کرتی، کبھی سیر و تفریح کے لیے دور تک نکل جاتی، کبھی میدان جنگ میں پہنچتی اور لڑائی کا تماشہ دیکھتی، وہ شیر دل بھائی کی شیر دل بہن تھی، نہ خطرات سے ہراساں آتی، نہ جنگ کی آتش افروزیوں سے گھبراتی، منجنیقوں سے نکلے ہوئے آگ کے شعلے اس کی طبع ہم پر ذرا بھی اثر نہ کرتے، تیروں کی سنسناہٹ میں بھی اس کا تبسم قائم رہتا، تلواروں کی شپاشپ اس کے کانوں کے لیے ایک نغمہ جاں فزا کی حیثیت رکھتی تھی، سپاہیوں کو مرتے، کٹتے، خون میں نہاتے دیکھتی، مگر نہ اس کا دل کانپتا، نہ کسی طرح کی دہشت پیدا ہوتی، کچھ اس لیے کہ وہ طبعاً سخت مزاج اور درشت خو تھی، اور کچھ اس لئے بھی کہ زندگی کے سنگین حقائق کا سامنا کرتے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتی تھی، یہ لڑائی، یہ کشت و خون، یہ تیروں کی بارش، یہ تلواروں کی چمک، یہ منجنیقوں سے برستی ہوئی آگ کے شعلے، یہ خاک و خون میں لتھڑے ہوئے جسم، یہ کٹی ہوئی گردنیں، یہ

عیسوی کے فروغ و عروج کے لیے گردن کٹا دینے کے لیے زن و فرزند سے رشتہ منقطع کر کے گھر سے باہر نکل آئے تھے،

ایسا معلوم ہوتا تھا سارا یورپ گھنگور گھٹا کی طرح امنڈ امنڈ کر بیت المقدس کی طرف بڑھ رہا ہے۔

عرب اور یورپ کی ان بڑی بڑی مملکتوں کے مقابلہ میں تن تنہا دیوار آہن کی طرح صلاح الدین ڈٹا ہوا تھا، بظاہر گھوڑے بہت تھے، لیکن کوئی ایسا نہ تھا جو اس کا صحیح معنی میں ہمدرد اور غمگسار ہو، مسلمان حکومتیں اپنے اپنے مسائل اور معاملات میں الجھی ہوئی تھیں، انہیں نہ بیت المقدس سے کوئی دلچسپی تھی، نہ صلاح الدین سے ہمدردی، لیکن وہ مردِ خدا، ان تمام باتوں سے بے نیاز دشمنوں کی چالوں سے بے پروا، اپنے کام میں لگا ہوا تھا، وہ زندگی کی ایک ساعت بھی بیکار نہیں جانے دیتا تھا، لوگ اسے ستانے اور آرام کرنے کا مشورہ دیتے تھے لیکن وہ کہتا تھا، نہ جانے کب موت کا بلاوا آجائے، اور میں نہیں چاہتا کہ اپنے رب کے حضور میں اس طرح پہنچوں کہ سرخرو نہ ہوں، میں خدا کے راستے میں لڑتا ہوا مرنا چاہتا ہوں، بستر مرگ پر جان دینا میرے جذبۂ ملی کے خلاف ہے،!

دل ہلا دینے والے وعظ و تلقین، رچرڈ کی عاجزانہ اپیل، اور رائے عامہ کے دباؤ نے، عیسائیوں کو مجبور کر دیا کہ ٹیکس دیں، اگر کوئی ذرا بھی چوں و چرا کرتا تو اس سے زبردستی رقم وصول کر لی جاتی، لیکن ستم یہ تھا کہ یہودیوں تک کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا، حالانکہ اس صلیبی جنگ سے انھیں نہ کوئی ہمدردی تھی، نہ دلچسپی، چنانچہ یہودیوں نے مزاحمت کی، اور ٹیکس کے ادا کرنے میں وہ چستی نہیں اٹھائی، جس کی ارباب حکومت توقع رکھتے تھے، چنانچہ یروشلم سے پہلے ایک صلیبی جنگ خاص لندن میں یہودیوں سے لڑی گئی، اس نہتی، بے بس، اور کمزور، لیکن دولت مند اقلیت پر لرزہ خیز مظالم توڑے گئے، دوکانیں لوٹ لی گئیں، مکان چھین لیے گئے، جائدادیں نیلام کر دی گئیں، کھیت ضبط کر لیے گئے، نقد و جنس پر جبری تسلط کر لیا گیا، اور بہت سے یہودی مردوں، اور عورتوں کو لونڈی اور غلام بنا لیا گیا، سارہ کے بھائی سے بھی ٹیکس طلب کیا گیا، چند مرتبہ تو اس نے بہ کراہیت رقم ادا کر دی، لیکن جب بار بار تقاضا شروع ہوا، تو اس نے بھی پہلے ٹال مٹول شروع کی، پھر صاف انکار کر دیا۔

اس انکار نے آگ پر تیل کا کام کیا، کوئی ظلم نہ تھا، جو اس خاندان پر نہ توڑا گیا ہو، نتیجہ یہ ہوا کہ سارہ کا بھائی ہلاک کر دیا گیا، اس کا منگیتر اور عاشق گرفتار کر کے نذر زنداں کر دیا گیا، اور خود سارہ قصر شاہی میں، اور وہاں سے ملکہ جین کی بارگاہ میں پہنچا دی گئی، شروع میں چند روز تک تو جین کا برتاؤ اس کے ساتھ سخت رہا لیکن رفتہ رفتہ وہ اپنی ملکہ کی مزاج داں بن گئی، شب و روز اس کی خدمت میں لگی رہتی اس کی راحت و آسائش کا حد درجہ خیال رکھتی، محل کے کسی گوشہ میں اگر ملکہ کے خلاف کوئی بات سنتی فوراً نمک مرچ لگا کر، ملکہ کے کان بھر دیتی، یہی سارہ جو ملکہ جین کی بارگاہ میں سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر نظروں سے دیکھی جاتی تھی، جس کی ہر شخص توہین

اعصاب پر یہ لاشیں، زندگی کی سنگین حقیقتیں ہی تو ہیں، انسان کو اگر زندہ رہنا ہے زندہ رہنے کا حق چھینا ہے، تو پھر ان حقیقتوں کا ناگزیر طور پر سامنا کرنا ہی پڑے گا، ان سے منہ نہیں چھپایا جا سکتا، ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا، انہیں نظر انداز کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی ——!

جین اپنی ایک سہیلی سائرہ کے ساتھ آج بھی، میدان جنگ کا تماشہ دیکھنے گئی تھی، یہ سائرہ جین کی خادمہ بھی تھی، اور سہیلی بھی، ہمراز بھی، اور ہمدم بھی، باندیوں اور سہیلیوں کے ساتھ بھی جین کا برتاؤ عام طور پر سخت ہی تھا، لیکن سائرہ اس سے مستثنیٰ تھی، اس نے اپنی خدمت سے اپنی تند مزاج ملکہ کا دل مٹھی میں لے لیا تھا جین کا برتاؤ اس کے ساتھ لطف و کرم کا تھا یہ سارہ، لندن کے ایک نواحی قصبے کی رہنے والی تھی اس کا باپ مر چکا تھا، بھائی تجارت کرتا تھا، اور خوب کماتا تھا، ایک یہودی نوجوان سے، نسبت بھی ہو چکی تھی، اور عنقریب شادی ہونے والی تھی دونوں ایک، دوسرے پہ ہزار جان سے فریفتہ سے تھے، اور بڑی بے چینی سے اس مبارک دن کا انتظار کر رہے تھے جب جدائی کی گھڑیاں ختم ہوں گی، اور، یہ دونوں دھڑکتے ہوئے دل ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے،

اسی اثناء میں "عشر صلاح الدین" کے نام سے رچرڈ نے ایک نیا ٹیکس جاری کیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ ہر شخص اپنی آمدنی کا دسواں حصہ جنگی فنڈ میں دے تاکہ مسلمانوں سے لڑائی لڑی جاسکے، صلاح الدین کو شکست دی جاسکے، اور یروشلم مسلمانوں سے چھین لیا جائے،

یہ جبری ٹیکس سب کو ناگوار گزرا، لیکن مذہبی عصبیت، قومی جوش، پادریوں کے

---

لے SOLADINS TENTH کے نام سے تاریخوں میں ظالمانہ ٹیکس سے لرزہ خیز حالات

سپاہیوں کی کیا ضرورت ہے؟ ———— کیا وہاں کوئی دشمن ہماری تاک میں بیٹھا ہے؟ دیکھتی نہیں ہو، یہ ٹیلہ ہمارے علاقے میں ہے یہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا، دشمن کی کیا مجال ہے کہ ادھر کا رخ بھی کر سکے،!

سارہ نے ہنستے ہوئے کہا، ملکہ عالیہ نے بجا ارشاد فرمایا! ———— واقعی وہاں کیا خطرہ ہو سکتا ہے، اور پھر دور بھی کچھ ایسا نہیں، بس چند قدم کا فاصلہ ہے'!"

دونوں نے اپنے گھوڑوں کا رخ ٹیلہ کی طرف کر دیا،

تھوڑی دور چلنے کے بعد جین نے کہا،

"کیوں سارہ، آج کی لڑائی تم نے دیکھی؟"

وہ بولی، "جی ہاں دیکھی ———— یوں مجھے یقین ہے کہ جیت ہماری ہی ہوگی لیکن ایمان اور انصاف کی پوچھئے تو سچی بات یہ ہے کہ مسلمان بھی بڑی بہادری سے لڑ رہے ہیں!" ————

جین قطع کلام کرتی ہوئی بولی "ہاں یہ تو ماننا پڑے گا، سارا یورپ، جرمنی، فرانس انگلینڈ، اور دوسرے ممالک کی فوجیں اپنے اپنے بادشاہوں کے ساتھ امنڈ آئی ہیں ہمارا لشکر حد شمار سے خارج ہے، مسلمان ہمارے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں، تعداد کے اعتبار سے کم، ساز و سامان جنگ کے لحاظ سے ہیچ، لیکن واقعی کفن سر سے باندھ کر اور جان ہتھیلی پر رکھ کر لڑ رہے ہیں'!"

سارہ بڑی توجہ سے یہ باتیں سنتی رہی پھر بولی "جی اور کیا!"

جین نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پوچھا "کیوں سارہ وہ آدمی بھی دیکھا تھا تم نے ————

سارہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو جین کے چہرے پر اضطراب کے آثار تھے، وہ دفعتہً خاموش ہو گئی تھی، جیسے عالم خیال میں کھو گئی ہو، اس نے سوال کیا،

کرتا تھا، جس کے بہتے ہوئے آنسو محل کے غلاموں اور لونڈیوں کے لیے پیام نشاط و سرور تھے، بہت جلد سب سے بازی لے گئی، ملکہ کی ناک کا بال بن گئی، اب لوگ اس سے ڈرتے، اس کی خوشامدیں کرتے اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتے، اور جب بھائی کے ساتھ بہن نے بھی بیت المقدس کی طرف شکر گزاری کے ساتھ کوچ کیا، تو سارہ کو پیش خدمت کا منصب اور اعزاز بخشا گیا، گو وہ لونڈی تھی، لیکن اسے سہیلی کا اعزاز بھی حاصل ہو گیا، قصر شاہی میں یہ پہلی مثال تھی کہ ایک یہودی عورت سخت ترین مظالم کا نشانہ بننے کے بعد اس شان سے عروج اور اقتدار کی مالک بن گئی!

سارہ، جین کی خدمت میں، اتنی مگن اور اتنی خوش تھی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نہ اسے اپنے بھائی کے بے دردانہ قتل کا غم ہے، نہ اپنے خاندان کی تباہی کا صدمہ نہ اپنے منگیتر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بچھڑ جانے کی فکر، نہ خوشگوار اور خوش آئند مستقبل کے ولولے، امیدیں، اور حسرتیں، جیسے اس کی دنیا صرف جین کے دم سے قائم تھی، اسے خوش دیکھ کر، خوش ہو جاتی، اسے رنجیدہ اور مغموم دیکھ کر، اس کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں، یہی سبب تھا کہ جین کو اس پر وہ اعتماد تھا جو کسی اور پر نہیں تھا،

لشکر میں کافی دیر تک دونوں فوجوں کے کارنامے دیکھ کر، جین نے گھوڑے کو ایڑ لگائی، اور باہر نکل آئی، باہر آ کر اس نے سارہ سے کہا،

"یہ سامنے جو ٹیلہ سا نظر آ رہا ہے، ذرا اس طرف چل کر دیکھتے ہیں شاید کوئی اچھی اور پر سکون جگہ ہو، تو روز یہیں تھوڑی دیر آ جایا کریں گے، خیمہ کی زندگی اور میدان جنگ کی ہما ہمی سے طبیعت اکتاتی جا رہی ہے اب تو،"!

سارہ نے تائید کرتے ہوئے کہا، ضرور چلیے، اگر ارشاد ہو تو کچھ سپاہی بھی ساتھ لے جائیں،"!

جین کھلکھلا کر ہنس پڑی، اس نے کہا،

"کس آدمی کے بارے میں ملکۂ عالم دریافت فرما رہی تھیں؟"

جین چونک پڑی، اور مسکراتی ہوئی بولی، "وہ، ——— وہ جو سفید گھوڑے پر سوار تھا، جس کے عمامے پر سفید رنگ کی ایک کلغی لگی ہوئی تھی، ———

سارہ بول پڑی، "جی ہاں دیکھا تھا، وہ آدمی کا ہے کو ہے چھلاوہ ہے، کئی مرتبہ ہمارے کئی کئی سپاہیوں نے اسے گھیرے میں لے لیا، لیکن وہ برقی جھپکے کی طرح کوندتا ہوا نکل گیا، کئی مرتبہ ہمارے سپاہیوں نے اس پر نرغہ کیا، اور بظاہر ایسا معلوم ہونے لگا، جیسے اب یہ مرا، لیکن پھر جو نظر اٹھتی ہے تو معلوم ہوتا ہے اس کے اردگرد ہمارے کئی سپاہیوں کی لاشیں پڑی ہیں، اور اسے خراش تک نہیں آئی،!"

جین کا چہرہ روشن ہو گیا، وہ پھول کی طرح کھل اٹھی، اس نے کہا، "ہاں وہی ——— میں اسی کو کہہ رہی تھی،!"

سارہ نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا، "نہ جانے کون ہے وہ؟"

جین نے لقمہ دیا، "ہاں یہ تو نہیں معلوم کون ہے، لیکن یقیناً کوئی بڑا آدمی ہے!"

سارہ نے ہنستے ہوئے پوچھا، "یہ کیسے معلوم؟"

وہ بولی، "اس کا لباس نہیں دیکھا تم نے؟ یہ کسی معمولی سپاہی کا لباس ہو سکتا ہے؟ اور وہ سفید گھوڑا؟ ایسا قیمتی گھوڑا کسی بڑے افسر ہی کے پاس ہو سکتا ہے، اور اس کے عمامے کی وہ سفید کلغی تو گویا پکار پکار کر اس کی بڑائی کی گواہی دے رہی تھی،!

سارہ ہنسنے لگی، پھر گویا ہوئی، "لیکن صورت تو کچھ یوں ہی سی ہے اس کی!"

جین بگڑ گئی، "پگلی کہیں کی، ——— اتنا شاندار آدمی تو ہے وہ!"

وہ مسکراتی ہوئی کہنے لگی، "شاندار تو بے شک ہے، لیکن ———

"لیکن بدصورت ہے" ——— واقعی سارہ تم احمق ہو اچھی خاصی۔
بھلا کوئی شاندار آدمی بھی بدصورت ہو سکتا ہے؟"

"تو ملکۂ عالم کیا وہ شخص خوب صورت ہے؟"

"ہاں ——— وہ خوب صورت ہے، وجیہہ ہے، شکیل ہے، بہادر ہے
سارہ وہ بے نظیر انسان ہے!"

"کاش اس کا نام ہی معلوم ہو جاتا!!"

"(ہنستے ہوئے) نام معلوم کر کے کیا کرو گی؟ ——— کیا اسے نامۂ محبت
لکھو گی؟ کیا اس سے محبت کرنے لگیں؟"

"(زیر لب تبسم کے ساتھ) اتنی ہمت کہاں سے لا سکتی ہوں کہ اس سے محبت
کرنے لگوں، یا اسے نامہ لکھ سکوں، لیکن، ——

"لیکن کیا ——— کچھ کہتے کہتے رک کیوں گئیں تم؟"

"کہو!

"نامہ بر بن کر اس کے پاس جا سکتی ہوں کہ آپ کا پیام محبت ضرور اس
تک پہنچا سکتی ہوں؟"

جین کا رنگ رخ دفعتہً بدل گیا، اس نے کڑے تیور سے سارہ کو دیکھا
پھر بولی،

"تم گستاخ کب سے ہو گئیں؟"

سارہ دہل گئی، لرز اٹھی، اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا،
"ملکۂ عالم کنیز کو معاف کر دیجیے، غلطی ہو گئی، نہ جانے وہ کیا کہنا چاہتی تھی
اور منہ سے کیا نکل گیا!!"

جین نے کوئی جواب نہیں دیا خاموش ہو گئی،

جبین اور سارہ کے گھوڑے ٹیلے پر پہنچ گئے، لیکن پھر راستے بھر دونوں میں کسی طرح کی گفتگو نہیں ہوئی،

یہاں ایک چھوٹا سا نخلستان تھا، اور قریب ہی ایک تالاب، اور ایک ٹوٹی پھوٹی سی عمارت، جو کوئی ویران خانقاہ معلوم ہوتی تھی، کبھی کوئی اللہ والا یہاں رہتا ہوگا، اور نہ جانے کتنے لوگ ایمان اور یقین کی دولت لے کر یہاں آئے، اور شاد کام و بامراد واپس جاتے ہوں گے،

درختوں کے جھنڈ میں تالاب کو دیکھ کر بے ساختہ جبین کے منہ سے نکلا ،،

کتنی اچھی جگہ ہے،! //

اب اس کا تکدّر دور ہو چکا تھا، !

---

# افتاد

سارہ اب تک خاموش تھی، جین کی جبیں پر شکن نے اسے دہشت زدہ کر دیا تھا،
کچھ دیر تک جین بھی خاموش رہی، پھر اس نے سارہ سے دریافت کیا،

"کچھ سوچ رہی ہو سارہ ؟"

وہ بولی، "نہیں ملکہ عالیہ، کوئی خاص بات تو نہیں۔ —— سوچ رہی تھیں کہیں
آپ مجھ سے خفا تو نہیں ہوگئیں ؟"

جین نے مسکراتے ہوئے پوچھا،

"فرض کرو ہم خفا ہیں تم سے، —— پھر تمہیں اتنی فکر کیوں ہے ؟"

وہ بولی، "میری زندگی کا حاصل صرف یہ ہے کہ آپ کو خوش دیکھوں، آپ کے
لطف و کرم سے بہرہ ور رہوں، کبھی محسوس کرتی ہوں کہ آپ مجھ سے کچھ کھنچی ہوئی ہیں
تو یہ زندگی، بے کیف معلوم ہونے لگتی ہے"!

جین ہنس پڑی، پھر کہنے لگی، "تو کیا تم محبت کرنے لگی ہو مجھ سے ؟"

سارہ نے نظر بھر کر اپنی طرف دیکھا، پھر گویا ہوئی، "اگر آپ یقین کریں تو واقعی
مجھے محبت ہوگئی ہے آپ سے، آپ کی باندیوں کی فہرست بہت لمبی ہے، ان میں سے

"ملکہ عالیہ آپ بجا فرماتی ہیں، واقعی مجھے نفرت ہونی چاہیے تھی، اور جھوڑ گیا ہوں، آپ کے اور انگلستان کے سوا مجھے کسی سے محبت نہیں ہے، انگلستان سے اس لیے کہ وہ میرا وطن ہے، اور وطن کا خار بھی، دوسری جگہ کے پھول سے اچھا لگتا ہے اور آپ سے نہ جانے کیوں؟"

"آپ سے نہ جانے کیوں؟" کچھ ایسی بے ساختگی کے ساتھ سارہ نے کہا کہ جین کھلکھلا کر ہنس پڑی، اس نے کہا،

"مجھ سے نہ جانے کیوں محبت کرنے لگیں تم؟" "واہ بھئی یہ بھی خوب کہی"!"

سارہ نے جذباتی انداز میں کہا، "لیکن ملکہ عالیہ میں نے غلط تو نہیں کہا؟"

جین نے اعتماد اور یقین کے لہجے میں جواب دیا،

"یہ تو ٹھیک ہے کہ تم غلط نہیں کہتیں، لیکن تمہارا یہ سچ تعجب انگیز ضرور ہے"!"

سارہ نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ خانقاہ کے احاطہ سے ایک شخص جو سفید لباس میں ملبوس تھا، اس طرف آتا دکھائی دیا، جین اور سارہ کی بیک وقت اس آنے والے شخص پر نگاہ پڑی، دونوں سہم گئیں، جین تو بہت زیادہ پریشان ہو گئی، اس نے آہستہ سے کہا،

"یہ کون ہے؟"

سارہ نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ ابھی تک ٹکٹکی لگائے اسی طرف دیکھ رہی تھی، جین نے اسے ٹہوکا دیا اور سرگوشی کے لہجہ میں کہا،

"اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے، شام ہو چکی ہے اور اندھیرا بڑھتا جا رہا ہے"!"

لیکن سارہ نے جنبش بھی نہ کی، اتنے میں وہ آدمی قریب آ گیا، اسے دیکھ کر سارہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف لپکی، اور اس کے سینے پر سر رکھ کر لرزتی ہوئی آواز میں گویا ہوئی،

ہر باندی آپ کی خدمت کرتی ہے، آپ کے کم پر سر جھکاتی ہے، آپ کو خوش رکھنے کی
کوشش کرتی ہے، لیکن میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ جو گُذشتہ مجھے آپ کی ذات سے
ہے وہ کسی اور کو نہیں، یہ سب آپ سے اس لیے محبت کرتی ہیں کہ آپ ملکہ ہیں، ایک
شہنشاہ کی بہن ہیں، اور میں' ——— اور میں' ———

جین نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا، "ہاں ہاں بات پوری کرو، کیا کہہ رہی تھیں
کیا کہنا چاہتی تھیں' ؟——— اور تم ——— ؟

وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی' "اور میں' آپ سے صرف اس لیے محبت کرتی ہوں کہ آپ
آپ ہیں، خدا آپ کو زیادہ سے زیادہ عروج دے، لیکن اگر خدانخواستہ آپ کچھ نہ ہوتیں
یا کچھ نہ رہ جائیں تو بھی میری محبت میں فرق نہیں آسکتا، وہ اسی طرح رہے گی' !"

ان باتوں سے جین بہت متاثر ہوئی' اس نے کہا، "ہمیں یقین ہے تم سچ کہہ رہی ہو
——— البتہ ہمیں تعجب ضرور ہے"!!

سارہ نے حیرت سے جین کی طرف دیکھا، پھر سوال کیا،

"حیرت کیوں ہے ملکہ عالیہ؟"

جین نے تالاب کا پانی چلو میں لے کر، تالاب میں پھینکتے ہوئے جواب دیا،

"اس لیے کہ تمہیں ہمارے ہاتھوں کافی تکلیف پہنچی ہے، بادشاہ سلامت کے
ہاتھوں تمہارا سارا کنبہ ختم ہو گیا، تمہارا بھائی ہلاک کر ڈالا گیا، تمہارا منگیتر نہ جانے کس عذاب
میں مبتلا ہے اور کہاں ہے ——— تمہیں تو مجھ سے، میرے بھائی سے، انگریز
قوم سے، انگلستان سے نفرت ہونی چاہیے تھی' !!"

جین نے محسوس نہیں کیا لیکن سارہ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا، اس کی آنکھوں
میں عجیب طرح کی چمک پیدا ہو گئی لیکن، یہ کیفیت جس تیزی سے نمایاں ہوئی اسی تیزی
سے ختم بھی ہو گئی' اس نے کہا،

"تم آ گئے (جیکب) یعقوب، ـــــ

یعقوب نے محبت اور اضطراب کے ساتھ اس کے سر پر ہاتھ رکھا، اور کہا، "ہاں میں آ گیا، ـــــ کیا میرا پیام تم تک نہیں پہنچا تھا، !؟"

وہ بولی، "وہ پہنچ گیا تھا، اسی لیے تو میں رحیم دل کی بہن جین کو باتوں میں لگا کر اس طرف لیتی آئی تھی، لیکن دیر ہوتی جا رہی تھی، شام کا اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا، میں مایوس ہوتی جا رہی تھی، اور تمہارا کہیں پتہ نہ تھا، آخر کیا کر رہے تھے تم؟"

یعقوب نے ہنستے ہوئے کہا، "میں اپنا کام کر رہا تھا، !" ـــــ بہر حال مصیبت کے دن ختم ہوئے اور عیش کا سورج طلوع ہونے کا زمانہ آ گیا،

جین ان دونوں کی باتیں تصویر حیرت بنی سن رہی تھی، آخر خاموش نہ رہ سکی۔ اس نے سارہ سے پوچھا،

"یہ کون شخص ہے؟"

سارہ نے جواب دیا، "اس کا نام یعقوب ہے، یہ میرا منگیتر ہے، اس دوری، اس جدائی نے بھی ہماری محبت میں کمزوری نہیں پیدا ہونے دی، یہ میرے لیے پیکر اضطراب بنا ہوا تھا، میں اس کی یاد میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتی رہتی تھی، ـــــ کیوں یعقوب؟"

یعقوب نے جواب دیا، "ہاں ـــــ یہ زمانہ جس طرح بھی مجھ پر گزرا ہے میرا دل جانتا ہے، میرا گھر بھی لوٹ لیا گیا، میرا کارخانہ بھی جلا دیا گیا، میری جائداد بھی ضبط کر لی گئی، میرے نقد و جنس پر بھی قبضہ کر لیا گیا، میری قیمتی چیزیں بھی نیلام کر دی گئیں، اور صلاح الدین ٹیکس کی مد میں لکھی گئیں، مجھے گرفتار کر لیا گیا، مجھے کوڑے مارے گئے، مجھے اندھیری کوٹھری میں قید کر دیا گیا، مجھے ایسے ایسے عذاب دیئے گئے کہ ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، میں نے یہ سارے دکھ جھیل لیے، میرا

دل کہہ رہا تھا کہ تم مجھے ملو گی، میں تمہیں پا لوں گا، اور آج تم میری ہو، میں تمہارا ہوں، اب ہمیں دنیا کی کوئی طاقت ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں کر سکے گی،!"

سارا ایک مرتبہ پھر یعقوب کے سینے سے لگ گئی اور سسکیاں لے لے کر رونے لگی، یعقوب نے پیار سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، اور تسلی دیتے ہوئے کہا،

"یہ ہنسنے کا وقت ہے سارہ اور تم رو رہی ہو،؟ —— ہنسو، قہقہے لگاؤ، گاؤ، مسکراؤ، سراپا مسرت بن جاؤ،!"

جین کو سخت حیرت تھی کہ یعقوب کے آتے ہی سارہ میں اتنی زبردست تبدیلی کیسے ہو گئی، وہ اسے اس طرح نظر انداز کیے ہوئے تھی، جیسے اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، جیسے اس کی نگاہ میں وہ کوئی وقعت ہی نہیں رکھتی، —— یہ گستاخی، یہ بے ادبی،! ابھی چند منٹ پہلے تک اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا،!

لیکن اس کے دل میں سارہ کی جگہ تھی، اس کی اس کیفیت کو اس نے وفور جذبات پر محمول کیا، اس نے سوچا، یہ دونوں محبت کرنے والے، ایک عرصہ دراز کے بعد اتنی تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر ملے ہیں، اور ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں، اس نے خود ہی گفتگو میں پہل کی، یعقوب سے مخاطب ہو کر کہنے لگی،

"ہمیں خوشی ہے کہ تم نے سارہ کو، اور سارہ نے تمہیں پا لیا، واقعی سارا بڑی اچھی لڑکی ہے، وہ صرف خوب صورت ہی نہیں ہے، خوب سیرت بھی ہے، اس کے پہلو میں جو دل دھڑک رہا ہے، وہ ایک شریف، باہمت، اور وفادار عورت کا دل ہے!"

—— تم نے سچ کہا، مصیبتوں کا عہد سیاہ ختم ہوا، اب امیدوں کا سورج طلوع ہونے کا وقت آ گیا ہے، جس طرح ہم نے سارہ کو سرفراز کیا ہے اسی طرح تمہیں بھی سربلند کریں گے، تم دونوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی کی بھی کوشش کریں گے، سارہ کو ہم نے اپنی زندگی کا ساتھی بنا لیا ہے، ایک پل کے لیے بھی ہم

جتنی اذیت سارہ کے ان الفاظ سے ہوئی، یہ وہی سارہ تو تھی، جو ابھی ذرا دیر پہلے اس سے محبت کا اظہار کر رہی تھی، اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا،

"سارہ یہ تم کہہ رہی ہو؟"

سارہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا،

"ہاں، ——— کیا تعجب ہو رہا ہے تمہیں؟"

جین نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا،

"واقعی جس کسی نے یہودی کو سانپ سے تشبیہ دی ہے، بالکل ٹھیک کہا ہے سانپ اسی کو ڈستا ہے جو اسے دودھ پلاتا ہے، ہم نے تجھ پر اتنے احسانات کئے مگر تیری طرف سے نمک حرامی اور طوطا چشمی کا مظاہرہ ہو رہا ہے!"

یعقوب نے جیب سے نکال کر ایک سیٹی بجائی، فوراً ہی دس مسلح آدمی خانقاہ کے احاطہ سے باہر نکلے اور انہوں نے آکر جین کو اپنے گھیرے میں لے لیا، پھر یعقوب نے کہا،

"جناب ملکہ عالیہ صاحبہ، وقت نہ ضائع کیجئے، ہماری منزل کھوٹی ہو رہی ہے، یہ تکلف کا وقت نہیں ہے، تشریف لے چلئے، اپنی پرانی خادمہ سارہ اور نئے خادم یعقوب کے ساتھ!"

جین نے نخوت اور تکبر کے ساتھ سوال کیا،

"تم کہاں لے جانا چاہتے ہو ہمیں؟"

یعقوب نے جواب دیا، "جہاں ہم جا رہے ہیں!"

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

"ایک ایسی منزل کی سمت جہاں آپ کی ضیافت کا بہت اچھا اور مکمل انتظام کر دیا گیا ہے، بہت دن آپ قصر شاہی میں رہ لیں، عیش و عشرت کی زندگی

اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے، وہ ہمارے پاس رہے گی، اور تمہیں بھی
لیاقت کے مطابق کوئی عہدہ دے دیا جائے گا، تم نے شہنشاہ رچرڈ کا غصہ
ہے، اب اس کے لطف و کرم کی بارش بھی دیکھو گے، وہ اپنی بہن جین کی
بات ٹال نہیں سکتا، جو ہم چاہیں گے وہی ہو گا!"

یعقوب بے پروائی کے ساتھ جین کی باتیں سنتا رہا، اس نے کوئی جواب
دیا، اس خلاف توقع طرز عمل سے ایک دھچکا سا لگا جین کو، لیکن اس کیفیت
پر جلد ہی وہ غالب آگئی، اس نے سارہ سے کہا،

"چلو سارہ!"

یعقوب نے کہا، "تم سارہ کو کہاں لے جانا چاہتی ہو؟"

وہ بولی، "اپنے خیمہ میں؟"

یعقوب نے کہا، "وہاں سارہ کا کیا ذکر، اب تم بھی نہیں جا سکتیں!"

جین پر جیسے بجلی گر پڑی، لیکن بہت جلد اس کی نخوت ابھر آئی، اس نے
درشت لہجے میں کہا،

"اس بکواس کا مطلب؟ کیا تم نہیں جانتے کس سے باتیں کر رہے ہو"

یعقوب نے ایک قہقہہ لگایا، اور کہنے لگا، "جانتا ہوں، جو عورت مجھ سے
گفتگو کر رہی ہے اس کا نام جین ہے، وہ ظالم رچرڈ کی بہن ہے!"

جین نے کڑک کر کہا، "گستاخ، بدتمیز، ———— تمہیں یہ بھی نہیں
معلوم شہزادی، اور ملکہ سے کس طرح گفتگو کی جاتی ہے؟"

سارہ نے نفرت سے بھرپور نگاہ اس پر ڈالی اور طنز بھرے لہجہ میں گویا ہوئی

"شہزادی، ملکہ ———— چڑیل کہیں کی!"

اگر یعقوب نے تلوار کا وار کر دیا ہوتا تو بھی شاید جین کو اتنی تکلیف نہ

بسر کرلی، شاہانہ ٹھاٹھ کا مظاہرہ کر لیا، غلاموں اور باندیوں کے جمگھٹ میں حکومت اور شوکت کے ساتھ وقت گزار لیا ——— اب آپ کو بھی ذرا قید کی لذت سے آشنا ہو لینا چاہیے، اتنے دنوں ہماری سارہ نے آپ کی خدمت کی ہے، چاکری کی ہے باندی بن کر رہی ہے آپ کے ساتھ، اب کچھ دنوں کے لیے آپ بھی اس کی خدمت کا شرف حاصل کر لیجیے، اس کی باندی بن کر دکھایئے"!!

جین دفورِ غضب سے کانپنے لگی، اس نے سخت اور درشت لہجے میں کہا:

"خاموش بے ادب، گستاخ ——— کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا لشکر یہاں سے صرف چند قدم کے فاصلے پر ہے ایک اشارہ میں تم کو گرفتار کرا سکتی ہوں اور تمہیں عبرت انگیز سزا دی جا سکتی ہے"!!

یعقوب ہنسنے لگا، اس نے کہا،

"میں جانتا ہوں آپ کا لشکر یہاں سے بہت قریب ہے لیکن اتنا قریب بھی نہیں کہ آپ کی چیخ وہاں تک پہنچ جائے، میرے پاس صبا رفتار گھوڑے ہیں، ہمارا یہ مختصر سا قافلہ آپ کو اپنے ساتھ لے کر ہی یہاں سے روانہ ہوگا، اور بہت جلد ایسی جگہ پہنچ جائے گا جہاں رچرڈ کی تلوار جاتے ہوئے کانپے گی"!!

صورتِ حال کی نزاکت کا جین کو پورے طور پر احساس تھا، وہ سمجھ رہی تھی کہ سارہ نے دھوکا دیا، وہ باتوں میں لگا کر اسے یہاں تک لائی اور یہ سب کچھ پہلے سے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت ہوا، اور واقعی گو میرا لشکر یہاں سے قریب ہے، لیکن وہاں تک میری آواز نہیں پہنچ سکتی، ممکن ہے میری تلاش ہو رہی ہو لیکن کسی کے ذہن میں بھی یہ خیال نہیں آسکتا کہ میں یہاں ہوں، وہ لوگ یہی خیال کریں گے مجھے کوئی حادثہ پیش آگیا، ان بدبختوں کی اسکیم ہر طرح سے کامیاب ہوتی نظر آتی ہے، یہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے، اور ان تمام مظالم کا جو ان پر ہو چکے ہیں گن گن کر مجھ سے بدلہ

لیں گے،

پھر: ——— اب کیا ہو گا؟

اب کیا کیا جائے؟

صرف یعقوب ہوتا تو میں اس کا مقابلہ بھی کرتی، نتیجہ خواہ کچھ ہوتا لیکن یہ تو دس بارہ آدمی ہیں، ہٹے کٹے، مضبوط، تنومند، مسلح، ان سب کا مقابلہ تن تنہا میں کس طرح کر سکتی ہوں؟ کسی طرح نہیں،

تو کیا مجھے گرفتار ہو جانا چاہیے؟

وہ یہی سوچ رہی تھی کہ سارہ نے کہا،

"ملکہ عالیہ کیا سوچ رہی ہیں آپ؟"

ان الفاظ میں جو طنز چھپا ہوا تھا اسے جین محسوس نہ کر سکی، اس نے سوچا شاید سارہ کی وفاداری پھر عود کر آئی ہے، شاید اس نے اپنی غلطی محسوس کر لی ہے، اور تلافی مافات پر آمادہ ہے،

اس نے شفقت اور عنایت کے لہجے میں جواب دیا،

"ہم تمہیں معاف کرتے ہیں، یعقوب کو بھی معاف کر دیں گے، جو مظالم تم دونوں پر ہوئے ہیں ان کی تلافی کا بندوبست بھی کر دیں گے، ——— چلو، لشکر میں واپس چلو، ہماری بات کا، ہمارے عہد کا، ہمارے قول کا یقین کرو،!"

سارہ کھلکھلا کر ہنس پڑی، اس نے یعقوب سے کہا،

"سنتے ہو، ملکہ عالیہ کیا فرما رہی ہیں؟"

پھر قبل اس کے کہ یعقوب کوئی جواب دے، اس نے جین سے کہا،

"ان باتوں کو چھوڑیئے یعقوب بھی رہبر دستے کم سخت گیر آقا نہیں ہے، اگر آپ نے یوں نہ مانا، تو وہ سختی کرنا بھی جانتا ہے، اور نہایت افسوس کے ساتھ

میں بتا دینا چاہتی ہوں کہ ایسے موقع پر وہ میری بھی نہیں سنتا، وہی کرتا ہے جو اس کی مرضی ہوتی ہے، لہٰذا بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اس کی بات مان لیجئے، اور چپ چاپ چلی چلئے۔!"

بے بسی اور بے کسی کے ساتھ جین نے سوال کیا،

"آخر تم لوگ مجھے اپنے ساتھ کیوں لے جانا چاہتے ہو؟ ——————

میری طرف سے تمہیں اجازت ہے جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ، میں وعدہ کرتی ہوں کہ جب تک تم لوگ بہت دور نہیں نکل جاؤ گے، شہنشاہ کو خبر نہیں ہونے دوں گی۔!"

سارہ نے اسے بہلاتے ہوئے کہا، "اس نوازش کا شکریہ، لیکن ہم آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں، لہٰذا یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ تنہا چلے جائیں آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہی پڑے گا۔!"

"جین نے پھر سوال کیا، آخر تمہارا مقصد کیا ہے؟ —————— کیوں لے جانا چاہتے ہو مجھے؟"

یعقوب نے نفرت، برہمی، اور حقارت کی نظر ڈالتے ہوئے جین سے کہا،

"ہم تجھے اپنے ساتھ اس لیے لے جانا چاہتے ہیں کہ تجھے اذیتیں دیں، تکلیفیں دیں، تجھے باندی بنا کر رکھیں، اور پھر کسی یہودی کو بخش دیں، وہ گو تجھے بیوی کی طرح رکھے گا، لیکن تجھ سے شادی نہیں کرے گا۔!"

جین گھبرا گئی، اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا، وہ رونے لگی، اس نے لرزتی اور کانپتی ہوئی آواز میں کہا،

"اگر تم مجھ پر رحم کرو گے، خدا تم پر رحم کرے گا۔!"

یعقوب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھنجوڑا اور دھمکی دیتے ہوئے کہا،

"رحم اور تجھ پر؟ کیا تو رحم کی مستحق ہے؟ اگر تو خدا سے اتنی ہی ڈرتی تھی، تو یہ وعظ تو نے رچرڈ کو کیوں نہیں سنایا تھا، جب اس نے سارہ کو باندی بنا لیا تھا؟ جب اس نے اس کے بھائی کو ہلاک کر ڈالا تھا، جب اس کی ہر چیز چھین لی تھی؟ — ——— اب ہمارا وقت آیا ہے، تو رحم کی التجا کر رہی ہے؟ ———

نہیں تجھے رحم نہیں مل سکتا، ظلم ملے گا، اور تو اس کی سزاوار ہے"!"

جین نے حسرت بھری نظر سارہ پر ڈالی اور کہا،

"کیا تمہارا فیصلہ بھی یہی ہے؟"

وہ بولی، "ہاں، ——— میرے ہی فیصلے کے مطابق تو یعقوب پروگرام بنا کر یہاں آیا ہے، الفاظ اس کے ہیں اسکیم میری ہے"!"

اور پھر وہ ہنسنے لگی"!"

# اسیر بلا

سارہ کی اس ہنسی میں انتقام کی نفرت تھی، طنز کی شوخی تھی، حقارت کی آمیزش تھی
جین کو ایسا معلوم ہوا جیسے زمین پھٹ رہی ہے اور وہ اس میں سمائی جا رہی ہے
ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی، اور وہ بے ہوش ہو کر، مر کر
گر پڑے گی، دنیا میں انقلابات آتے رہتے ہیں بادشاہتیں مٹتی رہتی ہیں، بڑے بڑے
بادشاہ مارے جاتے رہتے ہیں، تخت سلطنت بوریۂ فقر میں، قصر شاہی گور غریباں میں
تبدیل ہو جاتا ہے،

لیکن کیا اس قدر تیزی اور سرعت سے،؟

کیا ایک چشم زدن میں؟

ابھی چند لمحے پہلے تک وہ ایک بہت بڑے شاہ کی بہن تھی، ایک باوقار ملکہ تھی،
اس کے ایک اشارہ چشم پر، لوگوں کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہو سکتا تھا، اور ہوتا تھا
اور اب اس کی حیثیت کیا ہے؟

اب وہ ایک باندی ہے!

اب اس کی کوئی قیمت نہیں، کوئی اہمیت نہیں کوئی عزت نہیں،

یہی سارہ جو ابھی ذرا دیر پہلے تک اس پر صدقے اور قربان ہو رہی تھی، اب اس کی مالکہ ہے، اب تک وہ چاکری کرتی تھی، اب اسے باندی بن کر اس کی خدمت میں حاضر رہنا پڑے گا،

ایسا انقلاب؟

اتنا بڑا انقلاب؟

جین نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی، اور مایوسی سے جھکالی، فرشتے مدد کے لیے نہیں اترے،

اس نے دل ہی دل میں خداوند یسوع مسیح کو یاد کیا اور ان سے دعا کی کہ اس مصیبت سے نجات مل جائے، لیکن شاید اس کی فریاد، خداوند کی بارگاہ تک نہیں پہنچ سکی،

اس نے امید بھری نظروں سے اپنے عظیم الشان لشکر کی طرف دیکھا جو اپنے دلیس سے ایک بہت بڑی حکومت کو شکست دینے، ایک بہت بڑے بادشاہ کی جبروت اور جلال کا خاتمہ کرنے، خدا کے مقدس گھر کو، "کافروں، اور بے دینوں" کے پنجہ سے چھڑانے کے لیے وارد ہوا تھا، جس کی شجاعت کے قصے زبانِ زدِ عام تھے، جس کا سالار اعظم ——— رچرڈ شیر دل ——— دھاک بٹھا چکا تھا اپنے تہور کی،

اس لشکر کے چند سپاہی بھی اگر ادھر کا رخ کرتے تو بیڑا پار تھا، ابھی یعقوب کی لاش پھڑک رہی ہوتی، یہ نمک حرام، بے دغا، اور کینہ توز سارہ، رسیوں میں جکڑی ہوئی سامنے کھڑی زندگی کی بھیک مانگ رہی ہوتی، یہ لٹیرے جو یعقوب کے ساتھی بن کر نمودار ہوئے ہیں، ان کی لاشیں خاک و خون میں تڑپ رہی ہوتیں،

لیکن، ——— لیکن کون ہے جو جا کر لشکر کو خبر دے جو بھائی کو بتائے کہ اس کی بہن کس مصیبت میں گرفتار ہے، اس سے کہے کہ سارے کام چھوڑ کر، اٹھے اور

اپنی بہن کو ان لٹیروں اور ڈاکوؤں کے پھندے سے چھڑا لائے، ____
بے شک وہ یہ سب کچھ کر سکتا تھا، بشرطیکہ اسے معلوم ہوتا کہ جین پر کیا گزر رہی ہے،

بجلی کی سی سرعت سے یہ خیالات، جین کے ذہن میں کوندے، ایک مرتبہ اس نے جھرجھری لی، جی چاہا، تلوار نکالے، اور ٹوٹ پڑے ان شیطانوں پر، لیکن، خیال اور عمل میں بڑا فرق ہوتا ہے، جو کچھ وہ سوچ رہی تھی، اسے عملی جامہ نہ پہنا سکی۔

یکایک اس کے کانوں میں سارہ کی آواز آئی وہ یعقوب سے کہہ رہی تھی،

"کیا ساری رات یہیں گزار دو گے؟"

یعقوب نے طنز بھرے لہجہ میں کہا،

"اپنی ملکۂ عالیہ سے کہو، گھوڑے پر بیٹھ جائیں، ہم لوگ انہیں گھیرے میں لے لیں گے،!"

سارہ نے اجنبی نظر جین پر ڈالی اور گویا ہوئی،

"سن لیا تم نے اپنے آقا کا حکم،؟" اور پھر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی، اس نے یعقوب سے کہا،

"کیوں جی! تم اس شہزادی کے آقا ہو؟ یہ تمہاری باندی ہے؟ تمہیں اس پر مالکانہ حقوق حاصل ہیں؟ تم جو چاہو کر سکتے ہو یہ چوں بھی نہیں کر سکتی؟ تم اسے بیچ سکتے ہو؟ باندی بازار میں اسے نیلام کر سکتے ہو؟ جس کے ساتھ چاہو اس کی شادی کر سکتے ہو؟ اب یہ بالکل تمہارے رحم و کرم پر ہے؟ ____؟"

یعقوب نے شوخ نظروں سے سارہ کو دیکھا اور کہا،

"نہیں میں کچھ نہیں کر سکتا میں تمہارا غلام ہوں، تم میری شہزادی ہو، ملکہ ہو، جو حکم دو گی بجا لاؤں گا، اور یہ عورت جو سامنے کھڑی لرز رہی ہے، میری

نہیں تمہاری باندی ہے، مجھے نہیں، تمہیں اس پر مالکانہ حقوق حاصل ہیں تم جو چاہو وہ کر سکتی ہو اس کے ساتھ، اس میں اتنی ہمت بھی تو نہیں کہ چوں تک کر سکے،!"

سارہ دو قدم آگے بڑھ کر، بالکل، جیلن کے پاس آکر کھڑی ہو گئی، کمر پر ہاتھ رکھ کر ذرا دیر تک گھورتی رہی پھر بولی،

"سُن لیا تم نے ؟"

جیلن نے نظر اٹھا کر سارہ کو دیکھا، اور آہستہ سے جواب دیا،

"سن لیا،!"

سارہ نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر زور سے ایک طمانچہ جیلن کے گال پر رسید کیا، پھر اسی طرح کمر پر ہاتھ رکھے رکھے سوال کیا،

"کچھ مزا آیا؟"

جیلن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اس نے کوئی جواب نہیں دیا، سارہ نے ایک ٹھوکر لگائی اس کی پنڈلی پر، اور کہا،

"گستاخ، بے ادب، بدتمیز، ہم سوال کرتے ہیں اور تو جواب بھی نہیں دیتی،؟

——— یہ ہمت؟"

جیلن اس ٹھوکر سے بلبلا اٹھی تھی،!

کبھی کسی نے بھول کر چھڑی سے بھی اسے نہیں چھوا تھا، کبھی کسی نے اس کے حضور میں لب کشائی کی جراءت نہیں کی تھی۔

اور اس وقت اس کے گال پر بھرپور طمانچہ پڑا اور وہ کچھ نہ کر سکی، اس کی پنڈلی پر ایک زوردار ٹھوکر لگائی گئی، اور وہ صرف تیوراکر رہ گئی، اس کی توہین کی گئی، اسے ذلیل کیا گیا، ——— ، اسے گالیاں دی گئیں، مگر خاموش رہنے پر مجبور تھی،! ——— لیکن نہیں، اس نے کہا،

"سارہ، ممکن ہے میرے بھائی نے تم پر ظلم کیا ہو؟ ہو سکتا ہے ببری فوج کے سپاہیوں نے تم پر یا تمہارے خاندان پر ظلم توڑے ہوں، لیکن میں نے تو تم پر کبھی ظلم نہیں کیا، میں نے تو ہمیشہ لطف اور مہربانی کا برتاؤ کیا تمہارے ساتھ، تم باندی بن کر میرے پاس آئیں میں نے تمہیں اپنی سہیلی بنالیا، ہمدم بنالیا، ہمراز بنالیا ——"

شاید ابھی وہ کچھ اور کہتی، لیکن سارہ نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے یعقوب سے کہا،

"کیوں جی ایک لطیفہ سنو گے؟"

یعقوب نے جواب دیا، "راستے ہی میں سنیں گے، منزل کھوٹی نہ کرو، ہمیں بہت دور جانا ہے"!"

لیکن سارہ پر تو جیسے کامرانی اور نشاط و مسرت کا نشہ چھایا ہوا تھا، وہ ایک ادائے دل فریب کے ساتھ گویا ہوئی،

"بڑے مزے کا لطیفہ ہے، بہت مختصر، لیکن نہایت دلچسپ، پہلے وہ سن لو پھر قدم آگے بڑھانا"!"

یعقوب نے محبت بھری نظروں سے سارہ کو دیکھا، اور کہنے لگا،

"بڑی ضدی ہو، —— سناؤ، دیکھیں تو سہی کیا لطیفہ سناتی ہو!"

وہ کہنے لگی، "سچ بڑا دلچسپ ہے، —— یہ کتیا جین جو تمہارے سامنے کھڑی ہے ایک مسلمان پر ہزار جان سے فریفتہ ہو گئی ہے"!"

یعقوب نے ایک زوردار قہقہہ لگایا، اور کہنے لگا،

"واقعی بڑا دلچسپ لطیفہ ہے —— کیوں بھئی، کون ہے وہ خوش قسمت شخص جس سے ملکہ جین محبت فرماتی ہیں؟"

سارہ نے بے پروائی سے کہا، ''یہ تو اسے بھی نہیں معلوم'' !!

یعقوب نے ہنستے ہوئے کہا، ''یہ کس طرح کا عشق ہے'' ؟ نہ محبوب کا نام معلوم، نہ پتہ، نہ نشان، پھر یہ عشق کس طرح بار آور ہوگا ؟ یہ بیل کیسے منڈھے چڑھے گی'' ؟ !''

وہ ہنستی ہوئی بولی، کچھ اس طرح کے سوالات میں نے ابھی تمہارے آنے سے ذرا دیر پہلے کیے تھے، تو یہ بھڑک گئی، خفا ہو گئی، ——— بہر حال وہ ایک مسلمان ہے اور کوئی شبہ نہیں بڑا جیالا اور بہادر ہے، میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کی رزم آرائی کے مناظر دیکھے ہیں، کم سے کم ایک درجن عیسائی نائٹوں، اور بہادروں کا اس کی تلوار نے خون چاٹ لیا ہوگا، مگر کیا مجال ہے جو اس کے خراش بھی آئی ہو، وہ تو بجلی تھی، کوندتا ہوا جدھر جا پڑتا، صفایا کر دیتا،'' !

یعقوب نے اعتراف کے انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا، ''ہاں یہ مسلمان واقعی بہادر ہوتے ہیں ان پر فتح پانا بہت مشکل ہے، یہ زندگی کو ہیچ سمجھتے ہیں اور موت سے پنجہ لڑانے پر ہمیشہ تیار رہتے ہیں، انہیں بزم رقص و سرود میں وہ لذت نہیں ملتی، جو جنگ کے میدان میں یہ محسوس کرتے ہیں، انہیں زندگی کی اتنی تمنا نہیں، جتنی عروس مرگ کے گلے لگنے کی ہوتی ہے، ——— لیکن کیوں سارہ کیا وہ بہادر مسلمان بھی اس عورت سے محبت کرتا ہے'' ؟ ''

وہ بولی، ''اسے کیا پڑی ہے، اس چڑیل سے محبت کرنے کی، یہ تو اس کی ناک کی برابری بھی نہیں کر سکتی، اس کے حرم میں ایسی ایسی خوبصورت عورتیں ہوں گی؛ کہ اسے اپنی لونڈی بنانا بھی تو ہین سمجھیں گی اپنی، بس دل ہی دل میں عشق کرتی رہے گی، اس سے زیادہ اور کیا کر سکتی ہے'' !''

یعقوب نے کہا، ''ہاں یہی ہوگا، ——— لیکن یہ بھی کتنی دلچسپ

بات ہے، کہ بھائی جس شخص سے لڑ رہا ہے، بہن اس سے محبت کر رہی ہے، بو
جس کی جان کا گاہک ہے بہن اس پر جان قربان کر رہی ہے ——— رچرڈ ک
اگر یہ خوش خبری کسی طرح پہنچ جائے تو واقعی بڑی خوشی ہو گی اسے،! شاید ملکا
جہیز میں عطا کر دے اپنی چہیتی بہن کو،!

سارہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "وہ خون خوار شخص مسلمانوں کے نام سے
ہے، اس کے کان میں اس ننگ خاندان کے عشق کی اگر بھنک بھی پڑ گئی تو خون
لے گا اس بہن کا،؟"

یعقوب نے کہا، "خیر ہو گا، ——— اب ہمیں چلنا چاہیے !"

سارہ نے جین کی طرف دیکھا، اور کہا، کھڑی کیوں ہے چل ہمارے سا
———!

جین نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا،

"میں نہیں جاؤں گی'!"

سارہ چمک کر بولی، "کیا کہا تو نے؟"

جین نے جواب دیا، "نہیں جاؤں گی، نہیں جاؤں گی، ——— تم لو
کو ہرگز کوئی حق نہیں ہے کہ مجھے پکڑ کر لے جا سکو،!"

یعقوب بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا، اس نے کہا،

"خیریت چاہتی ہو تو چپ چاپ چلی چلو، ورنہ پھر ہمیں سختی کرنا پڑے گی
ایک عورت کا طمانچہ کھایا ہے، لیکن اگر کہیں میرا ہاتھ اٹھ گیا، تو پھر سوچ لو، ——

جین نے جواب میں کہا،

"سوچ چکی، میرا یہ اٹل فیصلہ ہے، ——— میں جان دے سکتی
لیکن تم لوگوں کے ساتھ نہیں جا سکتی،!"

جواب میں یعقوب کچھ کہنے والا تھا کہ سارہ بول پڑی۔" اس نے کہا، "آخر سوال جواب میں وقت کیوں ضائع کیا جا رہا ہے، زبردستی لے چلو اسے، !"

یعقوب نے کہا، "ہاں ایسا ہی کرنا پڑے گا، !"

پھر وہ اپنے ایک ساتھی سے کہنے لگا، "جاؤ، ایک مضبوط سی، اور بڑی سی رسّی لے آؤ، اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ دو، پھر اسے گٹھڑی کی طرح گھوڑے پر ڈال لو، اور چلو، !"

## — شبِ بَلا — بلا

# شبِ بلا

اب رات کی تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔ بڑی دیر ہوئی سورج غروب ہو چکا
یہ ایک ویران اور سنسان مقام تھا۔ یہاں ہو کا عالم، ہر طرف اندھیرا، ایک سنا
چھایا ہوا فضا پر، جین لاکھ قوی دل، اور با ہمت تھی لیکن اس فضا اور ماحول نے
حواس باختہ کر دیا تھا، یہ حادثہ نہ پیش آیا ہوتا تو بھی اگر یہاں اتنی دیر ہو گئی ہو
ضرور دہشت زدہ اور خائف ہو جاتی“!

یہ بھیانک منظر، اور ہر چہار طرف سے دشمنوں کا نرغہ، اس مصیبت نے ...
حواس غائب کر دیے“!

اب تک وہ اپنے شاہانہ وقار، اور سکوت کی نمائش قائم رکھے ہوئے تھی
اب صبر اور ضبط ناممکن ہو گیا، اس نے التجا کے رنگ میں یعقوب سے کہا،
”میں تم سے رحم کی بھیک مانگتی ہوں“!“
سارہ کھلکھلا کر ہنس پڑی، بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا،
”سنتے ہو یعقوب، سنز جین کھا کر بلی حج کو چلی، یہ ظالم اور خونخوار
تم سے رحم کی بھیک مانگ رہی ہے، ———— کیوں ری کیا تو نے بھی کبھی

تھا کسی خوش قسمت پر؟"

جین نے بہت مختصر سا جواب دیا،

"تم پر ــــــ کیا تم پر نہیں کیا تھا؟"

سارہ نے ہنستے ہوئے کہا، "نہیں بلکہ، غالباً آپ نے مجھ پر رحم نہیں فرمایا تھا، یری خدمت، میری اطاعت، میری وفاکیشی، میری جان نثاری، میری بے زبانی نے آپ کو مجبور کر دیا تھا کہ مجھ پر رحم فرمائیں، اگر میں اکڑی ہوتی تو میرا بھی حشر ہوتا جو میرے بے گناہ بھائی کا ہوا تھا، لیکن میری زندگی میری نہیں تھی، امانت تھی یعقوب کی، مجھے یعقوب کے لیے زندہ رہنا تھا، اور بعض اس تکنیک کے میرے لیے زندہ رہنا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا، اے عورت میں تجھ سے نفرت کرتی تھی، لیکن تیری محبت کا دم بھرتی تھی، میرے دل میں تیرے خلاف انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی، لیکن میری زبان تیری جھوٹی تعریف میں رطب اللسان تھی، میں تیری بوٹیاں نوچنے کے لیئے بے چین اور بے قرار تھی، لیکن تیرے پاؤں دباتے، تیری خدمت کرنے، اور پیار کرنے پر مجبور تھی، میرا بس چلتا تو تیرا گلا گھونٹ دیتی، لیکن میں مجبور تھی، لہٰذا تیری باندی بنی رہی، تو نے مجھ پر اسی طرح رحم کیا، جس طرح اپنے کتے پر کرتی ہے، تجھے یری ذات سے، میری شخصیت سے، میرے وجود سے کوئی ہمدردی تھی، نہ دلچسپی تو بھی یہودیوں سے اتنی ہی نفرت کرتی ہے جتنی تیرا بھائی کرتا ہے، جتنی تیری قوم کرتی ہے، اور سن لے کان کھول کر، میں بھی عیسائیوں سے اتنی ہی نفرت کرتی ہوں، جتنی تجھے اور تیرے بھائی کو ہم تباہ حال، برگشتہ بخت اور آشفتہ روزگار یہودیوں سے ہے'، ! اے ــــــ صلاح الدین سے تیرے بھائی نے جنگ چھیڑی، تیری قوم نے لڑائی مول لی، ہمارا اس نے کیا بگاڑا تھا! ہم کیوں اس سے لڑنے کے لیے اپنی گردنیں پیش کر دیتے؟ ــــــ لیکن تیرے

تمہارے بھائی نے یہودیوں پر جتنے رونگٹے کھڑے کر دینے والے مظالم کئے ہیں، ان سب کا بدلہ ہمیں تم سے لینا ہے'!"

وہ بولی، "تو میں کب منع کرتی ہوں، بدلہ لینے سے، اسی لیے تو کہتی ہوں کہ مجھے قتل کر دو! میں مرنے پر خوشی سے تیار ہوں کیا میری جان لے کر بھی تمہاری آتش انتقام نہیں بجھے گی؟"

سارہ بول پڑی، "نہیں ——— جان دینا اگر مشکل ہوتا، تو اتنی آسانی سے تم مرنے پر تیار کیوں ہوتیں؟ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ سسک سسک کر مرنے کے مقابلہ میں ایک دفعہ مر جانا بہت آسان ہے، اس لیے سسک سسک کر نہیں مرنا چاہتیں، ایک ہی دفعہ میں ختم ہو جانا چاہتی ہو، لیکن اطمینان رکھو: ایسا نہیں ہو سکے گا، تمہاری جان ضرور لی جائے گی، لیکن اسی طرح جس طرح ہم چاہیں گے، اس طرح نہیں جیسے تم چاہتی ہو!"

یعقوب نے کہا، بات کتنی مختصر ہو جاتی ہے، اگر تلوار کے ایک وار میں تمہاری گردن اڑا دی جائے، لیکن یہی بات کتنی دلچسپ ہو جاتی ہے اگر سال بھر کے بعد، تمہیں ہلاک کیا جائے، اور اس ایک سال کی مدت میں، ہر روز، تمہیں پیٹا جائے، تمہارے پھول سے رخسار پر طمانچے لگائے جائیں، تمہاری ساق سیمیں پر ٹھوکریں پڑیں، تمہیں نہایت معمولی قسم کا کھانا دیا جائے، زمین پر بغیر بستر اور تکیے اور کمبل کے تمہیں سلایا جائے دن رات تم سے کام لیا جائے، صبح سے شام تک تمہیں، تمہارے بھائی کو، تمہاری قوم کو، تمہارے مذہب کو گالیاں دی جائیں، ہر روز تمہارا شوہر بدلتا رہے، ہر روز جو شوہر تمہارے لیے منتخب کیا جائے، وہ ایک طرف حد درجہ بدصورت ہو اور دوسری طرف انتہائی ظالم، بات بات پیچھے کرے، جوتوں سے خبر لیتے لے، پھر سال ڈیڑھ سال کے بعد، وہ مبارک

بھائی نے ہمیں مجبور کیا کہ اپنی ساری جمع پونجی لاکر اس کی خدمت میں پیش کر دیں
تاکہ صلاح الدین کو شکست دی جاسکے، ہمیں صلاح الدین سے، نہ محبت
ہے نہ نفرت، ہماری نظر میں مسلمان بھی اتنے ہی بڑے کافر اور بے دین ہیں
جتنے عیسائی، لیکن اگر دو کافر لڑ رہے ہوں، تو ہم کسی ایک کی مدد کیوں کریں
ہمارے لیے تو خوشی کی بات یہ ہے کہ دونوں لڑیں، اور لڑتے لڑتے مر جائیں

جین خاموشی سے سارہ کی باتیں سنتی رہی، پھر اس نے کہا،

کوئی آدمی، اپنے جذبات کو چھپانے کی ایسی حیرت انگیز قدرت رکھتا ہے
یہ مجھے آج معلوم ہوا ————

یعقوب نے طنزیہ انداز میں کہا "آج جو کچھ تجھے معلوم ہوا وہ بہت کم ہے
آج کے بعد جو کچھ معلوم ہوگا، وہ کہیں زیادہ تلخ اور ناقابل برداشت ہوگا۔"

جین بولی، میں مرنے سے نہیں ڈرتی، آخر تم لوگ مجھے مار کیوں نہیں ڈالتے
یعقوب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا،

اتنا دلچسپ کھیل اس قدر جلد ختم کر دیا جائے یہ نہیں ہو سکتا، ہم تمہاری
جان لے سکتے ہیں، چند لمحوں کے اندر تمہاری گردن یہاں سے کئی فٹ کے فاصلے
پر تڑپتی ہوئی نظر آسکتی ہے، لیکن اس میں وہ لطف اور لذت کہاں جو ہر روز
بلکہ ہر دن کے ہر گھنٹے، اور ہر گھنٹے کے ہر منٹ میں تمہیں طرح طرح کی ایذائیں
دینے میں حاصل ہوگا، ———— نہیں شہزادی جین، تمہاری یہ خواہش پوری
نہیں ہو سکتی۔"

جین نے بے بسی کے ساتھ دریافت کیا،

"آخر تم مجھے اپنے ساتھ لے جا کر کیا کرو گے؟"

یعقوب نے جواب میں کہا، وہ تمہیں خود سمجھ لینا چاہیے ————

جین نے بگڑتے ہوئے تیور کے ساتھ کہا "جھوٹ، ——— میں نے کسی یہودی مرد، اور عورت کا خون نہیں کیا، کسی یہودی مرد یا عورت پر ظلم نہیں کیا، تم پہلی یہودی عورت ہیں جو میرے محل میں باندی کی حیثیت سے داخل ہوئی ہیں، اور تمہارے ساتھ میں نے جو سلوک کیا اسے تمہارا دل جانتا ہوگا۔ ——— اگر تم میں ذرا بھی شرافت اور انسانیت ہوتی تو میرے پاؤں کو دھو دھو کر پیتیں، میری خاک کا سرمہ آنکھوں میں لگاتیں، واقعی میرے ایک اشارہ چشم پر جان دینے کو تیار ہو جاتیں، لیکن نہ تم میں انسانیت ہے نہ شرافت، تم نے وہی کیا جس کی ایک یہودی سے توقع کی جاسکتی ہے"!"

یعقوب نے سارہ سے کہا، "کتنی زبان دراز عورت ہے"!"

سارہ چڑ کر بولی "معلوم ہوتا ہے، تمہیں بھی اس سے کچھ دلچسپی ہو چکی ہے، یہ پٹا پٹ باتیں کیے جارہی ہے اور تم بڑے ذوق شوق سے سن رہے ہو"!"

یعقوب ہنسنے لگا، اس نے پیار بھرے لہجہ میں کہا،

"اوہو! کس قدر جلد بدگمان ہو جاتی ہو! ——— سارہ تم یعقوب سے بدگمان ہو گئیں؟ اس چڑیل کی تمہارے سامنے حقیقت ہی کیا ہے، میں تو کہتا ہوں کہ قاف کی پری اور آسمان کی حور بھی تمہارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی؟"

ایک ادائے دلبری کے ساتھ وہ گویا ہوئی، "ایسی باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھ لے"!"

یعقوب نے چھیڑا، "میری محبت کو تم باتیں بنانے سے تعبیر کرتی ہو؟ بے قدر ہے میری الفت کی، تمہارے ذوق میں کیسی کیسی اذیتیں اور صعوبتیں میں نے جھیلی ہیں، میرا خدا جانتا ہے، یا میرا خدا، تم تک پہنچنے کے لیے کیسی کیسی کٹھنائیوں سے مجھے دو چار ہونا پڑا ہے، تم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتیں"!"

دن بھی آجلئے گا، جب تمہاری حسرت پوری کر دی جائے گی، یعنی تم قتل کر دی جاؤ گی، اور تمہارا کٹا ہوا سر، ہز میجسٹی کنگ رچرڈ کی خدمت گرامی میں ارسال کر دیا جائے گا،

سارہ نے یعقوب کی باتوں سے لطف لیتے ہوئے کہا،

"اسے کہتے ہیں ایک پنتھ دو کاج!"

جین نے پوچھا "کیا تمہارا مذہب یہی سکھاتا ہے؟"

اب یعقوب کی باری تھی، اس نے تڑاق سے ایک چانٹا جین کے لگایا اور کہا، "ہمارا مذہب بھی ہمیں وہی سکھاتا ہے، جو تمہارا مذہب تمہیں سکھاتا ہے، تمہارے مذہب کی یہ تعلیم ہے کہ یہودی قوم کا خاتمہ کر دو، جو یہودی نظر آئے اسے ہدف ستم بناؤ، جس یہودی پر بس چلے اس کا مال لوٹ لو، جو یہودی عورت نظر آئے اسے باندی بنالو، اس کی تذلیل کرو، اسے منہ دکھانے کے قابل نہ رکھو، ہمارے مذہب کا فرمان یہ ہے کہ بالکل، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ سلوک ہم عیسائیوں کے ساتھ کریں، آج ہم ہوتی ہے تم پر ہمارا داؤں چلا ہے، تم ہمارے قبضے میں ہو، انتقام کی ابتداء تمہاری ہی ذات سے کی جارہی ہے، اور ہمیں امید ہے کہ بہت جلد وہ وقت بھی آجائے گا جب بہت سے عیسائی ہمارے قبضے میں ہوں گے، اور شاید وہ دن بھی آجلئے جب عیسائی قوم ہمارے رحم و کرم پر ہوگی!"

سارہ نے جین کو چڑاتے ہوئے کہا،

بیبی کو تیسا کیا تم نے سنا نہیں ہے بی بنو!———— دیکھئے یعقوب کتنا رو رہی ہے، جیسے اس سے بڑھ کر بھولا، اور معصوم کوئی نہیں ہے، جیسے یہ بیچاری کچھ جانتی ہی نہیں، حالانکہ جیسی عراقہ یہ ہے شاید ہی کوئی عورت ہوگی، یہ کی پڑ رہا ہے، اس کی گردن پر نہ جانے کتنے بے گناہ یہودی مردوں اور عورتوں کا خون ہے!"

سارہ نے تجسس بھرے انداز میں یعقوب کے شانے پر ہاتھ رکھا اور پوچھا،
"دفعتاً ہو گئے؟ ـــــــ اس قدر جلد رو ٹھ گئے ؟ میں تو مذاق کر رہی تھی!"

یعقوب ہنسنے لگا، اتنے میں وہ آدمی جو رسی لینے گیا تھا، ایک موٹی سی اور لمبی سی رسی لے کر نمودار ہوا، سارہ نے اس پر فقرہ چست کیا،
"بڑی جلدی آگئے، آخر اتنی تعجیل کی کیا ضرورت تھی ساری رات اپنی تھا، ایک نیند سو لیتے، تب آتے، ـــــــ"

اس نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ قریب کے درخت کی آڑ سے ایک شخص نمودار ہوا،

سارہ اور جینی اسے دیکھ کر حیران رہ گئیں، ـــــــ یہ وہی مسلمان تھا، جس کے بارے میں باتیں کرتی ہوئی، سارہ کے ساتھ جینی یہاں تک چلی آئی تھی،!
اس مسلمان کو دیکھ کر یہ لوگ سٹ پٹا گئے، لیکن پھر اطمینان ہو گیا، یہ اکیلا شخص ہے، ہم اتنے سارے آدمی ہیں، ہمارا یہ کیا بگاڑ سکتا ہے، لیکن سارہ اس کی بہادری کے کارنامے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی، وہ سہم گئی اس نے سرگوشی کرتے ہوئے یعقوب سے کہا،

"یہ وہی مسلمان ہے جس سے جینی محبت کرتی ہے،"!

یعقوب نے سنی کو ان سنی کرتے ہوئے اس مسلمان سے کہا،

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"اس نے جواب دیا، "میں اس مزار پر فاتحہ پڑھنے آیا تھا، ہر روز نماز مغرب کے بعد یہاں آیا کرتا ہوں، آج بھی آیا، اور تم لوگوں کی ساری نہیں تو اکثر باتیں سن لیں، ـــــــ آخر کیوں تم اس نیک، اور شریف خاتون پر ظلم کر رہے ہو،؟"

یعقوب نے پوچھا، "کیا تم ہی اس ناپاک عورت سے محبت کرتے ہو؟"

اس نے اکڑ کر جواب دیا میں کسی عورت سے محبت نہیں کرتا، لیکن عورت پر ظلم ہوتا بھی نہیں دیکھ سکتا، میرے مذہب نے مجھے تعلیم دی ہے کہ ہر مظلوم کی حمایت کروں، ہر ظالم کا سر کچل دوں، میرا مذہب عورت کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہے، اور اگر کوئی شخص عورت کی بے حرمتی کرتا ہے تو ضرور میری تلوار اس کے سر پہ چمکے گی!"

یعقوب ہنس پڑا، "واقعی بڑے بہادر معلوم ہوتے ہو، ——— لیکن ایک تلوار کیا بارہ پندرہ تلواروں کو کاٹ سکتی ہے؟ تم اکیلے ہو، ہم اتنے آدمی ہیں، کیا تم ہم سے لڑ سکتے ہو؟ اور اگر لڑنا چاہتے ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قضا تمہیں یہاں تک کھینچ کر لائی ہے موت کھیل رہی ہے تمہارے سر پر!

---

"تو کیا دیکھا تم نے سارہ؟"

وہ بولی، "یہ آدمی نہیں بجلی ہے، اس کی تلوار میں بلا کی کاٹ ہے، میرے دیکھتے دیکھتے چند لمحوں میں، رچرڈ کے کئی سورما (نائٹ) اس نے ڈھیر کر دیئے، اور یہ زخمی تک نہیں ہوا، ——— اس کی انہی اداؤں پر تو جیلن کا دل گھائل ہوا ہے!"

غضب اور برہمی کے عالم میں اس نے کہا، "جیلن کا دل اب گھائل ہوگا، اب خون کے آنسو روئے گی جب وہ اپنے محبوب کی لاش تڑپتی ہوئی دیکھے گی"!!

ادھر سارہ اور یعقوب میں یہ باتیں ہو رہی تھیں، ادھر اس کے ساتھی اس مسلمان سپاہی پر حملہ آور ہو رہے تھے، دفعتہً آٹھ دس تلواریں اس کے سر پر چمکنے لگیں، لیکن نہ اس پہ ہراس کی کیفیت طاری ہوئی نہ دہشت اور سراسیمگی کے آثار نظر آئے نہایت اطمینان کے ساتھ وہ خود کو بچاتے دشمنوں کے وار روکنے لگا، دشمن ہر طرف سے بڑھ بڑھ کر اس پر حملے کر رہے تھے، اور وہ نہایت اطمینان کے ساتھ ان کے حملے روک رہا تھا، جیسے وہ استاد ہے اور یہ شاگرد، خود اس نے اب تک کوئی وار نہیں کیا تھا، صرف حملے روکنے پر اکتفا کر رہا تھا کوئی پندرہ منٹ تک اسی طرح جنگ ہوتی رہی، اب تو یعقوب بھی گھبرایا، اور اس کے ساتھیوں کے چھکے بھی چھوٹنے لگے، آخر یہ کیا شخص ہے، جو بیک وقت اتنے حملوں کو روک رہا ہے اور اب تک اسے خراش بھی نہیں آئی'؟

یعقوب کا سارا جوش و خروش ختم ہو چکا تھا، وہ حیرت، دہشت، اور انتہائی دہشت کے عالم میں اس من چلے مسلمان سورما کی رزم آرائی کا منظر دیکھ رہا تھا، وہ خود بھی بہادر تھا بہت سے بہادروں کے خوں فشاں جنگوں کے مناظر بھی اس نے دیکھے تھے، لیکن ایسا جیالا اور سورما اسے کوئی اب تک نظر نہیں آیا تھا، اس نے آہستہ سے بڑبڑاتے ہوئے کہا،

# معرکہ

مسلمان سوار نے سختی اور درشتی کے ساتھ جواب دیا،

"زندگی کے متوالے موت کے فدائیوں سے نہیں لڑ سکتے، تم زندگی پر جان

دیتے ہو مسلمان موت کے انتظار میں زندہ رہتا ہے" ———

یعقوب اس سے زیادہ نہ سن سکا، اس نے اپنے ساتھیوں کو للکارا،

"دوستو کھڑے منہ کیا دیکھتے ہو، تلوار نکالو اور اس دیوانے کا سر قلم کر دو"

دفعتہً فضا میں کئی تلواریں بلند ہوئیں، سارہ نے بیتابی کے ساتھ یعقوب کا با

پکڑ لیا، اور سہمے انداز میں کہا،

"نہیں اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو، جیمن پر بھی لعنت بھیجو، بس یہاں

سے نکل چلو، کسی طرح!"

یعقوب نے بازو چھڑاتے ہوئے کہا، "تم اتنی بزدل ہو سارہ؟ یہ تنہا شخص ہ

بال بھی بیکا نہیں کر سکتا،!"

وہ اور زیادہ پریشان ہو کر بولی، "ایسا نہ کہو، میں نے آج ہی اس شخص کو میدا

جنگ میں لڑتے دیکھا ہے وہ مسکراتا ہوا سوال کر بیٹھا،

" واقعی یہ تو عجیب طرح کا آدمی ہے، ـــــــ کسی طرح زیر ہی نہیں ہو
دیکھتی ہو، ہمارے آدمی تھکنے جا رہے ہیں، ان کا سانس پھولنے لگا ہے، با
وہ بے حد دہشت زدہ حالت میں بولی، " ہاں یعقوب، میں کہہ تو چکی یہ شخ
آدمی نہیں ہے، یہ جن ہے، بھوت ہے، کوئی خبیث روح ہے، جامہ اس ن
انسان کا پہن رکھا ہے، میرا کہنا مانو، ایک منٹ بھی یہاں نہ ٹھہرو، بھاگ چلو
یعقوب کی نخوت پھر ابھر آئی، اس نے کہا، یہ نہیں ہو سکتا، اس شخص کو قتل
ہونا پڑے گا میرے ہاتھوں، !"

اور پھر اس نے میان سے تلوار نکال لی، آگے بڑھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا
کہ سارہ نے اس کا بازو پکڑ لیا، اور خوشامد کرتی ہوئی بولی،

" ضد نہ کرو یعقوب، کیوں اپنی جان کے دشمن ہوئے ہو، جب اتنے سار
آدمی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو تم کیا کر لوگے، ؟"

وہ بادل کی طرح گرجتا ہوا بولا، " قتل کر دوں گا اسے، !"

اتنے میں سارہ اور یعقوب کے کانوں میں اس مسلمان سپاہی کی آواز گونج
وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا،

" ہاں دوستو، تم نے اپنے دل کی حسرت نکال لی، اتنی دیر سے حملے کر ر
ہو مگر میرا بال بھی بیکا نہ کر سکے، تمہاری منزل بھی کھوٹی ہوتی ہے اور مجھے بھی دیر
ہوتی ہے، لہذا اب اس جنگ زرگری کا خاتمہ ہو جانا چاہیے، !"

یعقوب بھی اب اپنے ساتھیوں میں آ ملا تھا، اس نے کہا،

" ہم تمہارے ساتھ اتنی رعایت کر سکتے ہیں کہ اگر واپس جانا ہو تو چلے جاؤ
تم سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، ؟"

وہ مسلمان سپاہی زور سے ہنس پڑا، اس نے کہا،

"لیکن میں تمہارے ساتھ یہ رعایت نہیں کر سکتا، !"

یعقوب نے برہم نظروں سے اسے دیکھا، اور سوال کیا،

"لیکن ہم نے تم سے کب کوئی رعایت طلب کی ہے؟ اور ہمیں رعایت طلب کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے؟ ——— ہم بہادر ہیں اور بہادروں کے قدر شناس ہیں، تم گو مسلمان ہو، لیکن ہمیں یہ تسلیم کرنے میں تامل نہیں کہ بہادر ہو، اسی لیے تمہارے ساتھ رعایت کرتے ہیں اور جان سلامت لے جانے کی اجازت دیتے ہیں، کیا تم اس اجازت سے فائدہ نہیں اٹھاؤ گے؟"

مسلمان سپاہی نے بے پروائی کے ساتھ کہا،

"میرے دوست تم غلط فہمی میں مبتلا ہو، تم درحقیقت مجھے کوئی رعایت نہیں دے رہے، بلکہ مجھ سے رعایت چاہتے ہو، تم اتنے آدمی اتنی دیر سے تابڑ توڑ حملے کر رہے ہو مجھ اکیلی جان پر، لیکن میرا کچھ بگاڑ سکے؟ تم نے یہ حقیقت محسوس کر لی ہے کہ اگر میں نے اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھائے تو تم میں سے ایک بھی اپنی جان سلامت نہیں لے جا سکے گا، تم سب کی لاشیں تڑپتی ہوئی نظر آئیں گی، یہی سوچ کر تم نے مجھے جان سلامت لے جانے کی اجازت دی ہے ——— کیا یہ بات نہیں ہے؟"

یعقوب نے برہمی سے از خود رفتہ ہو کر جواب دیا، "ہرگز یہ بات نہیں ہے ہم تمہیں قیمہ قیمہ کر سکتے ہیں، تمہاری بوٹی بوٹی کر سکتے ہیں، ہمارے رحم کو تم ہماری بزدلی پر محمول کر رہے ہو،؟"

مسلمان سپاہی ہنسنے لگا اس نے کہا،

"شکریہ اس نوازش کا ——— لیکن میں نہ رحم کا طالب ہوں، نہ رعایت کا متمنی، تم لوگ اگر مجھے قتل کر سکتے ہو تو شوق سے کر دو، ورنہ پھر قتل ہونے

کے لیے تیار ہو جاؤ، میں جانتا ہوں تم بزدل ہو، اسی لیے قسی القلب بھی ہو، تم اپنے
دشمن کو قیمہ قیمہ کر سکتے ہو، لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا، میں دشمن کی گردن تو کاٹ
سکتا ہوں لیکن اس کی لاش کی بے حرمتی نہیں کر سکتا، میں تم سب کو ابھی چند لمحوں
کے اندر موت کے گھاٹ اتار دوں گا، لیکن اس کے بعد تمہارے مردہ جسم کو ہدفِ ستم
نہیں بناؤں گا، ؛ "

اس مسلمان سپاہی کی اس تقریر میں کچھ ایسی خود اعتمادی تھی، کچھ ایسے ایقان اور
اذعام کی جھلک تھی کہ یعقوب اور اس کے ساتھی دم بخود ہو کر رہ گئے، اس
بات کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ایک درجن آدمیوں میں گھرا ہوا ایک شخص
اتنا جیالا، اور بہادر ہو سکتا ہے کہ اپنی فتح پر یقین کامل رکھتے ہوئے سب کو اس
بے تکلفی کے ساتھ قتل کر ڈالنے کی دھمکی دے سکتا ہے، ؛ "

کچھ دیر تک سب لوگوں پر سناٹا چھایا رہا، پھر یعقوب نے کہا،

" یا تو تم پاگل ہو، یا واقعی حد درجہ بہادر ہو، ———— دونوں صورتوں
میں ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے، ایک پاگل سے لڑنا شیوۂ شجاعت کے خلاف
ہے، اسی طرح، ایک بہادر کو مفت کے گھاٹ اتارنا بھی شیوۂ انسانیت سے
مطابقت نہیں رکھتا، لہذا، ایک مرتبہ اور ہم اپنی پیش کش کا اعادہ کرتے ہیں، اب
اگر جانا چاہو تو جا سکتے ہو، ! "

یہ مسلمان سپاہی اب تک ان لوگوں سے ہنس ہنس کر، مسکرا مسکرا کر باتیں کر
رہا تھا، جیسے چڑا رہا ہو انہیں، لیکن اب اس کے تیور بدلے، اس نے سخت اور درشت
پیرایۂ بیان میں کہا،

" خاموش، ! "

سب لوگ خاموش ہو گئے، پھر وہ گویا ہوا،

"بے خبری کے عالم میں دشمن پر حملہ کرنا ایک مسلمان کی شان سے بعید ہے، اتنی دیر تک تم حملے کرتے رہے اور میں روکتا رہا، اب میں حملہ کرتا ہوں، اور تم روک سکتے ہو تو روکو، ——— تو ضرب زدی ضرب بہ من فرش کن، !"

ہاں بہادرو تیار ہو جاؤ، پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی، !"

قبل اس کے کہ جواب میں یعقوب کچھ کہے، ایک بجلی سی چمکی، اور اس کا ایک ساتھی خاک و خون میں تڑپنے لگا، قبل اس کے کہ یعقوب سمجھ سکے یہ کیا ہوا، تلوار کی بجلی پھر چمکی اور اس کا ایک دوسرا ساتھی اپنے خون میں غلطاں اور رقصاں نظر آیا قبل اس کے کہ یہ لوگ سنبھل سکیں، اور حملے کا جواب حملے سے دے سکیں، ان کا ایک تیسرا ساتھی آہ کر کے گرا اور ٹھنڈا ہو گیا، تلوار ایک مرتبہ پھر چمکی، اور چوتھا ساتھی بھی لقمہ اجل ہو گیا، ——— اس کے بعد پانچواں، ———

تابڑ توڑ پانچ آدمیوں کا قتل ایسا سانحہ تھا جسے دیکھ کر یعقوب کے اور اس کے باقی ماندہ ساتھیوں کے حواس بجا رہ سکتے، !"

سارہ نے ایک مرتبہ پھر اس کا دامن پکڑا، اور التجا کرتی ہوئی بولی،

"یعقوب اگر تم اپنے اوپر رحم نہیں کرتے تو مجھ پر رحم کرو، میں بیوہ ہونا نہیں چاہتی، میں تم سے محروم ہونا کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتی، اگر تم اپنے لیے زندہ نہیں رہ سکتے، تو میرے لیے زندہ رہو، ——— چلو نکل چلو یہاں سے، ———

اب تک یعقوب سارہ کی باتوں کا مذاق اڑاتا رہا، اب سارہ کی آواز اس کے دل کی آواز بن گئی، اس نے مضبوطی سے سارہ کا ہاتھ پکڑا، اور گھوڑے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا،

"ٹھیک کہتی ہو، اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے، !"

پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے بہ آواز بلند کہا، "دوستو چلو،" ——
یہ کہہ کر سارہ سمیت وہ گھوڑے پر بیٹھ گیا، ایڑ لگائی، اور اسپ باد پا
اسے لے کر تاریکی میں غائب ہو گیا، اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی تقلید کی، اور
جس کا جدھر منہ اٹھا، بھاگ کھڑا ہوا!

# محسن

جین خاموشی کے ساتھ یہ عجیب و غریب معرکہ دیکھ رہی تھی، اور دل ہی دل میں سوچ رہی تھی، آیا یہ شخص انسان ہے یا کوئی آسمانی مخلوق؟ کوئی انسان تو ایسا بہادر نہیں ہو سکتا، ــــــــ

وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اپنی خون آلود تلوار میان میں رکھتے ہوئے اس مسلمان سپاہی نے جین سے کہا،

" میں ان بزدلوں کا ضرور تعاقب، اور ان میں سے ایک کو بھی زندہ سلامت واپس نہ جانے دیتا، لیکن اس ہو کے عالم میں آپ کو تن تنہا چھوڑ کر چلا جانا مجھے مناسب نہ معلوم ہوا، بلکہ میرے دل میں یہ اندیشہ بھی کروٹ لے رہا ہے کہ شاید ان کے کچھ اور ساتھی یہیں کہیں چھپے ہوں، اور موقع دیکھ کر، وہ آپ پر پھر حملہ آور ہوں، ــــــــ میں دیر سے پہنچا، پوری باتیں نہیں سن سکا آپ لوگوں کی، شاید وہ آپ کو اغوا کر کے لے جانا چاہتے تھے"

جین نے اسے عجیب نظروں سے، جنہیں وہ تاریکی میں محسوس نہ کر سکا، دیکھا اور بولی،

"وہ مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے، !"

"لیکن کیوں ؟"

"اس لیے کہ ان کے نزدیک کسی عیسائی کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے، !"

"مگر یہ لوگ تھے کون ؟"

"یہ یہودی تھے، !"

"اچھا یہودی، ـــــ مگر انہیں موقعہ کیسے ملا کہ آپ کو یہاں تک لے آئیں اور آپ ان کے ساتھ یہاں تک چلی کیوں آئیں ؟"

"میں سارہ پر اعتماد کرتی تھی، مگر وہ اوّل درجہ کی بے وفا، نمک حرام، اور محسن کش ثابت ہوئی ؟"

"لیکن سارہ سے آپ کا تعلق ؟"

"وہ میری باندی تھی، میں نے اسے اپنی سہیلی بنالیا، وہ میری دوست بن گئی ہمدم، ہمراز، غمگسار، جاں نثار، کم از کم اپنے آپ کو ظاہر ایسا ہی کرتی تھی، آج باتوں باتوں میں مجھے بہلا کر یہاں لائی، اس کا منگیتر اور عاشق یعقوب اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہلے سے نامۂ و پیام کے مطابق یہاں موجود تھا، ـــــ پھر جو کچھ ہوا، وہ آپ کو معلوم ہی ہے، !"

"بہت افسوس ہوا یہ باتیں سنکر، اس بات پر اور افسوس ہو رہا ہے کہ ایسے شیطانوں کو میں نے جانے کیوں دیا، ؟"

"آپ نے جو کچھ کیا، اس کی میں دل سے شکرگزار ہوں، بار بار سوچتی ہوں آپ آدمی ہیں یا ـــــ"

"یا جن ؟ (ہنستے ہوئے) میں ایک معمولی آدمی ہوں، !"

"مسلمان بھی ؟"

"الحمد للہ کہ شرف اسلام مجھے حاصل ہے"؟"

"آج میدان جنگ میں آپ نے بہت سے عیسائی بہادروں اور نائٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، میں دیکھ رہی تھی"!"

"دو دشمن فوجیں جب آمنے سامنے ہوتی ہیں، تو جس کا بس چلتا ہے، وہ دوسرے کو ہلاک کر ڈالتا ہے، اگر آپ کے بہادروں اور نائٹوں کا بس چلتا تو وہ بھی مجھے ضرور ہلاک کر دیتے"!"

"ہاں یہ تو آپ ٹھیک کہتے ہیں ——— لیکن کیا عیسائیوں کے ساتھ آپ کی دشمنی صرف میدان جنگ ہی تک محدود ہے"؟"

"بے شک ——— ہم اس سے لڑتے ہیں جو ہم سے لڑنا چاہے، ہماری مملکت میں بہت سے عیسائی ہیں، جو امن سے آرام، اور آزادی سے رہتے ہیں، جیسے ایک مسلمان رہتا ہے، ان کے دین سے، مذہب سے، رسم و رواج سے، ہم ذرا بھی تعرض نہیں کرتے، اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی کو قتل کر دے، تو وہ بھی حکومت کے حکم سے قتل کر دیا جاتا ہے"؟"

"کیا واقعی"؟ (بے حد حیرت زدہ ہو کر) سچ! ——— کیا ایک عیسائی کا مسلمان قاتل بھی حکومت کے حکم سے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے"؟"

"جی بے شک، ——— آپ کو حیرت کیوں ہو رہی ہے؟ ہمارے مذہب کا حکم یہی ہے، ہمارے نبیؐ کا قول ہے کہ ذمیوں یعنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، ان پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرو"!"

"یہ تو بالکل نئی بات سننے میں آرہی ہے"!"

"مجھے اپنی بدقسمتی پر افسوس ہے"؟"

"سنجیدگی سے، اچھا یہ تو بتایئے آپ لوگ عیسائیوں کو جبراً مسلمان کیوں کر لیتے

ہیں، ۹۲،

"بالکل غلط، ـــــــــ ہمارے مذہب کا صاف اور واضح حکم، قرآن کریم میں موجود ہے، لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملے میں کسی پر جبر و جور جائز نہیں، پھر بھلا عیسائیوں کو، یا کسی بھی غیر مسلم کو ہم کس طرح جبراً مسلمان کر سکتے ہیں؟"

"پھر تو آپ کا مذہب بڑا اچھا ہے"!"

"مجھے آپ کی رائے سے مکمل اتفاق ہے!"

"(ہنستے ہوئے) جب یہ بات ہے تو پھر عیسائیوں اور مسلمانوں میں لڑائی کیوں ہو رہی ہے؟"

"درحقیقت یہ لڑائی اتنی مذہبی نہیں ہے جتنی سیاسی ہے، پھر یہ بات بھی ہے کہ بیت المقدس ہمارے قبضے میں ہے، اور عیسائی چاہتے ہیں اسے اپنے قبضے میں رکھیں"!"

"تو پھر آپ لوگ عیسائیوں کا مطالبہ مان کیوں نہیں لیتے؟"

"ایسا ناقابل قبول مطالبہ کس طرح مانا جا سکتا ہے؟"

"بیت المقدس ہمارے لیے مقدس ہے، آپ کو اس سے کیا سروکار"؟

"یہ نہ کہیے، ہمارے لیے بھی مقدس اور محترم ہے، ہم آپ سے زیادہ اس امانت کے حقدار ہیں"!"

"یہ بات تو دھاندلی کی ہے، آپ ہم عیسائیوں سے زیادہ اس امانت کے حقدار بن گئے؟"

"اس لیے کہ ہم ہر نبی کو مانتے ہیں، یہودی، حضرت عیسیٰ کو نہیں مانتے، عیسائی آں حضرت ﷺ کو نہیں مانتے، مسلمان، حضرت موسیٰ کو بھی مانتے ہیں، حضرت عیسیٰ کو بھی، اور آں حضرت ﷺ کو خاتم النبیین باور کرتے ہیں، یہودی، اور عیسائی ہمارے پیغمبر

کی، ہماری کتاب کی، ہمارے دین کی بے حرمتی کرتے ہیں مگر ہم نہیں کرتے، کر ہی نہیں سکتے"!"

"یہ کیوں بھلا؟"

"اس لیے کہ جب ہم حضرت موسیٰ کو پیغمبر تسلیم کرتے ہیں تو ان کی اہانت کس طرح کر سکتے ہیں"؟ جب ہم توریت کو خدا کی کتاب مانتے ہیں، تو اس کے خلاف کوئی بات کیسے منہ سے نکال سکتے ہیں؟ اسی طرح جب ہم حضرت عیسیٰ کو خدا کا برگزیدہ نبی مانتے ہیں اور انجیل کو خدا کی کتاب تسلیم کرتے ہیں، تو ان کی خلاف شان کوئی بات کس طرح کہہ سکتے ہیں؟"

"جب آپ ہمارے نبی کو نبی اور ہماری کتاب کو کتاب مانتے ہیں تو عیسائی کیوں نہیں ہو جاتے؟"

"سچے یہودی، سچے عیسائی تو ہم ہی ہیں"!"

"اور ہم؟ اور یہودی؟"

آپ نے اور یہودیوں نے توریت اور انجیل میں تحریف کر دی ہے، قرآن میں، توریت اور انجیل کی ساری وہ باتیں جن کی عیسائیوں اور یہودیوں نے تحریف کی ہے موجود ہیں"!"

"آپ سے تو آج عجیب عجیب باتیں سننے میں آ رہی ہیں!"

"لیکن یقین کیجیے، یہ باتیں سچی ہیں، ہم مشرکوں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے، انہیں نجس سمجھتے ہیں، لیکن اہل کتاب کو ہم ناپاک نہیں سمجھتے، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھا سکتے ہیں، ان سے شادی تک کر سکتے ہیں"!"

"شادی ———؟"

"جی ہاں ——— آپ تو بات بات پر حیرت زدہ ہو جاتی ہیں، بہت

سے مسلمان ہیں جن کی بیویاں عیسائی ہیں، یا یہودی ہیں'! "

"مگر وہ بھی مسلمان کرلی گئی ہوں گی؟"

"بالکل نہیں، ——— وہ اپنے دین پر قائم ہیں'! ——— ہاں اپنی خوشی سے جو چاہے مسلمان ہو جائے'، یہ دوسری بات ہے'!"

"پھر تو واقعی مسلمان بہت اچھے ہیں'!" ——— اور آج تو میں نے اپنی آنکھ سے بھی دیکھ لیا یقین کیسے نہ کروں!"

"کیا دیکھا آپ نے؟"

"(شرمگیں لہجے میں) آپ کو؟"

"مجھے؟ ——— میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتی ہیں'!"

"آپ گو مسلمان ہیں، لیکن ایک عیسائی عورت کی جان اور آبرو، اپنی جان خطرے میں ڈال کر آپ نے بچائی، ——— یہ سوچ کر میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر خداوند یسوع مسیح نے آپ کو عین وقت پر نہ بھیج دیا ہوتا تو کیا ہوتا کیا گت بنتی میری؟ یہ لوگ اپنے ساتھ لے جا کر میرا کیا حشر کرتے؟ ——— کچھ تو رہا تھا کمبخت سے!"

"کون یعقوب؟"

"ہاں، ——— وہ بھی اور سارہ بھی'!"

"کیا کہہ رہے تھے یہ لوگ؟"

"ان کی اسکیم یہ تھی کہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں، لونڈی بنا کر رکھیں، اور پھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیں'، اور یہ میرے آقا مجھے ایسی اذیتیں دیں کہ میں موت کی آرزو کرنے لگوں (گلوگیر آواز میں) اگر آپ نہ آگئے ہوتے، تو ان کی اسکیم ضرور کامیاب ہو جاتی'!"

"آپ کی کوئی نیکی کام آگئی، جو خدا نے بچا لیا آپ کو؟"

"نیکی؟ ——— نہیں میری کوئی نیکی کام نہیں آئی۔!"

"ایسا نہ کہیے۔!"

"کیسے نہ کہوں؟ میں منصارہ کے ساتھ ان گنت نیکیاں کی تھیں، مگر وہی میری جان اور ناموس کی دشمن بن گئی، اس نے میری گرفتاری اور اغوا کا پروگرام بنایا، اس نے اور اس کے منگیتر نے مجھے لونڈی بنا کر فروخت کرنے کا فیصلہ کر ڈالا، اگر نیکی کام آنے والی چیز ہوتی تو یہ ہوتا؟"

"تو کیا آپ اپنی نیکی کا صلہ بندوں سے چاہتی ہیں؟ وہ تو نہیں دے سکتے یہ صلہ تو خدا کی بارگاہ سے عطا ہوتا ہے اور مل گیا آپ کو۔!"

"(مسکراتے ہوئے) بڑے چرب زبان معلوم ہوتے ہیں آپ تو۔!"

"کیا میں نے قائل کر لیا آپ کو؟"

"(ایک ادائے جاں ستاں کے ساتھ) جی ہاں۔؟"

"شکریہ، ——— اچھا یہ بتلائیے اب پروگرام کیا ہے؟ کیا ساری رات یوں ہی کھڑے کھڑے باتوں میں گزار دی جائے گی؟ آپ کے متعلقین سخت پریشان ہوں گے کہ کہاں رہ گئیں آپ؟"

"متعلقین کا نام نہ لیجئے۔!"

"کیوں؟ ——— کیا ان سے بھی خفا ہیں آپ؟"

"جی ہاں۔ ——— بہت زیادہ۔"

"کیوں ان کی خطا؟"

"مجھے اپنے خیمہ سے غائب ہوئے اتنی دیر ہو چکی ہے، مگر کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ تلاش کرتا ہوا ادھر آ جاتا۔ ——— اگر اتفاق سے آپ نہ نکل آئے

ہوتے ادھر تو میرا قصہ ہی تمام تھا ـــــــ یہ لوگ سخت سزا کے مستحق ہیں!"
"اور ـ ہنستے ہوئے ـ گویا آپ سارعا اور یعقوب کا انتقام ان لوگوں سے لینا چاہتی ہیں، لیکن یہ تو ظلم ہوگا، !"
"پھر مجھے تلاش کرتے ہوئے یہاں تک کیوں نہیں آئے ؟"
"ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ آپ یہاں ہو سکتی ہیں، ضرور دوسری طرف تلاش کر رہے ہوں گے آپ کو، ـــــــ لیکن نہ جانے کیوں ؟ خیر اب غصہ ختم کیجیے، چلیے آپ کی قیام گاہ تک پہنچا آؤں ؟"
"آپ کو کہاں تک تکلیف دوں، بس مجھے اس ٹیلے سے نیچے تک پہونچا دیجیے پھر میں خود چلی جاؤں گی، !"
"شاید آپ یہ نہیں چاہتیں کہ مجھے آپ کا نام اور پتہ معلوم ہو ؟ ـــــــ کیا آپ مجھ سے بھی خائف ہیں ؟ !"
"کیا اپنے محسن سے بھی کوئی خائف ہو سکتا ہے، ؟ ـــــــ لیکن یہ خیال کیوں آیا آپ کے دل میں ؟"
"شاید آپ سمجھتی ہوں کہ یہ شخص بھی کہیں دوسرا یعقوب نہ ثابت ہو، اس کے پردے میں رہزن نہ نکلے ـــــــ سچ کہنے لگا کیا بات آئی تھی آپ کے دل میں؟"
"اگر ایسی بات کا شائبہ بھی میرے دل میں آتا تو اپنے ہاتھ سے خنجر کی نوک چھوڑ دیتی اس میں، !"
"ارے یہ کیوں ؟"
"کیا آپ میرے محسن نہیں ہیں ؟ کیا آپ ہی نے بدترین دشمنوں سے میری جان اور آبرو نہیں بچائی ؟ کیا میں آپ کو ایک لمحہ کے لیے بھی رہزن تصور کر سکتی ہوں ؟"

"آپ تو خفا ہو گئیں، چلئے اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں، ———— لیکن اپنی ہوشیاری دیکھ لیجیے"!"

"ہوشیاری کیسی؟"

"اب بھی آپ نے نہیں بتایا کہ کون ہیں؟ آپ کا نام کیا ہے؟ حیثیت اور مرتبہ کیا ہے؟"

"(ہنستے ہوئے) آخر ان باتوں کے پوچھنے سے کیا مل جائے گا آپ کو؟"

"ملے گا تو کچھ بھی نہیں، لیکن یہ انسان کی فطرت ہے کہ اگر وہ کسی سے دوچار ہوتا ہے تو اس کے بارے میں جستجو رہتی ہے کہ یہ کون ہے؟"

"اچھا تو میں آپ کا شوق جستجو پورا کیے دیتی ہوں، میرا نام مارگریٹ ہے، شہنشاہ رچرڈ شیر دل کی فوج کے ایک نائٹ کی بہن ہوں، اور عیسائی لشکر میں ایک خیمہ میرا مسکن ہے"! ———— بس یا کچھ اور بھی"؟"

"بس یہ بہت ہے" ———— لیکن آپ مجھے اس کی اجازت کیوں نہیں دیتیں کہ سلامتی اور حفاظت کے ساتھ آپ کے لشکر تک، بلکہ خیمہ تک آپ کو پہونچا آؤں"؟"

(جذبات سے متاثر ہو کر) اجازت کا کیا سوال، اگر آپ میرے لشکر تک، یا میرے خیمہ تک چلیں، تو میرے لیے اس سے بڑھ کر فخر کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ ذرا دیر کے لیے اتنے اچھے، اتنے اونچے اور اتنے شریف انسان کا شرف میزبانی حاصل کر سکوں، لیکن، ————

"لیکن کیا؟ ———— کیا آپ اسے کسی وجہ سے مناسب نہیں سمجھتیں؟"

"جی ہاں یہی بات ہے" ———— جو رواداری، عالی ظرفی اور انسانیت دوستی آپ میں ———— اور شاید آپ کی قوم میں بھی ————

سے اس سے ابھی میری قوم محروم ہے، اتنے ناوقت تن تنہا آپ کو ساتھ لے کر اگر میں گئی۔ ان لوگوں نے شایانِ شان آپ کا استقبال کرنے کے بجائے اگر کوئی بد تمیزی کی بات کہہ دی، یا اپنے طرز عمل سے آپ کی توہین کی تو یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہوگا!
،خیر جو آپ کہتی ہیں وہی سہی، چلئے آپ کو ٹیلے کے نیچے تک پہنچائے دیتا ہوں، پھر آپ اپنے لشکر میں چلی جایئے گا، میں اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا،!"

جین نے کوئی جواب نہیں دیا، اپنے گھوڑے پر اچک کر بیٹھ گئی، پھر فوراً ہی اتر پڑی،

"کیا آپ پا پیادہ ہیں؟"

وہ بولا، جی ہاں، میں یہاں فاتحہ پڑھنے آیا تھا، یہ علاقہ آپ کے حدود میں ہے، لہذا، گھوڑے پر بیٹھ کر کس طرح یہاں آ سکتا تھا؟ ہر طرف سے آپ کے سپاہی ٹوٹ نہ پڑتے مجھ پر، میں تو دبے پاؤں، لوگوں کی آنکھیں بچاتا، تاریکی کے پردے میں آ جایا کرتا ہوں یہاں،!"

# مُباحثہ

جین گھوڑے سے اتر پڑی، اس نے کہا،

"یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا، ——— چلئے ہم دونوں پا پیادہ چلتے ہیں"!"

مسلمان سپاہی نے کہا، "ایسا نہ کیجئے، ہم دونوں کے لیے مناسب یہی ہے کہ اپنے اپنے رستے جائیں،

جین ہنستی ہنستی بولی، "کیا آپ کو ڈر لگ رہا ہے؟"

وہ بولا، "جی ہاں میری بزدلی کا تماشہ ابھی ذرا دیر پہلے آپ بہ چشم خود دیکھ ہی چکی ہیں"!"

وہ کہنے لگی، "پھر میرے ساتھ چلتے آپ جھجک کیوں رہے ہیں؟" ——— کہیں ایسا تو نہیں آپ عورت سے ڈرتے ہوں؟"

"جی نہیں، میں عورت سے محبت کرتا ہوں، ڈروں کیوں؟"

"واقعی آپ کسی سے محبت کرتے ہیں؟"

"آپ تو اس طرح پوچھ رہی ہیں جیسے میں نے اگر ہاں کہہ دیا تو آپ کو بڑا تعجب ہوگا،"

وہ ہنس پڑی پھر گویا ہوئی ، ہاں ہوگا تو تعجب ، ! "

اس نے سوال کیا ، " لیکن اس تعجب کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی شاید ، ! "

ایسے سنگ دل لوگ جو دوسروں کا خون بہا کر لطف اٹھاتے ہوں ، ان

دل بھی دھڑک سکتا ہے ، کم از کم میں تو اسے نہیں مان سکتی ، ! "

حالانکہ میرا دل دھڑک رہا ہے ، ! "

خود جین کا دل بھی زور زور سے دھڑکنے لگا ، اس نے برگ گل کی طر

ڈوبتی آواز میں پوچھا ،

" کیا واقعی ؟ ! "

" یقین کیجیے ، میں جھوٹ نہیں بولتا ، ! "

" پھر یہ بتایئے آپ کا دل کس کے لیے دھڑکتا ہے ؟ میں جاننا چاہتی ہو

اس ہستی کو ، ! "

" آپ اسے خوب جانتی ہیں ، ! "

" پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ جھوٹ نہیں ، ؟ ——— میں تو نہیں جانتی کس

" یہ کیا کہا آپ نے ؟ ——— کیا آپ اپنے آپ کو بھی نہیں جانتیں

" یعنی ، ——— آپ کا مطلب یہ ہے کہ ———

پھر وہ کچھ نہ کہہ سکی ، شرم و حیا نے اس کی زبان بند کر دی ، پھر دفعتہً اس

نخوت ابھری ، اس نے سوچا ، میں ایک شہزادی ہوں ، شہنشاہ رچرڈ شیر دل ک

ہوں ، یہ شخص لاکھ بہادر ہو ، لیکن نہ جانے کون ہے ، ؟ میرے دل میں اس

محبت پیدا ہو جائے تو بھی مجھے وقار کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے

اس نے ذرا ترش اور تلخ انداز میں سوال کیا ،

" آپ جانتے ہیں میں کون ہوں ؟ "

وہ بولا، "جی ہاں جانتا ہوں، بہت اچھی طرح جانتا ہوں، !"

"(حیرت سے) آپ جانتے ہیں؟ ——— اچھا بتلایئے میں کون ہوں؟"

"ایک معزز خاتون، حوا کی بیٹی، ایک عصمت مآب اور عفت شعار عورت، ایک ایسی عورت، جو دشمن کے ہاتھ میں پڑنے سے جان دینا بہتر سمجھتی ہے، !"

ان الفاظ میں خوشامد نہ تھی، لیکن تملق ضرور تھا، اور یہ عورت کی کمزوری ہے، جلین کی نخوت دب گئی، وہ مسکرانے لگی، اندھیرے میں اس کے موتی کے سے دانت اس طرح چمک رہے تھے، جیسے بادل کے پردے جھانکنے لگتی ہے، پھر وہ بولی،

"بڑے دلچسپ آدمی ہیں آپ تو، ——— آپ میرے بارے میں صرف اتنا ہی جانتے ہیں؟ ——— اور کچھ نہیں جانتے؟"

اس نے اسی سنجیدہ لہجے میں کہا،

"ہاں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا، ——— لیکن اس سے زیادہ جاننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

"تو کیا آپ کا دل میرے لیے دھڑک رہا تھا، !"

جواب میں ہاں کے سوا کچھ اور میرے منہ سے نہیں نکل سکتا!"

"کیا پوچھ سکتی ہوں، کیوں؟ ——— آخر اس عنایت اور نوازش کا سبب؟"

"وہ بھی بتا چکا ہوں، ——— آپ سے اور یعقوب و سارہ سے جو گفتگو ہوئی، وہ سب تو نہیں سن سکا، لیکن کچھ حصہ ضرور میرے کانوں تک پہنچا، جب آپ نے یہ کہا ہے کہ میں مرنے کو تیار ہوں، لیکن تمہارے ساتھ جانے پر آمادہ

نہیں ہوں، تو میرے دل میں آپ کی عزت پیدا ہو گئی، ———

"کیوں؟ کس لیے؟"

"جو عورت، اپنی آن، اپنی شان، اور اپنے وقار پر اپنی زندگی کو قربان
سکتی ہو، کیا وہ بھی عزت کی مستحق نہیں ہے؟"

"اور آپ کا دل دھڑکنے لگا، ؟"

"جی ہاں، ——— شاید زندگی میں پہلی مرتبہ، !"

"(مسکراتے ہوئے) تو کیا اب تک آپ کا دل کبھی نہیں دھڑکا تھا؟"

کبھی نہیں، !"

"پھر آپ زندہ کیسے تھے؟ ——— جس کا دل نہیں دھڑکتا وہ ز
کب رہ سکتا ہے؟"

"دل دو طرح سے دھڑکتا ہے، ایک جسم کو زندہ رکھنے کے لیے، دو
روح کو تر و تازہ رکھنے کے لیے، جسم کو زندہ رکھنے کے لیے، ۴۲ سال سے دھ
رہا ہے، اور کسی کی رعنائی اور زیبائی کے لیے آج پہلی مرتبہ دھڑکا ہے، !"

بڑے چرب زبان ہیں آپ، !"

"شاید یہ بھی دل کا کرشمہ ہے ——— ورنہ میرے دوست اور احباب
مجھے چھیڑا کرتے ہیں کہ بے انتہا کم گو اور کم سخن ہوں، !"

"میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کسی طرح، !"

"کون سی بات؟ کہیے شاید میں کچھ آپ کی مدد کر سکوں، !"

"کہیں آپ کے دل میں یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ میں مسلمانوں سے نفرت کر
ہوں —!"

"کوئی اچھا آدمی کسی سے نفرت نہیں کر سکتا، اور آپ کے اچھے ہونے میں

شبہ نہیں، ـــــ لیکن یہ خیال کیوں آیا آپ کے دل میں؟"
"یہ بھی مانتی ہوں کہ مسلمان بڑے بہادر اور جیالے ہوتے ہیں؟ ہمارے بادشاہ سلامت رچرڈ بھی اتنے اختلاف اور ایسی شدید جنگ کے باوجود اس کے قائل ہیں کہ مسلمان بہادری میں یکتا ہیں، اور جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے خود اپنی آنکھ سے آج ایک مسلمان کی شجاعت، دلیری اور تہور کا ایسا کرشمہ دیکھ لیا، جس میں ساری مسلمان قوم کی جرات وہمت جھلک رہی تھی"!

"شکریہ، ـــــ مگر؟"

"مگر یہ کہ ـــــ کوئی بہادر ظالم بھی ہو سکتا ہے، اسے ماننے کے لیے میں کسی طرح بھی اپنے آپ کو آمادہ نہیں کر سکتی"!

"ہونا بھی نہیں چاہیے، ـــــ مگر آپ نے کسی بہادر کو ظلم کرتے دیکھا ہے؟"

"آپ کو"!

"سبھی"؟ ـــــ اتنی ذرا سی دیر میں؟"

"نہیں خاص آپ کو نہیں، مراد آپ کی ذات آپ کی قوم سے ہے"!

"میں بتا چکا ہوں کہ ازروئے مذہب ہم ظلم نہ کرنے پر مجبور ہیں، کسی روز بھیس بدل کر تشریف لایئے، تو میں آپ کو دکھاؤں ہماری مملکت میں آپ کے ہم قوم اور دوسری قوموں اور ملتوں کے لوگ کتنے سکھ، چین اور آرام سے رہ رہے ہیں ان پر کوئی زیادتی نہیں ہوتی، ظلم نہیں ہوتا، ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کی جاتی، اگر ہم ظالم ہوتے، تو کیا کوئی غیر مسلم ہماری مملکت میں زندہ رہ سکتا تھا"!

"میرا مطلب غیر مذہب کے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کے برتاؤ کا نہیں ہے، میں جانتی ہوں کہ مسلمان واقعی غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کر سکتے ہیں، ہم نے

اپنے مفتوحہ مقامات میں مسلمانوں کو بری طرح قتل کیا، اور مسلمانوں نے اپنے مفتوحہ
مقامات میں کسی عیسائی کا خون نہیں بہایا، لیکن اس کے باوجود، اسی اعتبار سے
آپ پر فضیلت رکھتے ہیں، کہ عورتوں پر ظلم نہیں کرتے اور آپ کا یہ حال ہے کہ
مذہب والوں تک سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں، تو عورتوں کے ساتھ،!"

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں،؟"

"میرے الفاظ تلخ ہیں لیکن کیا مبنی بر حقیقت نہیں ہیں؟"

"قطعاً نہیں!"

پھر دھاندلی شروع کر دی آپ نے؟"

"دھاندلی کا کوئی سوال نہیں ہے ——— لیکن یقین کیجیے، آپ غلط فہمی میں
ہیں،!"

"اگر مجھے یقین ہو جائے کہ میں غلط فہمی میں مبتلا ہوں تو یقین کیجیے، مجھے خوشی
ہو گی،!"

"آپ کو معلوم ہونا چاہیے، اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں، وہ
کسی قوم نے نہیں دیے،!"

"خالی خولی الفاظ،!"

"جی الفاظ نہیں یہاں حقیقت، ——— بتایئے، آپ کے
عورت کی انفرادیت کا تحفظ کیا گیا ہے؟"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی ذرا وضاحت کیجیے،!"

"کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ایک لڑکی جب تک اس کی شادی نہیں ہو
باپ کے نام سے پہچانی جاتی ہے، مثلاً "مس بٹلر"، اس لڑکی کو کہیں گے، جو مسٹر بٹلر
کی لڑکی ہے، اور مسز بٹلر اس عورت کو کہیں گے، جو مسٹر بٹلر کی بیوی ہے، لیکن

وہ خود کیا ہے ؟ اس کا نام کیا ہے، اس کی ذاتی حیثیت کیا ہے، ؟ اسے کوئی نہیں جانتا، جاننا بھی نہیں چاہتا، !"

"اس سے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں ؟"

"یہ کہ آپ کے ہاں عورت کی انفرادیت باپ اور شوہر میں گم ہو جاتی ہے،

"اور آپ کے ہاں ؟"

"ہمارے ہاں، پیدا ہونے کے وقت سے مرتے دم تک وہ اپنے نام سے پکاری جاتی ہے، صالحہ کسی کی لڑکی، اور کسی کی بیوی ہو، لیکن صالحہ ہے، !"

"ہاں یہ تو ہے، !"

"اب ایک دوسری مثال لیجیے، !"

"فرمایئے دلچسپی اور توجہ سے سن رہی ہوں، !"

"آپ کے ہاں باپ کی وراثت میں لڑکی کو حصّہ ملتا ہے ؟"

"نہیں، !"

"شوہر کے مرنے کے بعد اس کی جائداد میں وہ حصّہ دار تسلیم کی جاتی ہے ؟"

"نہیں، ——— ایسا بھی نہیں ہوتا، !"

"کیا آزادانہ اور خود مختارانہ طور پر، باپ سے بے نیاز ہو کر، یا شوہر کو نظر انداز کر کے کوئی عیسائی عورت کاروبار کر سکتی ہے ؟"

"نہیں ایسا بھی نہیں ہو سکتا، !"

"کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ عورت کے پاس اگر جائداد ہو، روپیہ ہو، زمین ہو، کسی قسم کی بھی ملکیت ہو شادی کے بعد، یہ حقِ ملکیت خود بخود، عورت سے شوہر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، یعنی اب وہ اپنی چیزوں کی مالک نہیں رہتی، شوہر مالک بن جاتا ہے ؟"

"اب تو واقعی میرا جی چاہنے لگا اس کا مطالعہ کرنے کا ـــــ ضرور پڑھوں گی"!"

"غلط فہمی اسی طرح رفع ہو سکتی ہے"!"

"کہہ چکی ہوں، اگر مجھے یقین ہو گیا کہ غلط فہمی میں مبتلا تھی، تو بڑی خوشی کے ساتھ اپنے خیالات سے دستبردار ہو جاؤں گی، اس لیے کہ مجھے مسلمانوں سے کد اور نفرت نہیں ہے، میں انہیں اچھا سمجھتی ہوں، اس لیے اگر ان میں کوئی کوتاہی یا کمزوری نظر آتی ہے تو ایک طرح کا افسوس ہوتا ہے"!"

"یہ الفاظ آپ کی سلامتی قلب کی دلیل ہیں، مجھے خوشی ہوئی، یہ الفاظ سن کر"!"

"اچھا یہ تو بتائیے، اگر یہ سب کچھ سچ ہے جو آپ نے فرمایا تو پھر، اس بارے میں آپ کی قوم بدنام کیوں ہے؟"

"بالکل نہیں ہے، ہماری قوم کی ہی اچھائیاں تو دیکھ دیکھ کر لوگ جوق در جوق مسلمان ہوتے رہتے ہیں، ورنہ ہم کسی کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کرتے"!"

"آپ کی باتوں نے میری آنکھیں کھول دیں، ـــــ میں خود چونکہ عورت ہوں، اس لیے مجھے بہت زیادہ ہمدردی عورت ذات ہی سے ہے اور یہ معلوم کر کے کہ مسلمان عورتوں پر ظلم کرتے ہیں، ان کے ساتھ ننگ انسانیت سلوک کرتے ہیں، مجھے واقعی بڑا دکھ ہوا تھا"!"

"کیا وہ دکھ اب بھی قائم ہے؟"

"(زیر لب تبسم کے ساتھ، اب تو بڑی حد تک رفع ہو چکا ہے"! ـــــ اور شاید بلکہ مجھے یقین ہے آپ کی مذہبی کتاب ـــــ قرآن ـــــ کا مطالعہ کرنے کے بعد، بالکل رفع ہو جائے گا"!"

"مجھے بھی یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا"!"

باتیں کرتے کرتے یہ لوگ ٹیلے سے نیچے اتر آئے تھے: جہاں سے صلاح الدین

"یہ بھی درست ہے"!"

"ایک سوال اور کروں گا، امید ہے برا مانے بغیر آپ جواب دیں گی"!"

"میں نے آپ کی کسی بات کا بُرا نہیں مانا، کیجئے سوال میں جواب دوں گی"!"

"یہ سوال یہ ہے کہ آپ کا مذہب کیا عورت کو گناہ کی پوٹ، اور گناہ کا سرچشمہ نہیں کہتا"؟"

"کہتا ہوگا، آخر ان باتوں سے آپ کا مطلب کیا ہے؟"

"میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کے مذہب نے عورت کو نہ کوئی مقام دیا ہے، نہ رتبہ، اسے ہیچ سمجھا ہے، اسے ہر سربلندی کے حق سے محروم رکھا ہے"——

"اور آپ کے ہاں؟"

"ہمارے مذہب نے عورت کو وہ تمام حقوق دیے ہیں جو مرد کو حاصل ہیں، ہمارے ہاں مرد جس طرح طلاق دے سکتا ہے، اسی طرح عورت طلاق لے بھی سکتی ہے، جس طرح مرد اپنی جائداد اور املاک کا مالک ہے، اسی طرح عورت اپنی جائداد اور املاک کی مالک ہے، مرد کے ترکہ میں عورت کا حصہ رکھا ہے، عورت کے ترکہ میں مرد کا حصہ رکھا ہے، آپ کے ہاں، شوہر اپنی بیوی کا مالک ہوتا ہے، ہمارے ہاں رفیق زندگی، آپ کے ہاں عورت شوہر کی چاکری پر مجبور ہے، ہمارے ہاں، شوہر عورت سے کوئی کام زبردستی نہیں لے سکتا، پھر بھی آپ یہ کہیں گی کہ ہم عورت پر ظلم کرتے ہیں؟"

"ہرگز نہیں کہوں گی بشرطیکہ آپ سچ بول رہے ہوں"!"

"ہمارے ہاں کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں ہے، ہماری سب سے بڑی کتاب قرآن مجید ہے، یہ خدا کا کلام ہے، اس کا مطالعہ کیجئے، آپ تصدیق پر مجبور ہو جائیں گی، محسوس کریں گی کہ میں نے ایک بات بھی غلط نہیں کہی ہے"!"

اور رچرڈ کے لشکر نظر آرہے تھے، گو رات ہوچکی تھی، لیکن دونوں لشکروں میں زندگی کی رونق اور گہما گہمی صاف نظر آرہی تھی"!

اور اس رونق اور گہما گہمی میں کیسے کیسے طوفان پوشیدہ تھے، اور ان طوفانوں کی سربہ فلک لہریں کس طرح عنقریب اٹھ کر ایک دنیا کو تہ و بالا کرنے والی تھیں، اس کا حال کسی کو معلوم نہ تھا"!

کم از کم ان دونوں میں سے کسی کو نہیں"!

# شب بخیر

جین نے کہا، یہاں سے ہمارا راستہ جدا ہوتا ہے'!

مسلمان سپاہی گویا ہوا، "کاش ایسا نہ ہوتا'!"

وہ ہنسنے لگی، "یہ تو ان ہونی سی بات ہے'!"

وہ بولا، "یہ نہ کہئے، کیا دو جدا راستے، کسی جگہ پہنچ کر ایک نہیں ہو جاتے؟ بے شک اس وقت میرا راستہ اور، آپ کا اور، لیکن بہت ممکن ہے کہ کوئی وقت ایسا بھی آجائے کہ دوئی ختم ہو جائے، اور ہمارے راستے ایک ہو جائیں، منزل ایک ہو جائے، ——— اس دنیا میں ناممکن، تو کچھ بھی نہیں ہے'!"

جیسے دفعتہً جین کو کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی، اس نے کہا، معاف کیجئے جس بات کے لیے یہ مباحثہ شروع ہوا تھا وہ تو رہ ہی گئی'!

"وہ کون سی بات ہے؟ ——— کہہ دیجئے اسے بھی'!"

" وہ بات ہے، ایک ہی وقت میں کئی بیویاں رکھنے کا رواج، ———
کیا یہ عورت کی توہین نہیں ہے؟" کیا اس سے بڑھ کر بھی عورت پر کوئی ظلم ہو سکتا ہے؟"

"مجھے آپ کی رائے سے اتفاق نہیں ہے"!"

"لیکن کیا یہ دلیل ہے؟ ———— کیا آپ اپنے ہاں کے اس رواج

کی تائید میں کوئی دلیل نہیں رکھتے؟"

"کیوں نہیں رکھتا"!"

"تو پھر ٹال کیوں رہے ہیں بتایئے؟

"اوّل تو، یہ کوئی حکم نہیں ہے کہ ہر مرد، کئی عورتوں سے شادی کرے، دو

عقدِ ثانی کے لیے لازمی شرط عدل ہے، اور اگر عدل نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو تو ممانعت

ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عقدِ ثانی، خاص حالات ہی میں روا ہے"!"

"خاص حالات سے آپ کا مطلب؟"

"مثلاً پہلی شادی کو عرصہ گزر چکا ہے، مگر اولاد نہیں ہوتی، ایسی صورت میں

دوسری شادی کی جا سکتی ہے، یا بیوی بیمار رہتی ہے، کھانا نہیں پکا سکتی، گھر

نہیں سنبھال سکتی، شوہر کی دیکھ بھال نہیں کر سکتی، اس صورت میں دوسری شادی

کی جا سکتی ہے"!"

"دوسری شادی کیوں کی جا سکتی ہے؟ طلاق کیوں نہیں دی جا سکتی"!

"یعنی آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر کسی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہے

تو پہلی بیوی کو طلاق دے دے؟"

"جی ہاں میرا مطلب یہی ہے"!

"تعجب ہے عورت ہو کر آپ ایسے خیالات رکھتی ہیں"!"

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟"

"طلاق دے دینا اچھا ہے، یا پہلی بیوی کو اسی اعزاز و احترام، اور

منزلت کے ساتھ رکھنا جو دوسری شادی سے پہلے اسے حاصل تھا؟"

"دیکھیے دوسری بیوی کی موجودگی میں پہلی بیوی خوش رہ سکتی ہے کسی طرح؟"

"کیوں نہیں رہ سکتی؟ کیا وہ صرف طلاق ہی سے خوش رہ سکتی ہے؟" آخر طلاق کو آپ نے نسخۂ کیمیا کیوں سمجھ لیا ہے؟"

"اس لیے کہ آخری علاج یہی ہے!"

"ٹھیک کہا آپ نے، طلاق آخری علاج بے شک ہے، لیکن تنہا علاج نہیں ہے!"

"ہے، —— کیوں نہیں ہے؟"

"فرض کیجیے، ایک شوہر، پہلی شادی کے پندرہ سال بعد، کسی مجبوری کے باعث دوسری شادی کر رہا ہے، آپ کی رائے کے مطابق اسے پہلی بیوی کو طلاق دے دینی چاہیے؟"

"ہاں میری رائے میں تو یہ ضروری ہے!"

"لیکن یہ تو سوچیے اب پہلی بیوی کرے گی کیا؟"

"کیا مطلب ہے آپ کا اس سوال سے؟"

"کیا اب وہ شادی کر سکتی ہے؟ کیا اب کوئی مرد اس سے شادی کرنے پر راضی ہوگا؟"

"کیوں نہیں ہوگا؟"

"آپ بات بھول جاتی ہیں، ابھی میں کہہ چکا ہوں، دوسری شادی اس وقت کی جاتی ہے، جب کوئی اور چارۂ کار باقی نہ رہے، مثلاً بیوی بانجھ ہو یا بیمار ہو، یا ایسا ہی کوئی اور سبب ہو، تو کیا بانجھ عورت سے کوئی شادی کرلے گا؟ کیا بیمار عورت کو، خوشی خوشی، کوئی شخص رفیق حیات بنالے گا؟ —— بتایئے ایسی عورت طلاق کے بعد سماج میں کس طرح کھپ سکتی ہے؟ لیکن اگر اسے طلاق نہ دی جائے اس کا اعزاز و اکرام قائم رکھا جائے، جو دوسری بیوی کو ملے وہی اسے بھی ملے، جو

وہ کھائے وہی یہ کھائے جو وہ پہنے وہی یہ پہنے، جتنا روپیہ اسے دیا جائے، اتنا ہی اسے بھی ملے، تو کیا خود اس کے لیے یہ صورت طلاق سے بہتر نہیں ہے؟ کیا کوئی عورت ایسی صورت میں طلاق کو پسند کرے گی؟

"آپ نے تو بات کا رُخ بالکل ہی بدل دیا!"

"ممکن ہے مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہو، لیکن یہ تو بتائیے ایسی صورت میں خود عورت کے لیے کیا مناسب ہوگا؟ ——— آپ ایک شریف، اور نیک شوہر کی بیوی ہیں، ———

"جی نہیں، (ہنستے ہوئے) میں کسی کی بیوی نہیں ہوں"؟"

میں آپ کو نہیں کہتا، میرا مطلب یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ آپ ایک شوہر کی بیوی ہیں اور طبیب کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ بانجھ ہیں، یا آپ کو ایسی بیماری لاحق ہے جو اچھی نہیں ہو سکتی اب باقی زندگی گزارنے کے لیے آپ کیا کریں گی؟ آپ کے لیے یہ امر پسندیدہ ہوگا کہ شوہر سے طلاق لے لیں اور ویران زندگی بسر کریں یا یہ کہ شوہر کو دوسری شادی کی اجازت دے دیں، اور خود ان تمام حقوق سے بہرہ ور ہوتی رہیں، جن سے اب تک بہرہ ور ہوتی آئی ہیں"؟"

"آخر آپ مجھ سے کیا کہلانا چاہتے ہیں؟"

کچھ بھی نہیں، ——— وہی کہیے جو آپ کہنا چاہتی ہیں، میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں"!"

"اس صورت میں جو آپ نے پیش کی ہے میں طلاق کو پسند نہیں کروں گی"

"یعنی شوہر کو دوسری شادی کی اجازت دے دیں گی؟"

ایسا ہی سمجھئے"!"

"ٹھیک ہے، ——— مجھے آپ سے اسی جواب کی توقع تھی ———

لیکن اس جواب کے بعد آپ کو حق نہیں رہتا کہ ہمارے نقد و انذوداج کے مسئلے پر اعتراض کریں"! ——— بلکہ مان لیجیے کہ وہ ایک بہت اچھا اور بہتر حل ہے، ہماری خانگی پریشانیوں اور درماندگیوں کا ——— !"

"چلئے مان لیا"!"

شکریہ ——— میں نے آپ کا وقت بہت ضائع کیا، معافی چاہتا ہوں اب رات بھیگتی جارہی ہے، آپ کو اپنے لشکر میں جلد از جلد پہنچ جانا چاہیئے!" ——

—"میں اپنی پیش کش پر اب بھی قائم ہوں"!"

"پیش کش کیسی"!"

"یہی کہ آپ کو لشکر تک پہونچا آؤں جاکر"!"

"جی نہیں میں اتنی خود غرض نہیں ہوں" ——— شکریہ"!" ———

پہلے آپ جائیے، اور جب تک میری نظروں سے آپ اوجھل نہیں ہو جائیں گے میں یہیں اس جگہ کھڑی رہوں گی"!"

اس زحمت کی کیا ضرورت ہے" آپ تشریف لے چلیئے میں بھی جاتا ہوں"!"

"نہیں مجھے اپنے لوگوں پر اعتماد نہیں ہے، ممکن ہے طلایہ کے سپاہی آپ کو دیکھ لیں، وہ تو یہی سمجھیں گے کہ یہ مسلمان ہے، اور یقیناً جاسوسی کی نیت سے آیا ہوگا، پھر آپ کو نرغہ میں لے لیں، میں اپنے ماتھے پر کلنک کا یہ ٹیکہ نہیں لگانا چاہتی کہ میرے محسن کو میرے لشکر کے سپاہی پریشان کریں"!"

"آپ کے ان شریفانہ خیالات نے میرے دل میں آپ کی عزت اور زیادہ بڑھا دی، لیکن میں اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں، مطمئن رہیئے، مجھے کسی طرح گزند نہیں پہنچ سکتا"!"

"اچھا ایک کام کیجیے"!"

دوسرا آنکھوں پر تعمیل حکم کروں گا، فرمایئے"!"

میرا گھوڑا لیتے جایئے اپنے ساتھ، اس پر بیٹھ کر چلے جایئے، اگر کسی نے
کو دیکھ بھی لیا تو اس سمند بادپا کی گرد تک بھی کوئی نہیں پہنچ سکے گا"!"

" (ہنستے ہوئے) اچھی ترکیب بتائی آپ نے ـــــــــ دشمن کی
نہ پڑتی ہو تو پڑ جائے، پا پیادہ جاؤں گا تو رات کی تاریکی میں نکل ہی جاؤں گا
گھوڑا تو خدا کے فضل سے میرے پاس بھی ہے اور ایسا صبا رفتار کہ بس کیا کہ
ـــــــــ اس وقت اگر آپ کی پیش کش سے میں نے فائدہ اٹھایا، تو ضرور
کر لیا جاؤں گا، گھوڑے کی ٹاپ کی آواز سنتے ہی لوگ دوڑ پڑیں گے، "!" اور
یہ دیکھیں گے کہ سوار مسلمان ہے" اور گھوڑا ان کے لشکر کی ایک عالی مرتبہ خا
کا ہے، تو خون کے پیاسے ہو جائیں گے، ہو سکتا ہے آپ سے بھی بدگمان ہو جا

" میں کسی کی پروا نہیں کرتی، لیکن بات آپ نے ٹھیک کی، واقعی آپ ک
جانا چاہئے، بس تو پھر تشریف لے جایئے جب آپ حد نظر سے آگے نکل جا
گے تب میں بھی چل جاؤں گی، مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے، اور آپ خطرے میں
ہوتے ہیں"!"

مسلمان سپاہی نے کوئی جواب نہیں دیا، شب بخیر کہہ کر اپنی راہ ہو لیا،
جین اس وقت تک کھڑی رہی جب تک اس کا سایہ نظر آتا رہا، پھر
نے ایک ٹھنڈی سانس لی، اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اپنے لشکر کی ط
جو یہاں سے قریب تھا روانہ ہو گئی"۔

# رچرڈ اور جین

جین خوشی خوشی اپنے لشکر پہنچی، یہاں لوگ اس کی گم شدگی سے سخت پریشان تھے، رچرڈ تو دیوانہ ہو رہا تھا، متعدد دستے اس نے بہن کی تلاش میں مختلف اطراف و جوانب میں روانہ کر رکھے تھے، اسے جین سے غیر معمولی محبت تھی، جب تک وہ آ نہیں گئی، اس پر جنون کی کیفیت طاری رہی، جب وہ آئی، تو اس نے بڑھ کر اسے سینہ سے لگایا، اور پیشانی کو بوسہ دیا، اور بیقراری کے عالم میں پوچھا،

"تم کہاں رہ گئی تھیں؟ اتنی دیر کہاں لگی"!"

جین نے ساری رام کہانی از اول تا آخر سنا دی، اور کہنے لگی،

"بھائی جان، میں اس کے اس احسان کو زندگی بھر فراموش نہیں کرسکوں گی، وہ فرشتہ، غیب کی طرح عین وقت پر نہ پہنچ جاتا، تو اس وقت میری لاش آپ کے سامنے پڑی ہوتی، میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جان دے دوں گی"!"

یہ الفاظ سنکر رچرڈ لرز گیا اس نے کہا،

"خداوند یسوع مسیح کا شکر ادا کرتا ہوں کہ تم اس ابتلاء سے صحیح سلامت

رچرڈ نے پوچھا، "کیا کہہ رہا تھا؟"

جین نے بتایا، "وہ کہہ رہا تھا، ہم موت سے نہیں ڈرتے اس سے محبت کرتے ہیں، یعقوب کو اس نے للکارتے ہوئے کہا تھا، تم زندگی کے لیے مرتے ہو، ہم موت پر جان دیتے ہیں، ——— کیا یہ سچ ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

رچرڈ نے ضد میں گھورتے ہوئے جواب دیا، "ہاں میری بہن یہ سچ ہے، کم از کم مسلمانوں کی حد تک واقعی سچ ہے'!"

وہ روٹھتی ہوئی بولی، "بیسے مان لوں یہ سچ ہے؟ کیا ہم بہادر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے نائٹ جس بہادری سے لڑتے ہیں کوئی اور بھی لڑ سکتا ہے، اور آپ کی بہادری تو ضرب المثل ہے، لوگوں نے آپ کا نام ہی "شیر دل" رکھ دیا ہے'!"

رچرڈ ہنسنے لگا، اور بولا، "ہاں ہم بہادر ہیں، لیکن اگر شکست سامنے دیکھیں تو بھاگ بھی سکتے ہیں، ہمارے نائٹ واقعی بہادری میں اپنا جواب نہیں رکھتے، لیکن ان کی تعداد ہی کتنی ہے، "مٹھی بھر" اور ان کی بہادری بعض اوقات وبال جان بن جاتی ہے، میدان سے بھاگ کر معمولی گاجر کی طرح کٹنے لگتے ہیں اور یہ منظر دیکھ کر دوسرے سپاہی اس آئینہ میں اپنا انجام دیکھ لیتے ہیں اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں، یہ تم نے سچ کہا کہ لوگ مجھے شیر دل کہتے ہیں، اپنے دل میں واقعی میں نے کبھی ہراس دہشت کی کیفیت نہیں پائی، لیکن اس کے باوجود، اب میرے دل کی جو حالت ہے، نہ پوچھو'!"

جین بڑی توجہ سے رچرڈ کی باتیں سن رہی تھی، وہ خاموش ہوا تو کہنے لگی، "کیا حالت ہے آپ کے دل کی بھائی جان'!"

جذبات کے عالم میں رچرڈ نے جواب دیا، "مجھے اپنے وجود سے شرم آنے لگی ہے'!"

نکل آئیں، ــــــــــ رہ گئی سارہ، تو میں ہر قیمت پر اسے گرفتار کراؤں گا، اور ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا پر دہشت کی کیفیت طاری ہو جائے گی، یعقوب اور اس کے ساتھی بھی پکڑے آئیں گے، اور انہیں بھی ایسی سزا دی جائے گی، جو ساری یہودی قوم کے لیے تازیانۂ عبرت ثابت ہوگی،!!"

وہ مسکراتی ہوئی بولی، "ہاں بھائی جان میں بھی چاہتی ہوں، لیکن جس نے میری جان بچائی، میری آبرو بچائی، مجھے چشم زخم سے محفوظ رکھا، ــــــــــ کیا اس کے لیے آپ کے پاس کوئی الفاظ نہیں ہیں؟"

رچرڈ ہنسنے لگا، اس نے کہا، "اسے بھی، اگر اس کا نام اور پتہ معلوم ہو جائے تو مالا مال کر دوں گا، اتنا انعام دوں گا کہ اس کی سات پشتیں ممنونیت کے ساتھ میرا نام لیں گی، !"

وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی ہاں وہ اسی کا مستحق ہے، ــــــــــ لیکن بھائی جان مسلمان اتنے بہادر کیوں ہوتے ہیں؟"

رچرڈ نے زیر لب تبسم کے ساتھ پوچھا، "بتاؤ کیوں ہوتے ہیں؟"

وہ کہنے لگی، "جانتی ہوتی تو آپ سے کیوں پوچھتی؟"

رچرڈ نے پرخیال انداز میں کہا، "اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں، ان کی سیرت ہماری سیرت سے اچھی ہے، اقتدار انسانی کا جتنا لحاظ وہ کرتے ہیں، ہم نہیں کرتے<sup>؎</sup> یہی وجہ ہے کہ وہ جس خود اعتمادی کے حامل ہیں ہم اس سے محروم ہیں،!"

تائید کرتے ہوئے جین نے کہا، "یہ تو ٹھیک ہے لیکن وہ تو کچھ اور کہہ رہا تھا

---

؎ تقریباً ایسے ہی الفاظ لین پول نے اپنی کتاب "سلادین" (صلاح الدین) میں لکھے ہیں

پیکر استعجاب و حیرت بنکر جین نے سوال کیا،

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھائی جان ؟"

وہ بولا، "غلط نہیں کہتا، دیکھتی ہو، میرے پاس کتنا بڑا لشکر ہے، یہ لشک
یورپ کی جان ہے، پولینڈ، ہنگری، فرانس، جرمنی، اور دوسرے ممالک کے بادشاہ بھ
میری کمک کو موجود ہیں، یہ سب اپنے ساتھ بہترین اور منتخب ترین سپاہی لے کر آ
ہیں، ہماری فوج، کثرت اسلحہ، اور ساز و سامان جنگ کے اعتبار سے اپنا جواب نہیں
رکھتی، لیکن، ———

رچرڈ خاموش ہو گیا،

جین بھی خاموش ہو گئی، کچھ دیر کے بعد اس نے پوچھا،

"لیکن ہمیں فتح کیوں نہیں ہوتی ؟ ——— یہی نا بھائی جان ؟"

وہ کہنے لگا، "ہاں جین، ——— اسی فکر نے میری رات کا سکھ، اور دن کا
چین حرام کر رکھا ہے"!"

"ہو جائے گی، ——— فتح ہمیں کو ہو گی"!"

"خدا کرے ایسا ہی ہو، مگر اب تو میں مایوس ہوتا جا رہا ہوں"!"

"کیا آپ بھی مایوس ہو سکتے ہیں ؟ ——— آپ کے اگر یہ خیالات ہیں تو دوسر
سلاطین کے خیالات تو اور زیادہ پست ہوں گے" ؟"

"یقیناً ہیں"!"

"لیکن ایسا نہ ہونا چاہیے، اس طرح ہماری فوج کا حوصلہ ٹوٹ جائے گا"!"

"وہ ٹوٹ چکا ہے"!"

"یہ نہ کہیے بھائی جان"!"

"کیسے نہ کہوں ؟ ——— اپنی آنکھیں کس طرح بند کر دوں، جو کچھ

دیکھ رہا ہوں اسے کیونکر نہ دیکھوں؟"

"کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟ —— کس چیز نے آپ کو اتنا پریشان کر دیا ہے؟"

"مسلمان ہمارے مقابلہ میں ہر اعتبار سے لپست ہیں، ان کی سپاہ ہماری سپاہ سے کم، ان کے اسلحہ ہمارے اسلحہ کے مقابلہ میں کم بھی اور ناکارہ بھی، ان کا ساز و سامان جنگ ہے مقابلے میں، ہیچ، —— مگر ہو کیا رہا ہے؟"

قبل اس کے کہ جین جواب میں کچھ کہے، رچرڈ نے خود سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا،

"ہو کیا رہا ہے؟ —— بلکہ ہم ہار رہے ہیں، وہ جیت رہے ہیں، ہم پیچھے ہٹ رہے ہیں، وہ آگے بڑھ رہے ہیں، ہم میدان جنگ میں آتے ہوئے جھجکتے ہیں، اور ان کا آنے کے بعد، میدان جنگ سے واپس جانے کا جی نہیں چاہتا ہمارے سپاہی یاد وطن سے بے قرار ہو رہے ہیں، ان کے سپاہی، اپنے مذہب اور ملت پر قربان ہونے کا تہیہ کر چکے ہیں، ان حالات میں یہ جنگ کس طرح جیتی جا سکتی ہے؟"

باتیں بڑی وزنی تھیں جین قائل ہو گئی، پھر فکر مند لہجے میں بولی،

"تو پھر اب کیا ہوگا؟"

رچرڈ نے پرخیال انداز میں کہا،

"اب صرف تم ہی، اس معرکے کو سر کر سکتی ہو؟"

جین چونک پڑی، "میں؟ —— میں؟"

رچرڈ نے سکون کے ساتھ جواب دیا، "ہاں تم، —— صرف تم؟"

جین نے اور زیادہ متحیر ہو کر دریافت کیا،

"وہ کس طرح بھائی جان؟"

رچرڈ پہلے سے زیادہ خوشامد اور تملق کے ساتھ گویا ہوا،

" پہلے وعدہ کرو، تم وہ کرو گی جو انگلستان تم سے چاہتا ہے"؟ "

وہ اور زیادہ پریشان ہو کر بولی، " آخر کیا چاہتا ہے مجھ سے انگلستان؟ ———— کیا آپ کا خیال ہے میں اس کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ کر سکتی ہوں اگرچہ یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ یک بیک میری اہمیت اتنی زیادہ کیسے ہو گئی کہ اس جنگ کا انجام میرے اشارۂ چشم و ابرو پر منحصر ہو کر رہ گیا؟"

" یہ سب تمہیں معلوم ہو جائے گا بشرطیکہ وعدہ کرو کہ وطن کے لیے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرو گی ———— کرتی ہو وعدہ؟ "

وہ فیصلہ کن انداز میں یکسر جذبات کا پیکر بن کر بولی،

" کرتی ہوں ———— انگلستان کے لیے، اپنے ملک کے لیے، اپنی قوم کے لیے میں کیا نہیں کر سکتی ————؟ "

رچرڈ کا چہرہ وفور مسرت سے گلنار ہو گیا، اس نے وفور مسرت سے بے تاب ہو کر کہا،

" کیا میں یقین کر لوں؟ جین جو کچھ میں نے سنا سچ ہے؟ " ———— کیا تم نے وعدہ کر لیا؟ "

جین نے اور زیادہ عزم محکم کے ساتھ جواب دیا،

" ہاں بھائی جان سچ ہے، انگلستان کا ہر باشندہ خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنے وطن کے لیے کیا کچھ نہیں کر سکتا؟ آپ حکم دے کر اشارہ کرکے تو دیکھیے ———— تو ذرا چھیڑ تو دے تشنۂ مضراب ہے ساز! "

رچرڈ نے فخر کی نظروں سے بہن کو دیکھا، پھر گویا ہوا،

" نہیں عادل سے شادی کرنی پڑے تو؟! "

جین کی تیوریاں چڑھ گئیں، اس نے پوچھا،

"یہ کون شخص ہے؟"

رچرڈ نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا،

"یہ صلاح الدین کا بھائی ہے!"

جین نے طنز کیا، "یہ لڑائی کی کونسی قسم ہے میں نہیں سمجھ سکی!"

رچرڈ نے پریشان نظروں سے بہن کی طرف دیکھا اور پوچھا، "کیا اس قدر جلد تم اپنے عہد سے، وعدہ سے پھر جاؤ گی؟ کیا اس قدر جلد میری امیدوں، اور آرزوؤں کو توڑ دو گی؟" ——— جین کم از کم تم سے تو میں یہ توقع نہیں کرتا تھا،

جین نے اضطراب اور آشفتہ دماغی کے عالم میں کہا،

"میں اپنے وعدہ پر اب بھی قائم ہوں، میں اپنے وطن کے لیے جان تک دے سکتی ہوں، لیکن صلاح الدین کے بھائی سے شادی کرنا، اس جنگ کے انجام اور فائدہ سے کیا تعلق رکھتا ہے یہ تو آپ نے بتایا نہیں؟"

رچرڈ نے بتایا، "ہم نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، لیکن بیت المقدس صلاح الدین سے نہ چھین سکے، ہم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، لیکن صلاح الدین کو شکست نہیں دے سکے، جو کچھ میرے امکان میں تھا، سب کچھ کر گزرے، لیکن صلاح الدین کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش نہیں پیدا ہو سکی، ہم نے نخوت اور تہدید سے بھی کام لینے کی کوشش کی، شہر ویران کرائے، قلعے منہدم کرائے، جو ہزار ہا ہزار مسلمانوں کو ہم نے مختلف مواقع پر جنگی قیدی بنایا، انہیں نہایت بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا، لیکن صلاح الدین نہ مرعوب ہوا نہ دہشت زدہ! ——— کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم کبھی اور کسی قیمت پر بھی

صلاح الدین کو شکست نہیں دے سکتے؟"

وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی، "ہاں ان حالات میں تو واقعی مسلمانوں کو شکست دینا بہت مشکل ہے،!"

"ذرا سوچو تو سہی، اگر ہم انگلستان واپس گئے، اور وہاں کے لوگوں کو ہم نے بتایا کہ اپنے ہزار ہا ہزار آدمی کٹوا دیئے، کروڑوں روپیہ صرف کر دیئے، "عشر صلاح الدین" کے نام سے جبری رقمیں وصول کرنے، اپنے ہم مذہبوں اور یہودیوں سے اندھا دھند رقمی امداد وصول کرنے، دور و دراز مسافت طے کرنے اور سال ہا سال تک جنگ لڑنے کے باوجود، نہ صلاح الدین کو شکست دی، نہ بیت المقدس پر قبضہ اور تسلط حاصل کیا ۔۔۔۔۔۔ جیسے گئے تھے ویسے ہی ہر پھر کے آ گئے، تو کیا اثر ہوگا اس کا ہمارے عوام پر؟"

"مایوسی، بددلی، صدمہ، غم،!"

"یہی نہیں، اشتعال بھی، برہمی بھی، غصہ بھی، نفرت بھی، حقارت بھی،!"

"ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے، ایسا ہونا غیر ممکن تو نہیں،!"

"میری بہن یہی ہوگا، اور جانتی ہو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟"

"یہ تو میں نہیں جانتی ہاں یہ ضرور کہہ سکتی ہوں کہ عوام میں اگر حکمران کے خلاف، بددلی، مایوسی، برہمی، اور بیزاری پیدا ہو جائے تو یہ اچھا شگون نہیں ہوتا!"

"جو کچھ تم نہیں بتا سکیں میں بتاتا ہوں،!"

"وہ حیرت سے بھائی کی طرف دیکھ کر، بتایئے،!"

"اس صورت احوال کا نتیجہ اور انجام یہ ہوگا کہ بغاوت ہو جائے گی،"

"زیادہ پریشان ہو کر، بغاوت؟"

"ہاں، بغاوت ——— تمہارے بھائی کے خلاف، شہنشاہ انگلستان رچرڈ کے خلاف بغاوت، رچرڈ شیر دل کے خلاف بغاوت"!

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کسی طرح بھی"!

"اس اعتماد اور حسن ظن کا سبب؟"

"انگلستان کے عوام اپنے بادشاہ پر جان چھڑکتے ہیں، وہ اس کے انتہائی وفادار ہیں وہ اس کے خلاف، سازش نہیں کر سکتے، اس کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتے، کسی طرح، اور کسی قیمت پر بھی اس کے خلاف بغاوت نہیں کر سکتے"!

"افسوس اس حسن ظن کی جڑ نہایت کھوکھلی ہے"!

"یہ کیسے؟"

"یہ تو سچ ہے کہ انگلستان کے لوگ اپنے شہنشاہ پر یعنی مجھ پر جان چھڑکتے ہیں میرے انتہائی وفادار ہیں، لیکن جانتی ہو کیوں؟ ——— کیا وجہ ہے کہ وہ مجھ پر جان چھڑکتے اور مجھ سے وفاداری کا اظہار کرتے رہتے ہیں؟"

"وجہ؟ ——— اپنے بادشاہ سے پشتینی اور موروثی عقیدت"!

"نہیں، ——— عقیدت بے بنیاد نہیں ہوتی، وہ لوگ مجھ سے اس لئے محبت کرتے اور جان دیتے ہیں کہ میں ان کے قومی اور ملی جذبات کا مظہر ہوں، میرے بارے میں انہیں یقین ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہوں، انہیں یہ خوش فہمی ہے کہ مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا، وہ اس غلط خیال میں مبتلا ہیں کہ میں ہر معرکہ سر کر سکتا ہوں، ———

"ٹھیک، ——— لیکن کیا واقعہ نہیں ہے؟"

"اب تک تھا، مگر اب نہیں رہے گا، اور جب نہیں رہے گا، تو عقیدت بھی کافور ہو جائے گی، جاں نثاری کا جذبہ بھی ختم ہو جائے گا"!

# قربانی کا مطالبہ

کچھ دیر تک جین خاموش رہی پھر اس نے کہا، "آپ کا یہ اندیشہ بے بنیاد تو نہیں ہے؟"

رچرڈ نے بہت زیادہ خوشامدانہ لہجے میں کہا، "پھر تم ہی سوچو کیا منہ دکھاؤں گا میں اہل انگلستان کو؟"

وہ کچھ اضطراب اور کچھ پریشانی کے عالم میں بولی،

"لیکن بھائی جان آپ کی تجویز، صورت احوال کو کس طرح بدل دے گی، بلکہ اس کا اور زیادہ برا اثر نہیں پڑے گا؟"

"برا اثر؟ ——— یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟"

"ایک طرف تو وطن کے لوگوں کو یہ معلوم ہو گا کہ آپ صلاح الدین کو شکست نہیں دے سکے، آپ بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے واپس نہیں لے سکے، پھر دوسری طرف جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ آپ اپنی بہن کو بھی، ناقابل تسخیر دشمن کو تحفہ کے طور پر دے آئے تو ان کے غیظ و غضب اور اشتعال کا کیا عالم ہو گا؟ کیا آپ اس کا مقابلہ کر سکیں گے؟ ——— کیا کسی احمق نے آپ کو یہ

"ہو سکتا ہے"!"

"صرف یہی نہیں بلکہ وہ اپنے نکمے بادشاہ سے نفرت کرنے لگیں گے، وہ سوچیں گے اور بجا طور پر سوچیں گے کہ اس بادشاہ نے ہمارے بھائی بندوں کو مولی گاجر کی طرح جنگ کے میدان میں کٹوا دیا، ہمارا کروڑوں روپیہ ضائع کر دیا، مگر ہمارے واسطے لایا کیا؟ ——— شکست کا تحفہ!"

———

"کیوں جین میں غلط تو نہیں کہتا؟"

## قربانی کا مطالبہ

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آئی اب تک"!"

"میں سمجھائے دیتا ہوں، ——— میری شرط جانتی ہو کیا ہوگی صلاح الدین عادل
کے ساتھ ؟"

"میں نہیں جانتی"!"

"میری شرط یہ ہوگی کہ تم اور عادل مشترک طور پر بیت المقدس کے حکمران بن جاؤ،
مسلمانوں اور عیسائیوں کو یکساں وہاں آنے اور عبادت کرنے کی آزادی ہو، اور اگر بیت المقدس
کے دروازے عیسائیوں کے لیے کھل جاتے ہیں، تو یہی ہماری فتح ہے، ———
یہ جنگ کئی صدیوں سے کیوں جاری ہے؟ اس لیے کہ عیسائیوں پر وہاں
زیادتی ہوتی ہے، وہ اپنے شعائر مذہبی ادا کرنے میں آزاد نہیں ہیں، وہاں کی حکومت
مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، لیکن اگر جین وہاں کی ملکہ بن جاتی ہے، تو کیا پھر عیسائیوں کو
کسی طرح کی شکایت باقی رہ جائے گی؟"

"لیکن اس کی کیا ذمہ داری ہے کہ آپ کی یہ شرط قبول کر لی جائے گی؟"

"مجھے یقین ہے قبول کر لی جائے گی"؟"

"صرف حسن ظن یا کوئی دلیل بھی"؟"

"(ہنستے ہوئے) دونوں باتیں ہیں، ——— ایک سبب تو یہ ہے کہ
صلاح الدین بھی لڑتے لڑتے تھک گیا ہے، لہٰذا ایک شخص آخر کب تک سارے
یورپ کی افواج سے لڑتا رہے گا؟ دوسرا سبب یہ ہے کہ صلاح الدین کے لیے اس
سے بڑھ کر فخر کی کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ اس کا بھائی رچرڈ کی بہن کا شوہر بن جائے،

---

یہ شرط لین پول، اور فرانسیسی مورخ میچاڈ، نیز یورپ، اور عالم اسلام کے عموماً تمام
مورخین نے انہی الفاظ میں بیان کی ہے

مشورہ دیا ہے ؟!"

رچرڈ کھلکھلا کر ہنس پڑا، اس نے کہا

"جس احمق نے مجھے یہ مشورہ دیا ہے' وہ میں خود ہوں، ابھی میں نے ا
اس ارادہ کا کسی سے ذکر نہیں کیا ہے نہ اس وقت تک کروں گا، جب تک تمہا
منظوری مجھے نہ حاصل ہو جائے، ——— لیکن میری عزیز بہن' اہلِ انگل
کو اگر کسی طرح راضی اور مطمئن کیا جا سکتا ہے تو صرف اسی طرح کہ تمہاری شادی
سے ہو جائے' ؟!"

وہ پریشانی کے عالم میں پہلو بدلتی ہوئی گویا ہوئی،

"لیکن بھائی جان وہ کس طرح ؟ ——— کیونکر ؟"

"اچھا کیا تم نے یہ سوال کر لیا، جواب میرے پاس موجود ہے' !"

"میں سننا چاہتی ہوں جب تک میں خود مطمئن نہ جاؤں کس طرح ایک ایسی
قبول کر لوں' جو کبھی میرے وہم و تصور میں بھی نہ آئی تھی! ——— ذرا غو
کیجیے' مسلمانوں سے نفرت کرنا - - - میں نے گہوارے سے سیکھا ہے ا
کا فر بے دین، ظالم اور سفاک ہمیشہ سے سمجھتی آئی ہوں، میرے دل میں مسلمانو
کوئی جگہ نہیں ہے، پھر دفعۃً اگر مجھ سے فرمائش کی جائے کہ ایک مسلمان کو ا
رفیق حیات بنا لو، تو خود ہی سوچیے کیا حالت ہوگی میرے دل کی' ؟"

رچرڈ نے سوچا، یہ تو جیتی ہوئی بازی ہری جاتی ہے، بنا ہوا کام بگڑ
ہے، اس نے پہلے سے زیادہ تملق کے ساتھ کہا،

"سچ کہا تم نے جین' !" ——— اور اسی لیے میں نے کہا تھ
وطن کے لیے قربانی کرو، تم نہیں سمجھتیں یہ واقعی ہماری شکست کو فتح
تبدیل کر دے گا' !"

تیسرا سبب یہ ہے کہ جین کو پاکر، عادل دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جائے گا۔ جین
صرف اپنے ملک کی رسمی طور پر ملکہ نہیں ہوگی، بلکہ اپنے شوہر کی اقلیم قلب کی بھی ملکہ ہوگی
ـــــ مجھے کامل یقین ہے، یہ شرط سر آنکھوں پر صلاح الدین قبول کرے گا،!"

جین نے کوئی جواب نہیں دیا خاموش ہوگئی،

کچھ دیر تک رچرڈ انتظار کرتا رہا کہ وہ کچھ بولے، کچھ کہے، لیکن جب نہ وہ منہ
سے بولی، نہ سر سے کھیلی تو رچرڈ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا،

"خاموش کیوں ہوگئیں جین؟ ـــــ جواب دو، میں تمہارا فیصلہ سننا چاہتا
ہوں" ـــــ ابھی اور اسی وقت،!"

"آخر آپ کو اتنی جلدی کیوں ہے؟"

"ابھی تمہیں رخصت کرکے میں یہاں سے پچاس میل کے فاصلے پر، ایک مقام
عمان ہے، وہاں جا رہا ہوں،!"

"اس وقت؟ ـــــ اتنی رات گئے؟"

"ہاں مجھے ابھی اور اسی وقت جانا ہے، میں اپنی نقل و حرکت کو پوشیدہ رکھنا
چاہتا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ صلاح کے کان میں اس کی بھنک بھی پڑے کہ میں لشکر
میں نہیں ہوں، وہ ایک موقع پرست آدمی ہے، فوراً چڑھ دوڑے گا،!"

"لیکن کہاں جا رہے ہیں آپ؟"

"میں ہی نہیں جملہ سلاطین یورپ وہاں مجتمع ہو رہے ہیں،!"

"شاید کوئی کانفرنس ہو رہی ہے وہاں؟"

"ہاں، ـــــ بڑی اہم اور خفیہ کانفرنس، ـــــ بے شک
ہم صلاح الدین سے صلح چاہتے ہیں، اور جہاں تک میرا تعلق ہے، صلح کے لیے
میں اس حد تک جانے کو تیار ہوں کہ اپنی بہن اس کے بھائی سے بیاہ دوں، لیکن

دانش اور تدبر کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر پہلو پیش نظر رکھا جائے، جنگی تدبیروں سے بھی ہمیں غافل نہ رہنا چاہیے، اگر صلح نہ ہوئی، تو بہر حال جنگ جاری رکھنا پڑے گی، !"

وہ پہلو بدلتی ہوئی فیصلہ کن انداز میں گویا ہوئی،

"بھائی جان آپ نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا، ایک مرتبہ پھر اپنے الفاظ کا اعادہ کرتی ہوں، اور آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ وطن عزیز کی حرمت اور عزت کے لیے میں بڑی سے بڑی قربانی بھی کر سکتی ہے، اور ضرورت ہوئی تو کر بھی گزرے گی، لیکن ——"

رچرڈ نے اشتیاق اور اضطراب کے ساتھ پوچھا، "لیکن کیا؟"

وہ بولی، "یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا دوٹوک فیصلہ آن کی آن میں یہیں بیٹھے بیٹھے کر دیا جائے، !"

اور زیادہ حیران و پریشان ہو کر رچرڈ نے کہا، "پھر؟"

وہ کہنے لگی، "مجھے کچھ مہلت دیجیے، غور کرنے اور فیصلہ کرنے کا وقت دیجیے آپ بیر عمان کی کانفرنس میں شرکت کر کے واپس آجائیے، امید ہے اس وقت میں فیصلہ کن حد تک کسی نتیجہ پر پہنچ چکی ہوں گی، !"

# اے میرے خیال تو کہاں گیا

بھائی کے پاس سے واپس آ کر وہ بستر پر لیٹ گئی، رات کافی گزر چکی تھی، معمول کے مطابق بستر پر لیٹتے ہی سو جانا چاہیے تھا، لیکن نیند کا کہیں کوسوں پتہ نہ تھا، اب تک اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا، مگر بھوک بھی غائب ہو چکی تھی، رچرڈ نے شادی کی تجویز پیش کر کے اسے سخت اضطراب میں مبتلا کر دیا تھا، !

وہ بستر پر دراز تھی کہ اس کی پیش خدمت ایلیں دبے پاؤں حاضر ہوئی اور ادب سے سینہ پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی،

کچھ دیر تک تو جینی نے توجہ بھی نہ کی، پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا، اور پوچھا،

"کیوں کھڑی ہو ایلیں، !"

وہ سر جھکا کر سراپا ادب و تعظیم بن کر گویا ہوئی،

"ملکہ عالیہ نے اب تک خاصہ (کھانا) نہیں نوش فرمایا، !"

ذرا سے ذرا مسکرائی پھر کہنے لگی، "ہم آج کھانا نہیں کھائیں گے ایلیں، تم لوگ کھا لو، !"

یہ سنکر ایلیں کو خوشی تو ہوئی کیونکہ اتنی رات گئے اسے کھانا کھلانا، پھر قہوہ

پھر داستاں سرائی کرنا کوئی دلچسپ مشغلہ نہ تھا، لیکن ظاہری طور پر پوچھا،

"سرکار تھوڑا سا ہی، لیکن کچھ کھا لیجیے، !"

جین اس وقت عالم خیال میں نہ جانے کہاں کہاں کی سیر کر رہی تھی، یہ مداخلت اسے ناگوار گزری، تکیے پر رکھا ہوا سر ذرا اونچا کیا پھر تیوری چڑھا کر پوچھا،

"کیوں کھاؤں؟"

اس انداز میں یہ سوال سنکر وہ سٹ پٹا گئی، لیکن حواس درست کر کے بولی،

"بزرگوں کا تو قول ہے کہ رات کو فاقہ نہیں کرنا چاہیے، اس سے صحت پر خراب اثر پڑتا ہے، !"

اس نے سر پھر تکیہ پر رکھ لیا، زیر لب تبسم کے ساتھ گویا ہوئی،

"اور بھوک نہ ہو تو بھی رات کو کھا لینا بزرگوں کی خوش خوری کا سبب ہے؟ اس سے صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے؟"

آج جین کس طرح کی باتیں کر رہی تھی؟

ایسا رویہ تو اس نے کبھی نہیں اختیار کیا تھا،

ایلیس یہی سوچ رہی تھی کہ اس کے کانوں میں جین کی آواز گونجی، وہ کہہ رہی تھی،

"میری طبیعت کسلمند ہے، پریشان نہ کرو، ذرا بھی بھوک نہیں ہے، تم لوگ کھا لو جاکر، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، !"

ایلیس نے پھر کچھ نہیں کہا چپ چاپ چلی گئی،

اور اس کے جانے کے بعد جین پھر عالم خیال میں پہنچ گئی، !

ریچرڈ نے جو تجویز پیش کی تھی، وہ ناقابل عمل کسی طرح بھی نہیں تھی ہر اعتبار سے شاندار تھی، صلاح الدین دنیا کا مانا ہوا بادشاہ تھا اس کے دبدبے اور طنطنہ سے

بڑے بڑوں کا زہرہ آب ہوتا تھا، اس کی دھاک سارے یورپ پر بیٹھی ہوئی تھی، اس کی بڑائی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ سارا یورپ امنڈ آیا، لیکن اسے شکست نہ دے سکا، بھلا ایسے شخص کے برادر بجان برابر سے شادی باعث ناقابل قبول ہو سکتی تھی،

اور یہ بھائی بھی کوئی معمولی شخص نہیں ہے، عام طور پر بادشاہوں اور سلطانوں کے اہل خاندان نکمے ہوتے ہیں، لیکن اس عادل کے بارے میں تو مشہور ہے کہ شجاعت و دلیری میں یکتا ہے، فنون جنگ میں غیر معمولی مہارت رکھتا ہے، جس معرکہ میں شریک ہوا اسے سر کرکے آیا، اس کی خوب صورتی اور خوب روئی کے چرچے بھی عام ہیں، اس وقت بھی بڑی حد تک زمام سلطنت اس کے ہاتھ میں ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے سلطان ذرا مداخلت نہیں کرتے اور افواہ تو یہ بھی ہے کہ سلطان نے جو وصیت نامہ تحریر کیا ہے اس میں تاکید کی ہے کہ اسی کو بادشاہ بنایا جائے،

گویا، بیت المقدس کی بادشاہت اب ملتی ہے، اور سلطان کے بعد، مصر، شام، لبنان، موصل عراق پورے مشرق اوسطی فرماں روائی عادل کو حاصل ہو جائے گی، رقبے، آبادی، اور دولت کے لحاظ سے یہ مملکت، انگلستان سے زیادہ ہی ہوگی، کم کسی درجہ میں بھی نہ ہوگی،

کیا ایسے شخص کو ٹھکرا دیا جا سکتا ہے؟

کیا ایسے شخص کی رفیقۂ حیات بنا دینا کسی شہزادی کے لیے بھی باعث فخر و ناز نہیں ہے؟

پھر کیا میں یہ دعوت قبول کر لوں؟

اور یہ دعوت صرف میرے مستقبل ہی پر اثر انداز نہیں ہوتی، اس کا اثر سارے یورپ پر پڑے گا، سارا انگلستان اس سے متاثر ہوگا، رچرڈ کی زندگی اور

موت، عروج و زوال، اقتدار اور تخت حکومت سے محرومی' بہت سی چیزیں وابستہ ہیں اس رشتے سے'!

جب وطن کا تقاضا یہ ہے کہ یہ رشتہ قبول کر لوں' مذہب سے محبت کا اقتضا یہ ہے کہ عادل کو اپنی زندگی کا مالک بنا کر، صلیب و ہلال کی اس نہ ختم ہونے والی کشمکش کا خاتمہ کر دوں،

تاریخ میری خدمت میں خراج تحسین پیش کرے گی کہ میں نے عادل سے شادی کرکے اپنے ملک کی' اپنے بھائی کی بادشاہت کی سارے یورپ کے امن کو، عیسائیوں کو، بیت المقدس کو بچا لیا، ممکن ہے لوگ رچرڈ شیر دل کو فراموش کر دیں کچھ عرصہ کے بعد، لیکن ملکہ جین کو نہیں فراموش کر سکیں گے کہ اسی کی وجہ سے دنیا کی سب سے بڑی، ہولناک، اور خوں ریز جنگ امن اور صلح پر ختم ہوتی؟

کیا اس رشتے سے انکار کر کے اپنے ملک' اپنی قوم، اور اپنے مذہب کو مایوس کر دوں؟

---

# پاسِ وفا

"کیا اس رشتے سے انکار کر کے اپنے ملک، اپنی قوم، اور اپنے مذہب کو مایوس کر دوں؟"

یہ الفاظ بڑبڑاتی ہوئی جیلن اٹھ بیٹھی، اور پھر ٹہلنے لگی، اس نے اپنے آپ سے مخاطب کر کے کہا،

"اگر یہی بات رچرڈ نے ایک دن پہلے کہی ہوتی، تو میں ہرگز انکار نہ کرتی، ضرور قبول کر لیتی،

فخر اور مسرت کے ساتھ سلطان عادل کی رفیقۂ حیات بن جاتی، بیت المقدس کی ملکہ بن جاتی، مصر اور شام کی ملکہ بن جاتی، دنیا کے بہت سے بڑے اور مشرق کے سب سے بڑے بادشاہ کی جیون ساتھی بن جاتی،

لیکن کیا اب بھی ایسا کر سکتی ہوں؟

کیا اب بھی اس رشتے کو قبول کر لینا ممکن ہے؟

کیا اب بھی اس فخر کو حاصل کر لینا جو عادل کی ملکہ بننے کا نتیجہ ہوگا، ممکن ہے؟

میرا صاف، واضح، اور غیر مشتبہ جواب ہے "نہیں"!"

میں عادل کو ٹھکرا دوں گی، میں اپنے بھائی کی التجا کو ٹھکرا دوں گی،
مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ بیت المقدس پر عیسائیوں کا تسلط ہوتا ہے
یا نہیں،
مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ رچرڈ شیر دل کو فتح ہوتی ہے یا شکست،
مجھے اس بات کی بھی کوئی پروا نہیں کہ سلاطین فرنگ اس جنگ صلیبی میں سرخ رو
ہو کر واپس جاتے ہیں یا ناکام و نامراد ہو کر!
میرے اس انکار کا میری قوم پر، میرے ملک پر، میرے مذہب پر کیا اثر پڑے
گا،!
میں ان سب کو چھوڑ سکتی ہوں، ان سب سے قطع تعلق کر سکتی ہوں،
یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ عہد وفا توڑ دوں'!
دنیا کی کوئی طاقت مجھے بے وفائی پر مجبور نہیں کر سکتی'!
میں اپنے عشق کو رسوا نہیں کر سکتی'!
اگر میں نے اپنی محبت قربان کر دی، تو عاشقوں کی محفل میں کیا منہ دکھاؤں گی'!
میں محبت کرتی ہوں ——— اور یہ محبت دنیا کی ہر چیز سے مجھے عزیز ہے'!
مجھے اس شہسوار سے محبت ہے، جس کی رزم آرائی کے رونگٹے کھڑے کر دینے
والے مناظر میں نے اپنی آنکھوں سے میدان جنگ میں دیکھے تھے'!
اور پھر وہ شہسوار عین اس وقت جب میری زندگی خطرے میں تھی، میری آبرو
خطرے میں تھی فرشتہ رحمت بن کر پہنچ گیا، اس نے مجھے بچا لیا، اس نے دشمنوں سے
مجھے چھین لیا، وہ اگر چاہتا تو قیدی بنا کر مجھے اپنے ساتھ لے جاتا، لیکن اس نے مجھے
آزاد کر دیا!
میں اس سے محبت کرتی ہوں!

مجھے نہیں معلوم وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے یا نہیں، ، لیکن میں راہ وفا پر ثابت قدم رہوں گی، اس جادے سے ہٹ کر میرے قدم نہیں اٹھ سکتے، !

مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس کی شادی ہو چکی ہے یا نہیں، ——— اگر ہو گئی ہے تو بھی میری محبت غیر متزلزل رہے گی،

کہتے ہیں کہ مسلمان کئی کئی شادیاں کرتے ہیں، ممکن ہے اس کی بھی کئی بیویاں ہوں اس صورت میں بھی میری محبت کا چاند چمکتا رہے گا، !

ہو سکتا ہے وہ کسی دوشیزہ سے کسی عورت سے پیمان وفا باندھ چکا ہو، اور اپنی محبت میں ثابت قدم بھی ہو، اتنا ہی ثابت قدم ہو جتنی میں ہوں، لیکن ہوا کرے میری محبت نہ اس کی کوئی محبوبہ چھین سکتی ہے، نہ کوئی بیوی،

اس شہسوار پر میں سلطان عادل کو قربان کر دوں گی، رچرڈ کی آزادی قربان کر دوں گی، انگلستان کے تخت و تاج کو قربان کر دوں گی، یورپ کے مستقبل کو قربان کر دوں گی، اپنی قوم، اپنے ملک، اپنے مذہب کی سلامتی کو قربان کر دوں گی، دنیا کی ہر چیز قربان کر دوں گی، !

لیکن اسے قربان کر دوں یہ نہیں ہو سکتا، !

بر عمان کانفرنس سے واپسی پر شہنشاہ رچرڈ کا پہلا سوال یہ ہوگا،

"جین تم نے کیا فیصلہ کیا،

اور میں بغیر کسی تامل کے جواب دوں گی،

"افسوس میں آپ کی پیش کش نہیں قبول کر سکتی، میں عادل کو اپنا جیون ساتھی نہیں بنا سکتی، ! "

رچرڈ شیر دل کا غصہ، ! خدا کی پناہ، وہ بپھر جائے گا، برہم ہو جائے گا، اس کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگیں گے، وہ وفور غضب سے دیوانہ بن جائے گا، وہ سب کچھ

رگزرنے پر تیار ہوجائے گا، لیکن جبین کر اس کے راستے سے ہٹا دے ایسا نہیں

ریکے گا،،!

یں اس کی برہمی برداشت کر لوں، اگر وہ تشدد پر اتر آئے، تو تشدد بھی

سہ لوں گی، لیکن اپنے محبوب سے دستبردار ہو جاؤں، یہ نہیں کر سکتی،!

لیکن آہ، وہ محبوب، ——— میں اس کا نام بھی تو نہیں جانتی، اس

سے میری کوئی راہ و رسم بھی تو نہیں ہے، نہ ملنا جلنا، نہ خط و کتابت، نہ نامہ و پیام

کیا حشر ہوگا میری اس محبت کا،!

آہ —!

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے

کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے!

---

کئی جنگوں میں شریک ہوا تھا اور نمایاں کارنامے انجام دے چکا تھا، انگلستان کے جیالے اور بانکے ناکٹس میں اس کا شمار ہوتا تھا، رچرڈ اس کی عزت کرتا تھا، اور بہت محبت کا سلوک کیا کرتا تھا اس سے عام خیال یہ تھا کہ رابرٹ رچرڈ کا اتنا منظور نظر ہے کہ ایک روز جین سے اس کی شادی ضرور ہو جائے گی، جین بھی اس سے لطف و کرم کا برتاؤ کیا کرتی تھی، بلکہ بے تکلفی سے پیش آتی تھی، جین کے اس طرز عمل نے خود رابرٹ کے دل میں بھی یہ امید پیدا کر دی تھی کہ وہ بہت جلد شاہی خاندان کا رکن رکین بن جائے گا اب تک رچرڈ، جین یا رابرٹ کے منہ سے کوئی بات ایسی نہیں نکلی تھی جو اس عام امید کی تائید کرتی، لیکن تینوں کا ایک دوسرے کے ساتھ جو برتاؤ تھا، اور اس برتاؤ نے جو یگانگت پیدا کر دی تھی، اس کی بنا پر ظن غالب بھی تھا کہ اختتام جنگ کے بعد تلقاً جین اور رابرٹ ایک دوسرے کی زندگی کے مالک بن جائیں گے،

ان سواروں نے جو سب کے سب انگلستان کے بہترین خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے، جین سے عرض کیا، "کیا ہم آپ کے ساتھ چل سکتے ہیں؟"

اس نے تبسم کی بجلی گرائی اور کہا، "نہیں!"

اور پھر گھوڑے کو ایڑ لگائی اور سامنے جو لق و دق میدان نظر آرہا تھا اس طرف روانہ ہو گئی،

دوسرے شہسوار، بانکے اور ناکٹ خاموش تو ہو گئے، لیکن رابرٹ پر طنز کے تیر پھینکے بغیر نہ رہ سکے، ایک نے کہا،

"کیوں جناب رابرٹ آپ کس لیے منہ دیکھتے رہ گئے؟ —— جائیے شہزادی کے ساتھ تشریف لے جائیے، اس سے اچھا موقعہ حال دل کہنے اور سننے کا کب ملے گا؟"

دوسرے ساتھی نے کہا، "بھائی ہمارا جہاں تک تعلق ہے، ہم تو اس تبسم جاں نواز

# رابرٹ

ساری رات انہی فکروں میں بسر ہو گئی،

وہ ایک پل کے لیے بھی نہ سو سکی!!

ان چند گھنٹوں میں ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ مہینوں کی بیمار ہے!

صبح ہو چکی تھی لیکن ابھی تک سورج نہیں نکلا تھا، انٹیس اور دوسری خادمائیں اب تک محو خواب تھیں، چونکہ ان کی ملکہ دن چڑھنے کی عادی تھی، اس لیے وہ بھی دیر تک سوتی رہتی تھیں، البتہ لشکر میں زندگی کے آثار شروع ہو گئے۔ جین بستر سے اٹھی، کپڑے بدلے، سپاہیوں کا سا لباس زیب تن کیا، خیمہ سے برآمد ہو کر اصطبل کی طرف بڑھی، جہاں اس کا وفادار گھوڑا، اس کے انتظار میں چشم براہ تھا، اسے دیکھتے ہی وہ کنوتیاں بدلنے لگا، جین نے اسے تھپتھپایا، اس کے منہ پر محبت سے ہاتھ پھیرا، پھر ایک جست میں اس پر بیٹھ گئی،

اسے پا بہ رکاب دیکھ کر کئی سوار اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آگے بڑھے تاکہ اس کو اپنے جلو میں لے کر چلیں، انہی سواروں میں رابرٹ بھی تھا، یہ ایک لارڈ کا بیٹا تھا، ایک بہت بڑی جاگیر کا مالک، فنون سپہ گری سے غیر معمولی دلچسپی رکھتا تھا

بہ قانع ہیں جو شہزادی کی طرف سے ابھی ابھی ہمیں مل گیا،

ایک تجلی، ایک تبسم، ایک نگاہ بندہ نواز

اس سے زیادہ لے غم جاناں دل کی قیمت کیا کہئے

اور ہم نے تو دل کی قیمت، ایک تجلی، ایک تبسم، اور ایک نگاہ بندہ نواز کی صورت میں وصول کر لی، لیکن جناب رابرٹ صاحب آپ کو تو ہماری طرح قانع نہیں ہونا چاہئے''!

تیسرے ساتھی نے کہا، "کیوں انکار رہے ہو بیچارے کو، یہ شہزادی سے ڈرتا ہے، جیسے بکری شیر سے ڈرتی ہے" آ فریڈ شیر دل کی بہن ہے، کون اس کے سامنے ٹھہرنے کی جراءت کر سکتا ہے'!

رابرٹ نے جھلا کر کہا، "تو کیا میں نہیں جا سکتا شہزادی کے سامنے؟"
سب دوست بول اٹھے "اگر جا سکتے تھے تو گئے کیوں نہیں؟ یہاں کھڑے ہو؟"

رابرٹ نے بات بناتے ہوئے کہا، "میں تو اس لیے نہیں گیا، کہ شہزادی ہوا خوری کو نکلی ہیں کہیں ان کی یکسوئی میں فرق ڈالا جائے، ورنہ تم سب جانتے ہو ان کا برتاؤ میرے ساتھ کیا ہے'؟

ایک دوست نے فقرہ چست کیا، "ہاں بھئی خوب جانتے ہیں، اور اس وقت آنکھوں سے بھی دیکھ لیا——— خود چلی گئیں، اور تمہیں جھوٹوں بھی نہ پوچھا"!!

اس برجستہ فقرے پر سب بے ساختہ ہنس پڑے، رابرٹ کی تیوریاں چڑھ گئیں دفعۃً غضب سے اس کا چہرہ تمتما اٹھا، ایک مرتبہ برہمی اور حقارت کی نظر اس نے حاضرین پر ڈالی، پھر کس کے ایک چابک گھوڑے کے رسید کیا، اور جین کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا۔! ◆

# انکشاف

بہت جلد رابرٹ جینی کے قریب پہنچ گیا، جین نے لگام کھینچی گھوڑا رک گیا، رابرٹ نے بھی اپنا گھوڑا روک لیا، جین نے تیوری چڑھا کر خشک لہجے میں پوچھا،

"کیا بات ہے؟ ——— میرے پیچھے پیچھے کیوں چلے آرہے ہو؟"

رابرٹ سٹ پٹا گیا، آج تک شہزادی نے اس انداز میں گفتگو نہیں کی تھی، ہمیشہ اس سے مسکرا کر ملی تھی، اور لطف و کرم کی باتیں کرتی تھی، لیکن آج؟

اور پھر دفعتہً اس کے کانوں میں جین کی آواز گونجی، "آپ لوگوں نے جب ساتھ چلنے کو کہا تھا اس وقت میں نے کہہ دیا تھا کہ اکیلی جاؤں گی، پھر میرا تعاقب کرنے کا سبب؟"

رابرٹ نے اپنے پراگندہ حواس مجتمع کیے، اور جواب میں کہا،

"ہم ایک بہت بڑے دشمن سے برسرِ پیکار ہیں اس لیے شہزادی کا تنہا جانا مناسب نہیں ہے، کم از کم ایک جاں نثار کا ساتھ رہنا ضروری ہے!"

زہرخند کرتی ہوئی جین بولی، "اور وہ جاں نثار تم ہو؟ ——— مجھے

کسی جاں نثار کی ضرورت نہیں ہے"!"

رابرٹ کی جان سوکھ گئی، اب تک امیدوں، آرزوؤں، اور حسرتوں کے جو قلعے وہ بناتا چلا آرہا تھا، سب چشم زدن میں زمین پر آرہے، گویا ——— خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا، "پھر بھی اس نے وفور جذبات سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا،

"لیکن اس غلام کی جاں نثاری کی آپ ہمیشہ قدر کرتی رہیں آج کیا بات ہے ———"

اس سے آگے جین نے کچھ نہیں کہنے دیا، "تم غلط فہمی میں مبتلا ہو رابرٹ، میں نے کبھی تمہاری، یا کسی دوسرے کی جاں نثاری کی نہ قدر کی نہ محسوس کیا"!"

بے ساختہ رابرٹ کے منہ سے نکلا،

"محسوس بھی نہیں کیا شہزادی صاحبہ نے؟"

وہ اکڑ کر بولی، "نہیں، ——— میرے پاس ان واہیات اور فضول باتوں کو محسوس کرنے کا وقت نہیں ہے"!"

رابرٹ نے کڑے تیور سے کہا،

"تو پھر میں خودکشی کر لوں گا، جان دے دوں گا"!"

جین ہنسنے لگی، "خودکشی کر لوگے، جان دے دوگے ——— کیوں؟"

وہ بولا، "جی ہاں، یہ میرا قطعی اور اٹل فیصلہ ہے، ایسی زندگی سے کیا حاصل؟ ———"

جین پھر بیچ میں بول پڑی اس نے پوچھا،

"رابرٹ کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟"

یہ سوچے بغیر کہ اسے کیا جواب دینا چاہیے، بے ساختہ وہ کہہ اٹھا،

ہاں، میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اور یہ فخر مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا، میری

محبت کامیاب ہوتی ہے یا ناکام، میری قسمت میں محرومی لکھی ہے یا کامرانی، خدا کے سوا یا پھر آپ کے سوا کوئی نہیں جانتا، لیکن یہی بات کہنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا، آپ کا جواب کچھ بھی ہو، لیکن میں اعتراف محبت کرنے پر مجبور ہوں۔"

جیبن کے طرز عمل میں دفعتہً تبدیلی ہوگئی، کہاں تو ابھی چند سکنڈ پہلے اس کی پیشانی پر برہمی اور نفرت و حقارت کی شکنیں پڑی ہوئی تھیں، آنکھوں سے انگار برس رہے تھے، رنگ رخ بدلا ہوا تھا، اور کہاں دفعتہً منہ سے پھول جھڑنے لگے، آنکھوں میں لگاوٹ کے آثار نظر آنے لگے، رنگ رخ پھر بدلا، اور ایسا بدلا، گویا اب تک جو کچھ کہا، مذاق تھا، اور اب وہ تلافی پر آمادہ ہے، اس نے سنجیدہ بن کر کہا،

"لیکن اگر واقعی تمہاری محبت اتنی ہی سچی، اور بے پناہ تھی، تو کل رات تم کہاں تھے؟"

"کل رات تم کہاں تھے؟ ——— یہ عجیب و غریب اور بظاہر بالکل بے تکا سوال سن کر گھبرا سا گیا، اسے جیبن کی صحت دماغی پر شبہہ ہونے لگا، اس نے ماتھے کا پسینہ پونچھا، اور کہا،

"شہزادی میں قطعاً اس سوال کا مطلب نہیں سمجھا۔"

جیبن ہنسنے لگی، پھر گویا ہوئی، "کل میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھی، مجھے تمہاری ضرورت تھی، مگر تم نہیں آئے، کل مجھے اغوا کیا گیا تھا، مجھے زبردستی گرفتار کر کے اپنے ساتھ لیے جا رہے تھے، میرے بارے میں فیصلہ ہو گیا تھا کہ میں باندی بنائی جاؤں گی، مجھے مختلف لوگوں کے ہاتھ فروخت کیا جائے گا اور پھر ایک دن میری گردن کاٹ دی جائے گی، اور میرا کٹا ہوا سر تحفہ کے طور پر شہنشاہ کو بھیج دیا جائے گا ——— میں یہ باتیں سن رہی تھی، میرا بدن کانپ رہا تھا،

# التفاتِ یار

یہ باتیں سنکر، اور جین کو روتا دیکھ کر رابرٹ کی سٹی گم ہوگئی، اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے، اس کا جی چاہ رہا تھا، یہ آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے، اس کا سر اپنے سینے سے لگالے، اور اس کی پیشانی کو بوسہ دے کر پوچھے، یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ کیا گزر گئی کل رات تم پر؟ میں تو کچھ نہیں جانتا، میں نے تو کچھ نہیں سنا،!

لیکن نہ وہ اس کے آنسو پونچھ سکا، نہ اس کا سر اپنے سینے سے لگا، نہ اس کی پیشانی پر بوسہ دے سکا، نہ اس سے کچھ کہہ سکا نہ کچھ پوچھ سکا،!

آخر غیب شاہی بھی تو کوئی چیز ہے؟ جین کوئی معمولی لڑکی تو نہیں تھی، وہ اس کے بادشاہ کی چہیتی بہن تھی، کوئی ایسی بات جو اس کی طبع نازک پر گراں گزرے کسی طرح بھی اس سے سرزد نہیں ہوسکتی تھی،

لیکن وہ اسے روتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا تھا،!

پھر کیا کیا جائے؟ ——— وہ یہی سوچ رہا تھا کہ خود جین نے اس کی مشکل آسان کردی، اور سارہ ویعقوب، اور ان کے ساتھیوں کا سارا ماجرا کہہ سنایا، رابرٹ

میرا دل لرز رہا تھا، میرے ہوش و حواس جواب دیتے جا رہے تھے، موت کے ڈر سے نہیں، بے آبروئی کے خوف سے رابرٹ اس وقت میں نے تمہیں یاد کیا، رابرٹ اس وقت میرے دل نے تمہیں پکارا، لیکن تم نہیں آئے، تم نے میرے دل کی پکار کا جواب نہیں دیا، کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، اگر یہ سچ ہے تو کل تم کہاں تھے؟ مجھے بچانے کیوں نہیں آئے؟ میرے دل کی پکار تم نے کیوں نہیں سنی اور اب کہ میں ہر خطرے سے آزاد ہوں، تم محبت کا دعویٰ کرنے حاضر ہو گئے، جاؤ رابرٹ میں تم سے خفا ہوں، تم نے میری امیدیں توڑ دیں، میرا دل توڑ دیا، اب میں تم سے محبت نہیں کر سکتی، صرف نفرت ہی کر سکتی ہوں، مجھ سے محبت کی توقع نہ کرو، نفرت کی آس ضرور لگا سکتے ہو، میرے پاس کیوں آئے ہو؟ چلے جاؤ یہاں سے میں تمہاری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتی"!

اور یہ کہہ کر جین رونے لگی"! +

اتنی دیر میں لیعقوب اپنے گھوڑے پر بیٹھ چکا تھا، سارہ اس کے آگے بیٹھی تھی
نے ایڑ لگائی گھوڑے کو، اور فضا میں چابک گھماتے ہوئے کہا،
"لعنت بھیجو اس پر، ـــــــ پھر کبھی دیکھا جائے گا، ہمیں اپنی جان بچانے
کر پہلے کرنی چاہیے، ـــــــ
اور یہ کہہ وہ ہوا ہو گیا، اس کے ساتھی بھی بجلی کی سی تیزی سے پیچھے پیچھے روانہ
گئے، اور میں وہاں اکیلی کھڑی رہ گئی"!"
رابرٹ نے سوال کیا ۔ مگر یہ سپاہی کیا ہماری فوج کے تھے؟"
وہ ہنستی ہوئی بولی، "میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک سپاہی بھی نہیں نظر آیا،

اتنی دیر میں یعقوب اپنے گھوڑے پر بیٹھ چکا تھا، سارہ اس کے آگے بیٹھی تھی اس نے ایڑ لگائی گھوڑے کو، اور فضا میں چابک گھماتے ہوئے کہا،

"لعنت بھیجو اس پر، ——— پھر کبھی دیکھا جائے گا، ہمیں اپنی جان بچانے کی فکر پہلے کرنی چاہیے، ———

اور یہ کہہ وہ ہوا ہو گیا، اس کے ساتھی بھی بجلی کی سی تیزی سے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے، اور میں وہاں اکیلی کھڑی رہ گئی، !"

رابرٹ نے سوال کیا "مگر یہ سپاہی کیا ہماری فوج کے تھے ؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک سپاہی بھی نہیں نظر آیا، اور سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے ٹاپوں کی آواز بھی نہیں سنی تھی، !

رابرٹ نے حیران ہو کر سوال کیا، "کیا مطلب ؟"

وہ تبسم کے ساتھ بولی، "مطلب بالکل صاف ہے، نہ کوئی گھوڑا تھا نہ کوئی سوار ———

"پھر کیا تھا ؟"

"کچھ بھی نہیں،

"تو وہ لوگ بھاگے کیوں ؟"

خداوند یسوع مسیح کا معجزہ سمجھیں، دشمن کو ایسا محسوس ہوا جیسے بہت سے سوار آ رہے ہیں، وہ حوصلہ ہار گیا، اور بھاگ کھڑا ہوا، اور اس طرح میں بچ گئی، ورنہ آج نہ جانے کہاں چاکری کر رہی ہوتی، نہ جانے کس آقا کے گھر میں باندی کی زندگی بسر کر رہی ہوتی، ——— آہ اگر ایسا ہوتا تو کیا میں زندہ رہ سکتی تھی ؟

ہیلین کی آنکھیں پھر ڈبڈبا آئیں، طیش اور غضب کے جذبات سے بے قابو ہو کر رابرٹ نے کہا،

"میں ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا، !"

جین نے التفات خاص کی نظروں سے اسے دیکھا، پھر سوال کیا"
کیسے موت کے گھاٹ اتار دو گے رابرٹ؟"

رابرٹ نے جواب دیا سارہ کو، یعقوب کو، ان کے ساتھیوں کو، سب کو،"

وہ بولی، تمہارے اس جذبہ کی میں قدر کرتی ہوں، اس میں خلوص جھلک رہا ہے سچائی جھلک رہی ہے، لیکن یہ لوگ جہاں سینگ سمائے چلے گئے، اب کہاں ملیں گے تم کو؟"

وہ اور زیادہ غضب ناک ہو کر بولا، وہ کہیں بھی ہوں میں انہیں تلاش کرکے رہوں گا،"

جین نے رابرٹ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا، لیکن ان سے زیادہ خطرناک دشمن کو، ایسے دشمن کو جس کی گردن تک آسانی سے تمہارا ہاتھ پہنچ سکتا ہے، کیوں نہیں مار ڈالتے؟"

---

# بڑھاوا

رابرٹ چونک پڑا، اس نے سوالیہ نظروں سے جین کی طرف دیکھا، اور پھر گویا ہوا،

"کیا کوئی ایسا دشمن بھی ہے آپ کا جو سارہ اور یعقوب سے بھی زیادہ خطرناک ہو؟"

جین نے حوصلہ افزا نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور بولی "ہاں رابرٹ"!

رابرٹ نے بیقرار اور بے کل ہو کر پوچھا، "تو بتایئے کون ہے وہ؟ میری تلوار اس کا خون چوسنے کے لیے تڑپ رہی ہے، ایک ہی وار میں اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا، اسے اب زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"!"

اس پرجوش تقریر کا جیسے جین نے ایک لفظ بھی نہیں سنا، وہ خود کسی خیال میں گم تھی، دفعتہً چونکی اور کہنے لگی،

"بے شک سارہ نے بے وفائی، نمک حرامی اور غداری کی حد کر دی، اگر وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاتی تو ضرور مجھے اپنے ساتھ لے جاتی، اور پھر نہ جانے میرا کیا حشر ہوتا، لیکن جو حشر بھی ہوتا مستقل نہ ہوتا، مجھے کھو کر رچرڈ شیر دل

نچلا نہیں بیٹھ سکتا تھا، وہ قیامت برپا کر دیتا، وہ میرے لیے دنیا کے ہر یہودی کو قتل کر دیتا، جس طرح بھی ہوتا، وہ میرا کھوج نکال کر رہتا، ! ——

رابرٹ بولی پڑا، "اور میں ؟—— کیا میں خاموش بیٹھا رہتا؟ کیا میں بھی قیامت نہ برپا کر دیتا؟"

تحسین و اعتراف کی نظروں سے جین نے رابرٹ کو دیکھا، پھر بولی،

"ہاں تم بھی جو کچھ بس میں ہوتا ضرور کرتے، خواہ تمہاری کوشش کامیاب ہوتی یا رچرڈ کی، میں بہرحال برآمد کر لی جاتی، اور پھر اسی شان، ٹھاٹھ اور دبدبے کی زندگی بسر کرتی، جو میرے مقدوم میں ازل سے لکھی جا چکی ہے، !"

پرجوش تائید کرتے ہوئے رابرٹ نے کہا، "بے شک بے شک اس میں کیا شبہہ ہے، !"

وہ بولی، "لیکن اب جس دشمن کی زد میں آچکی ہوں، اس کے پنجہ میں اگر آگئی تو زندگی بھر پھڑکوں گی، تڑپوں گی، سر ٹکراؤں گی، مگر خلاصی نہ حاصل کر سکوں گی، یہ میرا مالک بن جائے گا، !"

رابرٹ نے جوش اور برہمی کے عالم میں کہا، "کیا شہنشاہ رچرڈ شیر دل اور انگلستان کے مانے ہوئے نائٹ رابرٹ کی زندگی میں، ؟"

وہ گلوگیر آواز میں بولی، "ہاں ——"

اور پھر اس کی آنکھوں سے موتی کے دانوں کی طرح آنسو گرنے لگے، رابرٹ کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی، اس نے انتہائی اندوہ و تعجب کے ساتھ کہا، "یہ میں کیا سن رہا ہوں ؟ — آپ کو اتنا مایوس، اتنا بے بس، اتنا بے سہارا تو میں نے کبھی اپنے وہم و گمان میں بھی محسوس نہیں کیا تھا، ؟ آخر اس دشمن کے سامنے آپ اتنی بے بس اور مجبور کیوں ہیں ؟ نہ آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے ؟ نہ اپنے شیر دل بھائی پر ؟"

جین نے طنز اور حقارت کے ساتھ یہ آخری الفاظ رابرٹ کے دہرائے "بہادر شیر دل بھائی"!"

اور پھر کہنے لگی،" یہ سب کچھ اسی کا تو کیا ہوا ہے"!"

رابرٹ تڑپ اٹھا، "یہ میں کیا سن رہا ہوں؟"

وہ سنجیدگی کے ساتھ گویا ہوئی "ایک تلخ حقیقت"!"

رابرٹ نے پوچھا، "یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟"

وہ بولی،" اس دنیا میں کیا نہیں ہوتا؟ کیا نہیں ہو سکتا؟"

"اچھا شہنشاہ کو چھوڑیے کیا آپ مجھ پر بھی اعتماد نہیں کر سکتیں؟ مجھے بھی اپنا ہم راز نہیں بنا سکتیں؟ مجھ سے بھی اس معاملے میں کوئی خدمت نہیں لے سکتیں؟"

"دنامزد و اندازہ کے ساتھ تم سے؟"

"جی مجھ سے ————"

"میں جانتی ہوں تم مجھ سے محبت کرتے ہو ———— لیکن اس کے باوجود تم اتنا بڑا اور خطرناک کام کر سکو گے اس میں مجھے شبہ ہے"!"

"اگر آپ کو میری محبت کا یقین ہے تو اس پر بھی یقین کرنا چاہیے کہ میں جوش محبت میں پہاڑ سے ٹکرا سکتا ہوں، سمندر کی جان لیوا موجوں سے کشتی لڑ سکتا ہوں، کچھ کہہ کر کچھ حکم دے کر تو دیکھیے"!"

"لیکن اگر تم ہمت ہار گئے؟"

"ایسا نہیں ہو سکتا، ایک نائٹ اپنے قول سے نہیں پھر سکتا، ایک نائٹ، پیٹھ نہیں دکھا سکتا، ایک نائٹ بڑے سے بڑے اور طاقتور سے طاقتور دشمن سے خائف نہیں ہو سکتا، ایک نائٹ، اپنی بات پر، اپنی آن پر، اپنی شان پر، بڑی آسانی سے جان قربان کر سکتا ہے ————

"ہاں میں جانتی ہوں، اور یہ بھی جانتی ہوں کہ نائٹوں کی صف میں پہلا نمبر تمہارا ہے، تمہاری شجاعت اور دلیری کا دشمن بھی لوہا مانتے ہیں"!"

"پھر آپ مجھ پر اعتماد کیوں نہیں کرتیں؟ ——— بتایئے کون ہے وہ آپ کا دشمن، جس سے آپ اتنی ہراساں اور خائف ہیں، بتایئے اور پھر دیکھئے میں کیا کرتا ہوں؟"

"کیا کرو گے تم؟"

"میں اپنی اور اس کی جان ایک کر دوں گا، میں اسے ہلاک کر دوں گا، قتل کر دوں گا ——— یا تن رسد بجاناں، یا جاں ز تن برآید!"

"تو سن لو اس کا نام عادل ہے"!"

"(حیرت سے) عادل؟"

"ہاں، ——— کیا ایک مرتبہ پھر کہوں؟"

"عادل، یعنی سلطان صلاح الدین کا بھائی؟ مسلمانوں کے لشکر کا سالار؟"

"ہاں وہی"! ——— ڈر تو نہیں گئے یہ نام سن کر؟ میں نے سنا ہے وہ بڑے دبدبے کا آدمی ہے، بہادری میں یکتا، اور شجاعت میں یگانہ، ———!"

"ہاں یہ ٹھیک ہے، وہ بہت بڑا آدمی ہے، مسلمانوں کو حق ہے کہ اس پر فخر کریں، اس کی شجاعت اور دلیری کے بارے میں جو کچھ آپ نے سنا ہے غلط نہیں ہے، خود میرا بھی ایک مرتبہ اس کا آمنا سامنا میدانِ جنگ میں ہو چکا ہے"!"

"(فخر کی نظروں سے دیکھتے ہوئے) تم اس سے لڑ چکے ہو؟"

"ہاں شہزادی صاحبہ میں اس سے لڑ چکا ہوں"!"

یہ کہتے کہتے ذرا سے ذرا اس کا رنگ رُخ بدل گیا۔ جین نے بڑی سادگی معصومیت کے ساتھ پوچھا،

"پھر وہ بچ کیسے گیا؟ تم نے اسے مار کیوں نہیں ڈالا؟"

رابرٹ نے غیض سے تامل کے بعد جواب دیا،

"خوش قسمت تھا بچ گیا، میرے گھوڑے نے سکندری کھائی، میں گرتے لگا، اس نے تلوار کا ایک وار کیا، اور نکل گیا، اگر میرے سر پہ آہنی خود اور سینے پر لوہے کی زرہ نہ ہوتی تو اس دن کام ہی تمام ہو گیا تھا،!"

فکر مندی کے لہجے میں جلین نے سوال کیا، "تم زخمی نہیں ہوئے اس دن؟"

وہ اپنے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا، "تلوار کی نوک آنکھ کے پاس سے گزرتی ہوئی چلی گئی، یہ معمولی سا زخم آگیا تھا، ——— میں ویسے خار کھائے بیٹھا تھا، اور فیصلہ کر چکا تھا اپنے دل میں کہ کسی دن اسے للکاروں گا، اور خاتمہ کردوں گا اس کا، لیکن اب تو میں اس کے خون کا پیاسا بن گیا ہوں، جب تک اسے ہلاک نہ کرلوں، کسی کل قرار نہ آئے گا،!"

شہزادی جلین نے سحر طراز نظروں سے اسے دیکھا، اور پھر ایک ادائے خاص کے ساتھ گویا ہوئی،

"اگر تم نے اسے ہلاک کر دیا تو بے شک تم مجھے جیت لوگے،!"

بیقرار ہوکر رابرٹ نے سوال کیا،

"میں شہزادی کو جیت لوں گا؟"

جلین نے عزم کے ساتھ کہا، "ہاں تم مجھے جیت لوگے،!" ——— میں مسلمانوں سے نفرت کرتی ہوں، ——— بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانے سے، یہ ننگ کسی طرح بھی مجھے گوارا نہیں، ہو سکتا کہ ایک مسلمان کی بیوی بن جاؤں اور مسلمان بھی کوئی اور نہیں، عیسائی قوم کا سب سے بڑا دشمن، صلاح الدین ایوبی کا بھائی،!"

رابرٹ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "حیرت اس بات پر ہے کہ شہنشاہ اس رشتے پر کس طرح راضی ہو گئے، !"

وہ بولی ! "اور راضی بھی ہوئے تو کتنی بے غیرتی کے ساتھ، اگر صلاح الدین یا عادل نے خود پیام بھیجا ہوتا، تو بھی ایک بات تھی، خود ہی اس سے التماس کرتے ہیں کہ میری بہن سے شادی کر لو، "ا

رابرٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا، " واقعی یہ بے غیرتی اور بزدلی کی حد ہے ——— معلوم ہوتا ہے شہنشاہ لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں، ان کی ہمت جواب دے گئی ہے، وہ جلد از جلد میدان جنگ کی کٹھنائیوں سے فارغ ہو کر انگلستان پہنچ اور بزم عیش و سرور منعقد کرنا چاہتے ہیں، ——— لیکن کتنا مہنگا ہے یہ سودا، ؟ دنیا جس شخص کو شیر دل کے نام سے یاد کرتی ہے، وہ اتنا بزدل بھی ہو سکتا ہے، !!"

جلین نے رابرٹ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا، " میں خود بھی سوچ سوچ کر حیران ہو جاتی ہوں، !"

"بہر حال یہ نہیں ہو سکتا، !"

"یہ ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا اس کا فیصلہ تو آپ کے ہاتھ میں ہے، !— دیکھو رابرٹ تمہارے لیے میں یروشلم کی بادشاہت ٹھکرا رہی ہوں، !"

"یروشلم کی بادشاہت ؟"

---

ا فرانسیسی مورخ میچاڈ، نیز لین پول، اور دوسرے فرنگی مورخین نے اور ابن اثیر نے تسلیم کیا ہے کہ رچرڈ نے خود پیشکش کی تھی کہ عادل جین سے شادی کرے، اور صلح ہو جائے،

رچرڈ کی ساری گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے اس نے کہا،

"ہاں، ——— لیکن اب تم بھی میرے مقدر کی طرح مجھ سے دغا نہ کر جانا!"

تن کر رابرٹ نے جواب دیا، اطمینان رکھیے، رابرٹ آپ کو دغا نہیں دے سکتا، وہ ہر قیمت پر آپ کو جیت کر رہے گا، وہ عادل کے خیمے میں گھس کر اسے دعوت مقابلہ دے گا، اور اس کی گردن کاٹ کر رومال میں باندھ کر لائے گا، اور آپ کے قدموں میں ڈال دے گا،

اعتماد اور فخر کے ملے جلے "تاثرات کے ساتھ جین گویا ہوئی۔

"مجھے تم سے یہی توقع ہے، لیکن جو کچھ کرو، سوچ سمجھ کر، میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ جوش سے اندھے ہو کر کوئی ایسی حرکت کر گزرو کہ خود تم ضائع ہو جاؤ، ———

لیکن بہر حال میرا تم سے وعدہ ہے کہ تم نے عادل کو ہلاک کر دیا، تو پھر رابرٹ اور جین دو الگ وجود نہیں رہیں گے ایک ہو جائیں گے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کی زندگی کے مالک بن جائیں گے، موت کے سوا کوئی طاقت انہیں جدا نہیں کر سکے گی" ———

ان الفاظ نے رابرٹ میں ایک نئی زندگی، ایک نئی امنگ ایک نیا حوصلہ پیدا کر دیا، اس نے اپنی تلوار کو بوسہ دیا، اور کہا،

"چند دن انتظار کیجیے، !"

اور رخصت ہو گیا، !

دورے اس کی طرف دیکھا تو محسوس کیا، یہ نیم بے ہوش ہے'!
پاس ہی ایک چھوٹا سا تالاب تھا، وہ لپکی لپکی گئی، اور اس میں سے چلو میں بھر بھر
کر پانی لائی، اور اس کے منہ پر چھڑکا، اس نے آنکھیں کھول دیں، اور سنبھل کر بیٹھ
گیا، کمزور اور نحیف آواز میں اس کے منہ سے نکلا،
"آپ؟ ——"
اور پھر اس نے کمزوری کے باعث آنکھیں بند کر لیں، جین کھسک کر اس
کے قریب آ کر بیٹھ گئی، اپنایت اور محبت کے لہجے میں اس نے کہا،
"سپاہی یہ تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے؟"
اور پھر نہ جانے اسے کیا خیال آیا جو ریشمی چادر وہ اوڑھے ہوئے تھی، اسے
پھاڑا، کئی پٹیاں بنائیں، کچھ ریشم جدا کیا، پہلے وہ ریشم زخموں میں بھرا، پھر کس
کر پٹیوں سے باندھ دیا، اور سوال کیا،
"تمہیں اپنے خدا کی قسم ہے سچ سچ بتا دو، یہ کیا ہوا؟"
سپاہی نے پپڑی جمے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیری، پھر آہستہ سے کہا،
"انعام، —— آپ کی طرف سے یہ مجھے انعام ملا ہے'!"
جین پھر دوڑی دوڑی گئی، اور چلو میں بھر کر تالاب سے پانی لائی، اور اس
کی حلق میں ٹپکا دیا، کئی مرتبہ ایسا کرنے کے بعد پھر اس کے قریب آ کر بیٹھ گئی اور
پوچھا،
"میری طرف سے یہ انعام؟ یہ کہہ کر تم نے میرے سینے میں خنجر چبھو نک دیا
ہے'!"
پھر اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے، وہ بولی، "تم کتنے اچھے
کتنے اونچے، کتنے شریف، کتنے بہادر آدمی ہو یہ میرا دل جانتا ہے، میری طرف

# زخمی

رابرٹ کے جانے کے بعد، جین آگے بڑھی، اور بڑی دور تک نکلی چلی گئی، کچھ دور جانے کے بعد، ایک نخلستان سا نظر آیا، وہ اس کی طرف بڑھی، اور یہاں پہنچ کر اس نے کیا دیکھا؟

اس نے دیکھا کہ وہی مسلمان سپاہی، ایک درخت سے ٹیک لگائے چپ چاپ بیٹھا ہے، آنکھیں بند ہیں، اور نہ جانے کیا سوچ رہا ہے، پاس ہی ایک گھوڑا گھاس چر رہا ہے، گھوڑے پر زین کسی ہوئی ہے، اور لگام ایک درخت کی موٹی سی شاخ سے بندھی ہوئی ہے،

یہ منظر دیکھ کر جین حیران رہ گئی، پھر وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی، اپنے گھوڑے سے اتری، اس کی لگام بھی ایک درخت سے لگا دی، اور بالکل قریب آ کر، اس مسلمان سپاہی کے پاس مسکراتی ہوئی بیٹھ گئی، اب غور سے جو دیکھا تو، کئی جگہ سے زخمی نظر آیا! ایک زخم شانے پر تھا، ایک سینے پر، ایک ماتھے پر، ان زخموں کو اس نے، کسی کپڑے سے باندھ رکھا تھا، لیکن خون اب تک رس رہا تھا!

یہ کیفیت دیکھ کر جین پہ دہشت کا عالم طاری ہو گیا، اب اس نے اور زیادہ

سے تمہیں یہ انعام تو نہیں مل سکتا ہاں تمہاری طرف سے، اگر اس طرح کا انعام ملے تو میں خوشی سے قبول کروں گی، ———

سپاہی نے پوچھا، "کیوں؟"

وہ بولی، "ہر زخم مسکرا مسکرا کر سہوں گی، !"

"ارے لیکن کیوں؟"

"اس لیے، ——— اس لیے کہ، ———

"پھر آپ چپ ہو گئیں، کچھ کہیے تو سہی، !"

"اس لیے کہ تم نے مجھے جیت لیا ہے، تم پر دنیا کی ہر چیز قربان کر سکتی ہوں، مجھے تم سے محبت ہے، سپاہی رات بھر تم سے عالم خیال میں باتیں کرتی رہی، اس وقت بھی دل ہی دل میں تم سے ہی باتیں کرتی آ رہی تھی، تم سے رخصت ہو کر جب اپنے خیمہ میں پہنچی تو، ———

"رچرڈ شیر دل نے بڑا پر تپاک استقبال کیا ہو گا!"

"ہاں عنایت اور شفقت سے بھرپور، لطف ان کا یہ کرم میرے لیے بلائے جان بن گیا ہے، کسی دن یا ان کا گلا گھونٹ دوں گی، یا خود زہر کھا کر سو رہوں گی، دیکھ لینا، !"

لیکن کیوں؟"

"انھوں نے پہنچتے ہی اپنی محبت کے جوش میں میرے دل پر ایسا تیر لگایا جو ترازو ہو گیا، !"

"تیر؟ ——— رچرڈ نے تیر لگایا؟"

"ہاں ——— انھوں نے کہا کہ وہ میری شادی ایک بہت بڑے شخص سے جو بادشاہوں کے اختیارات رکھتا ہے، کر دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں، !"

"اس پر خوش ہونے کے بجائے آپ خفا ہو گئیں، !"

"لیکن میں تو نہیں شادی کرنا چاہتی اس سے۔ !"

"کیا خطا ہے اس بیچارے کی ؟"

"بہت بڑی خطا ہے، !"

"لیکن کچھ بتائیے تو سہی، !"

"مجھ سے صرف ایک ہی شخص شادی کر سکتا ہے، میں صرف ایک ہی شخص کی رفیق زندگی بن سکتی ہوں، ——— کیوں سپاہی تمہارا نام کیا ہے ؟"

"میرا نام تو عامر ہے، ——— لیکن یہ نہیں بتایا آپ نے وہ کون شخص ہے جو آپ کا شوہر بن سکتا ہے، جس کی آپ رفیق زندگی بن سکتی ہیں، ؟ ——— بتائیے کون ہے وہ ؟"

"عامر ———"

اور پھر اس نے شرما کر آنکھیں جھکا لیں، اور اس سبزہ خود رو کی طرف تکنے لگی، جس کا فرش مخمل کی طرح بچھا ہوا تھا، !

تھوڑی دیر تک سناٹا سا طاری رہا، نہ عامر کچھ بول سکا، نہ عبین، ایسا معلوم ہوتا تھا دونوں کو سانپ سونگھ گیا ہے، پھر عامر نے کہا،

"یہ میں کیا سن رہا ہوں ؟ ——— کیا دل کی مراد اتنی جلد ہی بھی پوری ہو سکتی ہے ؟"

"دل کی مراد ؟"

"ہاں، ——— تم نہیں جانتیں مجھے تم سے اسی وقت محبت ہو گئی تھی، جب ملکہ شیطانوں کے پنجہ سے تمہیں بچایا تھا، !

(ہنستے ہوئے) یوں ہی خواہ مخواہ، ——— کیوں ہو گئی تھی ؟"

" اور یہی سوال اگر میں تم سے کروں ؟"

" مجھے تو اس وقت نہیں ہوئی تھی اس سے پہلے ہو گئی تھی، ——— پہلی جنگ میں تمہارے کمالات جنگ دیکھ کر میں عش عش کر اٹھی تھی، اس وقت میرے دل میں ایک آرزو مچلنے لگی تھی، پھر جب سارہ مجھے بہکا کر، ٹیلہ والی خانقاہ لے چلی تو راستے بھر میں تمہاری باتیں اس سے کرتی رہی تھی، اور وہ حرامزادی دل کی کیفیت بھی بھانپ گئی تھی، ———

" وہ کس طرح ؟"

" میری باتیں سنتے سنتے دفعتاً پوچھ بیٹھی، کہیں آپ سوار سے اس سے محبت تو نہیں کرنے لگی ہیں ؟"

" پھر کیا جواب دیا تھا آپ نے اس سوال کا ؟"

" کیا اپنی اس حماقت کا اس کے سامنے اعتراف کر لیتی ؟"

" حماقت ؟ ——— کیا محبت کرنا حماقت ہے ؟"

" کم از کم میرے اور آپ کے لیے تو ہے ! "

" یہ کیوں ؟"

" اس لیے کہ ہمارے راستے میں کتنی اونچی دیواریں پہاڑوں جیسی حائل ہیں، مذہب کا اختلاف، قوم کا اختلاف، وطن کا اختلاف، زبان کا اختلاف، معاشرت، اور سماج کا اختلاف، اتنے سارے اختلافات کے باوجود کیا محبت پروان چڑھ سکتی ہے ؟ پنپ سکتی ہے ؟ کامیاب ہو سکتی ہے ؟"

" کیوں نہیں ہو سکتی ؟"

" کیسے ہو سکتی ہے ؟"

" اگر واقعی ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو دنیا کی کوئی

نہیں جدا کر سکتی ہے‘؟!"

"کیا آپ کے شہنشاہ آپ کو اجازت دے دیں گے؟"

"مجھے شہنشاہ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ میرا فعل ہے، جو چاہوں کروں، شہنشاہ کو اس سے کیا سروکار؟ ——— لیکن میں بھولا، تمہیں تو بہر حال بادشاہ سے اجازت لینی پڑے گی، کیونکہ تم مسلمان لڑکی کی طرح آزاد نہیں ہو، اور تمہارے بادشاہ سلامت ہرگز ایک معمولی مسلمان سے شادی کی اجازت نہیں دیں گے اور پھر ستم یہ کہ وہ کہیں تمہارا رشتہ بھی از راہ کرم طے کر چکے ہیں‘!"

"یہی تو رونا ہے‘!"

"رونا کاہے کا؟ ——— تم جب چاہو میرے ساتھ چل سکتی ہو، مجھے نہیں معلوم اپنے لشکر میں تمہاری کیا حیثیت ہے؟ میں بھی ایک نہایت معمولی آدمی ہوں، لیکن اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے اقلیم دل کا بادشاہ ہوں، اور اس اقلیم دل میں تمہاری حیثیت ملکہ کی ہوگی‘!"

ان الفاظ نے جبین کو ایک نئی دنیا میں پہنچا دیا، اس کا جی چاہا اسی وقت عامر کے ساتھ روانہ ہو جائے، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی کی ہو رہے، لیکن اس نے سوچا جب تک عادل کے ساتھ میری شادی کی بات ہو رہی ہے اس صورت میں عامر کی بیوی بن کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچنا خطرے سے خالی نہیں، حقیقت زیادہ عرصہ تک نہیں چھپ سکتی، بہت جلد معلوم ہو جائے گا میں جبین ہوں، رچرڈ کو اور عادل کو ٹھکرا کر ایک معمولی شخص کی بیوی بن کر آگئی ہوں، عادل تو میرا کچھ نہ بگاڑ سکے، لیکن عامر کا رقیب بن جائے گا، اور اس کا خون پی لے گا، اگر عامر لشکر کی ملازمت ترک کر کے کہیں اور چلا جائے، تو بھی اس کی خیریت نہیں ———

ان میں عامر کی رفیقہ حیات بن کر مسلمانوں کے لشکر میں جاؤں گی، اور ضرور جاؤں گی،

## ۴۵

"لیکن ابھی نہیں"! یہ الفاظ عامر کو کچھ عجیب سے نظر آئے،
کہاں جوش و خروش کا یہ عالم، کہاں یہ وضع احتیاط اس نے پوچھا،
"لیکن ابھی کیوں نہیں؟"
وہ بولی، ایک عہد ہے جو مجھے پورا کرنا ہے، وہ چند روز میں پورا ہو جائے گا اور اس کے بعد جو تم کہو گے وہی ہوگا،!"
"کیا ہے وہ عہد؟"
"(ناز سے) ہر بات کیوں پوچھتے ہو؟ وہ ایک ایسا عہد ہے جس کا تعلق صرف میری ذات سے ہے، زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کے اندر وہ پورا ہو جائے گا پھر میں ہر پابندی سے آزاد ہو جاؤں گی"!"
"اور اگر اس عرصہ میں رچرڈ نے زبردستی اپنی مرضی کے آدمی سے تمہاری شادی کر دی تو کیا ہوگا؟"
وہ عزم و استقامت کے ساتھ گویا ہوئی،
"رچرڈ کیا، دنیا کی کوئی طاقت بھی ایسا نہیں کر سکتی، مجھے اپنے آپ پر اعتماد ہے"!"

لیکن اس وقت، جب عادل قتل ہو چکا ہو گا، جب رابرٹ اس کی گردن کاٹ چکا ہو گا!
یہ سب کچھ سوچ کر اس نے سہمے ہوئے اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا،
"یہی ہو گا، عامر میں تمہارے ساتھ چلوں گی، میں تمہارے لیے سب کو چھوڑ دوں گی، اپنے وطن کو، اپنی قوم کو، اگر تم چاہو تو اپنے مذہب کو بھی، میں تمہارے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی، لیکن ———— ابھی نہیں"!

"اگر یہ بات ہے تو پھر میں اپنا اصرار واپس لیتا ہوں"!"

جین مسکرانے لگی، پھر اس نے کہا،

"اتنی ساری باتیں ہو گئیں، مگر آپ نے اصل بات نہیں بتائی"!"

عامر نے پوچھا، "وہ اصل بات کون سی ہے؟"

جین نے کہا.

"یہی کہ آپ زخمی کس طرح ہوئے؟ اور آپ کی یہ مصیبت میری طرف سے

انعام کس طرح بن گئی؟"

عامر نے کہا، بات کچھ ایسی زیادہ اہم نہیں ——— جو گزر نا تھی گزر گئی چھوڑ

اس قصے کو"!"

وہ اصرار کرتی ہوئی بولی، واہ کہیں ایسا ہو سکتا ہے میں تو معلوم کر کے رہوں گی

عامر نے بتایا، "یہی ہوا یہ کہ تم سے رخصت ہو کر میں اپنے لشکر کی طرف روانہ

ہوا، ابھی تمہاری حد سے باہر نہیں نکلا تھا، کہ تمہارے لشکر کے چند طلایہ کے سپاہی

جن کی تعداد ۱۷، ۱۸ سے ہرگز کم نہ ہوگی، گھوڑے دوڑتے ہوئے آئے اور مجھے

گھیر لیا، ———

"تمہیں گھیر لیا، ——— ہائے غضب"!"

"ہاں" ——— مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ دوست یا دشمن؟"

پھر تم نے کیا جواب دیا؟ ——— تاریکی میں تمہاری صورت تو دیکھ

نہیں سکے ہوں گے؟ ——— مگر زخمی کیسے ہوئے؟"

"میں نے یہ کب کہا کہ دوست ہوں؟"

"پھر کیا کہا تم نے عامر؟"

"میں نے کہا دشمن ہوں، اور معمولی دشمن نہیں دشمن جاں، ملک الموت ہم

کے لیے، تمہاری قضا، تمہاری موت، خیریت چاہتے ہو تو ہٹ جاؤ سامنے سے ورنہ ابھی ڈھیر کر دوں گا سب کو یہیں '!"

"اب مجھے یقین ہو گیا تم پاگل ہو' ————— یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی '؟"

"تو کیا جھوٹ بول دیتا؟"

"اچھا خیر، پھر ————؟"

"کہنے لگے کیا تم مسلمان ہو؟"

"تم نے کہا ہوگا، ہاں ہم مسلمان ہیں؟"

"ہاں میں نے یہی جواب دیا، ————— میں نے کہا الحمد للہ کہ مسلمان ہوں '!"

"اف میرے خدا! ———— کیا ہو گیا تھا تمہیں؟ ———— پھر؟"

"پھر کیا، ان سب نے تلواریں سونت لیں اور مجھے حکم دیا یا تو خاموشی سے ساتھ گرفتار ہو جاؤ، ورنہ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ '!"

"میرا تو خون خشک ہوا جا رہا ہے عامر '! ———— پھر کیا ہوا؟"

"میں نے جواب دیا، ایک مسلمان، دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہونے پر کسی طرح تیار نہیں ہو سکتا، میں مرنے کے لیے بھی تیار ہوں، اور مارنے کے لیے بھی '!"

"جب کہ تم بالکل تنہا تھے اور دشمن تعداد میں بہت زیادہ تھا، پھر ایسی اکڑفوں کی کیا ضرورت تھی '؟"

"اسی سے تو کام چلا '!"

"زخمی ہو گئے، یہ کام چلا '!"

"اگر کمزوری کا اظہار کرتا تو مرنا پڑتا '!"

"پھر حملہ کر دیا ان سب نے تم پر؟"

"ہاں، ——— وہ سوار ہیں پیدل، مجبوراً انہیں مجھے قتل کرنے کے لیے نیچے اترنا پڑا،!"

"(مسکراکر) اور شروع ہوئی جنگ، ویسی ہی جیسی ٹیلے والی خانقاہ پر ہوئی تھی!"

"(ہنستے ہوئے) ہاں تین سپاہی فوراً ہی دنت ڈھیر ہو گئے، اپنے تین سپاہیوں کا یہ انجام دیکھ کر وہ سوچنے لگے کہ اب کیا کریں؟ اتنے میں ایک کی گردن اور اڑ گئی، ابھی وہ کوئی فیصلہ نہ کر پائے تھے کہ پانچویں سوار کو میں نے جہنم پہنچا دیا، اور پھر اچک کر ان کے ایک گھوڑے پر سوار ہوا، اور یہاں پہنچ گیا،!"

"تو یہ گھوڑا ———

وہاں یہ گھوڑا تمہارے لشکر کا ہے ——— تم اسے واپس لے جا سکتی ہو!"

جین ہنسنے لگی، اس نے کہا، یہ میں نے آپ کو بخش دیا،

عامر نے ہنستے ہوئے کہا، بہت شکریہ کے ساتھ میں اس تحفہ کو قبول کرتا ہوں!"

وہ کہنے لگی، زخمی تو کافی ہو گئے آپ، ——— آخر آپ میں اتنی ہیکڑی کیوں ہے؟"

عامر کھلکھلا کر ہنس پڑا، اس نے کہا،

"ہیکڑی کی بھی خوب رہی ——— یقین کرو، دشمن کے سامنے کمزوری دکھانا موت سے بدتر ہے، اور ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ عزت کی موت ذلت کی زندگی سے کہیں بہتر ہے، ——— کیا ان لوگوں کی تمہاری نظر میں کوئی وقعت ہو سکتی ہے جو اپنے پانچ ساتھیوں کی لاشیں، اور ۱۷، ۱۸ گھوڑے چھوڑ کر پا پیادہ رات کی تاریکی میں جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگ کھڑے ہوئے؟ ——— ان میں اگر کوئی ایسا ہوتا، جو آخر وقت تک ڈٹا رہتا تو وہ اس شجاعت کی قیمت اسے اپنی جان کی صورت میں کیوں نہ ادا کرنا پڑتی تو یقیناً تمہارے دل میں اس کی عزت پیدا ہو جاتی،!"

کچھ سوچتے ہوئے جبین نے کہا، "ہاں یہ بات تو آپ نے بالکل ٹھیک کہی واقعی بہادری اور شجاعت خود بخود اپنی عظمت اور عزت پیدا کر لیتی ہے ؟!"

عامر نے کہا، "اگر میدان میں تم نے بہادروں کے ساتھ مجھے دشمن سے لڑنے کے بجائے اس سے منہ چراتے، اس کے سامنے سے دم دبا کر بھاگتے، یا پہلے والی خانقاہ میں سارہ اور یعقوب کے ساتھیوں سے معافی مانگتے، اور گڑگڑا گڑگڑا کر زندگی کی بھیک مانگتے دیکھا ہوتا تو تم مجھ سے محبت کرتیں یا نفرت ؟"

بے تامل جبین نے جواب دیا، "نفرت! "

عامر نے محبت اور تحسین کی نظروں سے اسے دیکھا، اور کہا،

"پھر تو تمہیں مجھ سے خوش ہونا چاہیے کہ ان بزدلوں سے لڑ کر، تمہاری محبت جیتنے کا میں نے تیسرا موقعہ حاصل کر لیا، ——— کیا میرے لیے یہ خوشی، مسرت اور فخر کی بات نہیں ہے، ؟"

جبین نے قیامت کی نظروں سے اسے دیکھا اور بولی،

"زیادہ باتیں نہ بنایا کیجیے، ——— اچھا اب چلتے ہیں، بہت دیر ہو گئی،! "

عامر بھی اٹھ کھڑا ہوا، اس نے کہا،

"واقعی بہت دیر ہو گئی، ساری رات ہو گئی مجھے غائب ہوئے میرے لشکر کے ساتھی بھی پریشان ہو رہے ہوں گے، ! "

جبین محبت بھری نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی

"خوب تلاش ہو رہی ہو گی آپ کی ؟"

"یقیناً، ——— اور قبل اس کے کہ وہ لوگ تلاش کرتے ہوئے ادھر آئیں، مجھے وہاں پہنچ جانا چاہیے، ——— لیکن جانے سے پہلے ایک بات ضرور طے ہو جانی چاہیے، !"

# محبت کے کھیل

یہ بھی اک تماشہ ہے کارزارِ الفت میں،
دل کسی کا ہوتا ہے، بس کسی کا چلتا ہے!

•

جبین سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی، عامر نے کہا،

"جب تک ہم دونوں ہمیشہ کے لیے ایک نہیں ہو جاتے، کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے تیسرے ملتے رہیں، تاکہ قلب نا صبور کو کچھ تو سکون ملتا رہے"!!

یہی بات جبین کے دل میں بھی آئی تھی، لیکن وہ کہہ نہ سکی تھی، اس نے کہا،

"لیکن کہاں"؟ ——— کیا وہیں ٹیلے پر؟"

عامر نے خوش ہو کر کہا، "ہاں اس سے اچھی اور محفوظ جگہ کوئی نہیں ہے"—

کل صبح میں وہاں پہنچ جاؤں گا، تم بھی ہوا خوری کرتی چلی آنا"!

---

# مسلمان کی دھاک

کئی مہینے گزر گئے، !

عیسائیوں اور مسلمانوں، یعنی رچرڈ شیر دل اور سلطان صلاح الدین کے مابین تاریخ کی خوفناک اور ہولناک جنگ بیت المقدس کے لیے جاری ہے، کبھی اس وج کا پلہ بھاری رہتا ہے کبھی اُس کا، کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے، صلاح الدین کو شکست ہوجائے گی، کبھی ایسا نظر آتا ہے، رچرڈ اپنی فوج گراں سمیت تباہ و برباد ہوجائے گا، عرب اور یورپین عیسائی فوجیں پورے اخلاص شدت اور جوش سے ساتھ رچرڈ کا ساتھ دے رہی ہیں، فرانس، پولینڈ، جرمنی، اٹلی، اور دوسرے فرنگی مالک اپنے باہمی اختلافات ختم کرکے رچرڈ کی قیادت پر متحد ہوچکے ہیں کہ ہر قیمت پر بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھینتا ہے، ہر عمان کی خفیہ کانفرنس کے بعد اور بھی متعدد مرتبہ، یورپین فرماں رواؤں کی کانفرنسیں منعقد ہوئیں، اور ان یں صلاح الدین کو شکست دینے کے اسباب اور وسائل پر غور کیا گیا،

اسی طرح کی ایک اور اہم ترین کانفرنس کرک کے قریب ایک مقام میر شعبہ یں منعقد ہوئی اس کانفرنس کی ایک خاص خصوصیت یہ تھی کہ میدان جنگ سے چالیس

محبت کے کھیل

٭ مسلمان کی دھاک ٭

میل کے فاصلے پر منعقد ہوئی تھی، تاکہ جذبات سے ہٹ کر سکون اور سنجیدگی کے ساتھ حالات و مسائل کا جائزہ لیا جا سکے' اور کوئی فیصلہ کیا جائے، دوسری خصوصیت اس کانفرنس کی یہ تھی کہ اس میں سلطان صلاح الدین کے دو نمائندے بھی مدعو تھے، ایک قاضی بہاء الدین شداد، دوسرے ملک العادل'

بہاء الدین شداد، صلاح الدین کا سب سے زیادہ معتمد تھا، سلطان کی نگاہ میں اس کی حیثیت ایک نہایت مخلص دوست، اور جاں نثار عزیز کی تھی، ممکن نہ تھا کہ سلطان اس کی کسی بات کو رد کر سکے، اسی طرح ملک العادل، سلطان کا بھائی تھا، اور بھائی بھی کیسا قابل فخر، عادل بہادری میں یکتا، فنون جنگ کا ماہر، ذہانت اور ذکاوت کا پتلہ، فراست، تدبر، اور دانائی کا مجسمہ تھا، سلطان کو اس کی ذات پر اتنا ہی اعتماد تھا جتنا خود اپنی ذات پر ہو سکتا تھا، سلطان اسے اپنی اولاد سے زیادہ چاہتا تھا، عادل سے اتنی بے پناہ محبت تھی سلطان کو کہ وہ جو چاہتا کر سکتا تھا، اور یہ ممکن نہ تھا کہ سلطان کی طرف سے اس کی مخالفت ہو!

کانفرنس میں رچرڈ نے اپنے ہمکار بادشاہوں سے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا،

"کئی برس سے یہ جنگ میں لڑ رہا ہوں' اس جنگ میں کھیرے ککڑی کی طرح میرے آدمی کاٹے گئے، انگلستان کا خزانہ خالی ہو گیا، ہر انگریز نے اپنی جیب کی آخری پائی بھی قربان کر دی اس کار خیر میں خود میرا جہان تک تعلق ہے، میں کفن سر سے باندھ کر آیا کہ خدا کے گھر کو کافروں اور بے دینوں (مسلمانوں) کے ہاتھ سے چھڑاؤں، لیکن یہ مقصد حاصل نہ ہو سکا، اور اب صورت احوال یہ ہے کہ انگلستان میں بے چینی، اور شورش کے آثار نظر آرہے ہیں، خود میرا چھوٹا بھائی، جان، تخت حکومت پر قبضہ کر لینے کا خواب دیکھ رہا ہے، اگر وہ کامیاب ہو گیا، تو یہ جنگ

بھی ختم ہو جائے گی، پھر نہ وہاں سے کوئی سپاہی آئے گا نہ روپیہ، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے سپاہی، اتنی طویل، شدید، اور صبر آزما جنگ کئی سال سے لڑتے لڑتے تھک چکے ہیں اب وہ آرام چاہتے ہیں، اپنے اہل و عیال سے بچھڑے ہوئے انہیں مدت ہو چکی ہے، وہ ان سے ملنا چاہتے ہیں، انہیں دیکھنا چاہتے ہیں، میری حکومت کا میزانیہ ابتر ہو چکا ہے اسے متوازن کرنے کی ضرورت ہے ——

رچرڈ کی یہ تقریر جاری تھی کہ فرانس کے بادشاہ فلپ نے سوال کیا، "آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟"

شہنشاہ جرمنی آگسٹس نے بھی اسی طرح کی بات کہی، "جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ آپ کا مدعا اور مقصد کیا ہے، ہم کس طرح کسی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں"!"

شاہ پولینڈ نے چٹکی لی، "معلوم ہوتا ہے اپنے سپاہیوں کی طرح بھی رچرڈ تھک گئے ہیں، اور لڑنے سے جی چرا رہے ہیں" ——

رچرڈ کا چہرہ تمتما اٹھا، اس نے کہا،

"یہی سمجھ لیجئے، اس جنگ کا سارا بار ایک عرصہ سے صرف میں اٹھا رہا ہوں آپ حضرات کو تو سیر و شکار، عیش و عشرت اور ہوا و ہوس کے مشاغل سے فرصت ہی نہیں ملتی، بہر حال اب واقعی میں تھک گیا ہوں، عیسائی صرف میں ہی نہیں ہوں بحمد للہ آپ بھی ہیں، میں نے اپنا فرض اپنی استطاعت سے زیادہ ادا کر دیا، اب اگر چاہیں تو اپنا فرض آپ ادا کیجئے، میں معافی چاہتا ہوں"!"

شاہ فلپ نے کہا، "آپ اتنے بددل ہو چکے ہیں؟"

رچرڈ نے جواب دیا، "امر واقعہ یہی ہے"! —— میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پہلی فرصت میں واپس چلا جاؤں گا، اب آپ حضرات سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جنگ جاری رکھیں گے، ——

آگسٹس نے فلپ کی طرف دیکھ کر کہا، "اگر رچرڈ شیر دل جنگ نہیں جاری رکھ سکتا، تو پھر ہم میں یہ سکت کہاں سے آئی کہ لڑائی جاری رکھیں،!"

شاہ پولینڈ نے کہا "یہ تو ٹھیک ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ہم میدان چھوڑ کر ہٹے تو کیا صلاح الدین ہمارا تعاقب کر کے ہماری جان کا درپے نہیں ہو جائے گا؟"

فلپ نے کہا "ضرور ہو گا ——— لیکن رچرڈ شیر دل نے اس مشکل کا حل بھی کوئی تلاش کر لیا ہو گا۔"

رچرڈ نے فلپ کے استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا،

"ہاں، میں نے اس مشکل کا حل تلاش کر لیا ہے،!"

فلپ، آگسٹس، اور شاہ پولینڈ نے تقریباً بیک آواز سوال کیا،

"تلاش کر لیا ہے؟ ——— کیا ہے وہ؟"

رچرڈ نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا، "صلح!"

تھوڑی دیر تک حاضرین پر سناٹا چھایا رہا، سب خاموش تھے اور دل ہی دل میں نہ جانے کیا کیا سوچ رہے تھے، پھر فلپ نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا،

"صلح، ——— سلطان صلاح الدین سے صلح،!"

رچرڈ نے کہا، "ہاں میرے دوست، اس کے علاوہ اب کوئی چارۂ کار نہیں ہے اپنے تمام وسائل و ذرائع اس جنگ میں ہم نے جھونک دیے، مگر صلاح الدین کو شکست نہ دے سکے، جب ہم تازہ دم تھے، ہماری فوج مور و ملخ کو کثرت تعداد میں شرماتی تھی، ہم بیت المقدس نہ چھین سکے، اور اب تو ہمارے حوصلے مسلسل شکستوں سے افسردہ ہو چکے ہیں، ہمارے وسائل و ذرائع جواب دے چکے ہیں

ہمارے ہزارہا ہزار آدمی موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں، ہمارے بہت سے دوست اور ساتھی ہمیں داغ مفارقت دے چکے ہیں، کئی مغربی ملکوں کی فوجیں جان بچا کر اپنے اپنے وطن بھاگ چکی ہیں، اگر ہم اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ صلاح الدین کو شکست دے سکیں گے یا بیت المقدس چھین سکیں گے تو یہ سادہ لوحی، بلکہ میں تو کہتا ہوں بے وقوفی کی انتہا ہے اب اگر کام بن سکتا ہے تو جنگ کے بجائے صلح سے، یہی ایک آخری تدبیر ہے، باعزت طور پر اس جھگڑے کو ختم کرنے کی"!"

کچھ سوچتے ہوئے آگسٹس نے کہا، "لیکن کیا صلاح الدین کی نظر سے ہماری یہ کمزوریاں مخفی ہیں؟"

رچرڈ نے جواب دیا، "قطعاً نہیں۔"

آگسٹس نے پھر سوال کیا، "تو کیا ان حالات میں صلاح الدین صلح پر آمادہ ہو جائے گا؟"

رچرڈ نے جواب میں کہا، "وہ کیا فیصلہ کرے گا، یہ کہنا مشکل ہے، لیکن وہ بہادر اور صالح ہے، شریف اور نجیب ہے، اس کے مذہب کا فرمان ہے اگر دشمن صلح کی استدعا کرے تو قبول کر لی جائے، وہ مذہبی آدمی ہے یہ جنگ ہی مذہب کے لیے لڑی جا رہی ہے، لہٰذا وہ ہماری استدعائے صلح ٹھکرا نہیں سکتا کسی طرح"!"

فلپ بڑے غور اور توجہ سے رچرڈ کی باتیں سن رہا تھا، اس نے کہا، "یہ ٹھیک ہے، وہ ہماری استدعائے صلح قبول کرے گا، ——— لیکن اپنے شرائط پر"!"

رچرڈ مچل کر بولا، "نہیں میری کوشش یہ ہوگی کہ ہم صلح اپنے شرائط پر کریں"!"

آگسٹس اچھل پڑا، اور کہنے لگا، "کیا کمزور فریق اپنے شرائط پر، زبردست فریق سے صلح کر سکتا ہے؟ ——— کم از کم میں تو اسے اور نہیں کر سکتا،

اس سے زیادہ باحوصلہ، نڈر، بہادر اور شجاع شخص آج تک میری نظر سے نہیں گزرا، اگر وہ جین سے شادی کر لینا منظور کرے تو یہ بات میرے لیے باعث ننگ نہیں باعث فخر ہوگی۔——

رچرڈ کے ان الفاظ نے سب کی سٹی گم کردی، فلپ نے انتہائی حیرت اور دوستی کے لہجے میں کہا،

"لیکن یہ شادی سارے یورپ میں تہلکہ مچا دے گی،!"

رچرڈ نے اکڑ کر جواب دیا، "سارا یورپ نہ صلاح الدین کو شکست دے سکا، نہ بیت المقدس فتح کر سکا، میں اگر جین کو، عادل کے حبالہ عقد میں دے کر بیت المقدس حاصل کر لیتا ہوں، اور عیسائیوں کے لیے اس کے دروازے کھول دیتا ہوں، تو سارے یورپ کو جشن مسرت منانا چاہیے، نہ تہلکہ،!"

ان الفاظ نے جادو کا سا اثر کیا، شاہ پولینڈ جو اس تجویز سے بہت زیادہ برہم تھا گویا ہوا،

"یہ تو بہت ہی عجیب بات کہدی آپ نے ——— کیا اس شادی کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے،؟"

رچرڈ نے اعتماد کے ساتھ جواب دیا، "یقیناً اور قطعاً یہی نتیجہ نکلے گا،!"

گویا خواب سے چونکتے ہوئے فلپ نے کہا، "لیکن کس طرح میرے دوست؟"— ایسی انہونی بات میری سمجھ میں تو نہیں آتی،!"

رچرڈ نے سمجھاتے ہوئے کہا، میری شرط یہ ہے کہ عادل اور جین کی شادی ہو جائے، بیت المقدس ایک آزاد حکومت بن جائے، عادل اس کا بادشاہ ہو، اور جین ملکہ، اور یہ دونوں یعنی بادشاہ اور ملکہ، یعنی عادل اور جین اس بات کی ضمانت دیں، اور اعلان کریں کہ یکساں اور مساوی طور پر مسلمانوں اور عیسائیوں کو بیت المقدس

رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا، "آپ کیا کوئی بھی یاور نہیں کر سکتا، لیکن میری شرائط
ایسے ہیں کہ صلاح الدین انہیں مان لینے پر مجبور ہے اور ان کے مان لینے کے
معنی یہ ہیں کہ شکست میں بھی فتح ہماری رہی، صلح کرکے بھی ہم نے سب کچھ حاصل
کرلیا، !"

شاہ پولینڈ نے پریشانی کے ساتھ پوچھا، "لیکن آپکے وہ شرائط کیا ہیں !"
فلپ نے بھی تائید کی، "بہتر ہے کہ ان شرائط کے تمام پہلوؤں پر ہم بحث
گفتگو کرلیں، !"

آگسٹس نے پہلو بدلتے ہوئے کہا، "یہ تو ہونا ہی چاہیے، !"
رچرڈ نے فاتحانہ تیور سے، گویا ان سب کو وہ احمق سمجھ رہا ہے،
"میری شرط یہ ہوگی کہ صلاح الدین کے بھائی عادل کی شادی، میری بہن شہزادی
جین سے ہو جائے، ——————"

فلپ چونک پڑا، "کیا کہا میرے دوست تم نے ؟"
آگسٹس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں، "جین کی شادی عادل سے، !"
شاہ پولینڈ نے تمتمائے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا، "ایک عیسائی شہزادی
کی شادی ایک مسلمان کے ساتھ، —————— یہ کس طرح ہو سکتا ہے !"

رچرڈ نے برہمی کے عالم میں جواب دیا، "آپ لوگ کیوں اتنے چراغ پا ہورہے
ہیں، جین آپ میں سے کسی کی بہن نہیں ہے میری ہے، اگر یہ ذلت بخش اقدام ہے
تو مجھے ذلیل ہونا پڑے گا، نہ کہ آپ کو، اور میں یہ بتا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا
میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ عادل سے جین کی شادی کرکے رہوں گا، میں نے عادل کو
دیکھا ہے، میں اس سے ملا ہوں، میں نے اس سے باتیں کی ہیں اس سے زیادہ شریف
اس سے زیادہ عالی ظرف، اس سے زیادہ فراخ دل، اس سے زیادہ نیک سرشت

میں آنے، بسنے اور اپنے شعائر مذہبی پر آزادی کے ساتھ عمل کرنے کی آزادی ہو
کسی کے مذہب سے تعرض نہیں کیا جائے گا، جس طرح مسلمانوں کی مسجدیں اور خانقاہیں
آزاد ہوں گی، اسی طرح عیسائیوں کے گرجا اور کلیسا آزاد ہوں گے، جس طرح دنیا
کے ہر ملک کا مسلمان بیت المقدس میں آ سکتا، رہ سکتا، بس سکتا اور شعائر مذہبی پر
عمل کر سکتا ہے اسی طرح دنیا کے ہر عیسائی کو بھی یہی حق حاصل ہوگا، اور اس میں کسی
طرح کی مداخلت نہیں کی جائے گی، مسلمان اپنے مقامات مقدسہ کے محافظ اور امین
ہوں گے، عیسائی اپنے مقامات مقدسہ کے پاسبان اور نگہبان ہوں گے[1]۔ چونکہ بیت المقدس
کا بادشاہ مسلمان ہوگا، اور ملکہ عیسائی ہوگی، لہٰذا وہاں یکساں طور پر عیسائیوں اور مسلمانوں
کو مساوی سہولتیں حاصل رہیں گی، ——— بتائیے کیا ان شرائط کے بعد بھی یورپ پر
اس شادی کے خلاف تہلکہ مچ سکتا ہے؟ کیا ان شرائط پر عمل درآمد کے بعد بھی یورپ
میرے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرے گا؟ ——— حالانکہ اسے میرا ممنون ہونا چاہئے
کہ اتنی بڑی قربانی دے کر میں نے دنیا کے عیسائیوں کو ایک دیرینہ حسرت اور آرزو
خوش اسلوبی کے ساتھ پوری کر دی"؟"

فلپ اٹھا، اور رچرڈ سے بغلگیر ہوتا ہوا بولا "آج میں قائل ہو گیا، ———
رچرڈ جس طرح تم جنگ کے میدان میں یکتا ہو، اسی طرح تدبر اور فراست میں بھی
اپنا جواب نہیں رکھتے، بلاشبہ اگر یہ شرائط تسلیم کر لیے جائیں تو یہ ہماری بہت
بڑی لائق رشک اور قابل فخر کامیابی ہوگی"! ——— کیوں آگسٹس؟"

شہنشاہ آگسٹس نے تیوری پر بل ڈال کر کہا، "ہاں یقیناً ——— لیکن

---

[1] تمام یورپین اور عربی تاریخوں میں جین اور عادل کی شادی سے متعلق رچرڈ کے یہی شرائط درج کیے گئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا جمین اپنے مذہب پر قائم رہ سکے گی؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کا شوہر مسلمان ہو، اور وہ خود عیسائی رہے؟"

رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا، ایسا ہی ہوگا میرے دوست، مسلمانوں کے مذہب میں، اہل کتاب عورت کے ساتھ نکاح جائز ہے، گو عادل اور جمین میاں بیوی ہوں گے لیکن دونوں اپنے اپنے مذہب پر قائم رہیں گے'!"

آگسٹس کے چہرے پر رونق آگئی، اس نے کہا، "اگر یہ بات ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، میں اس تجویز کی پرزور حمایت کرتا ہوں'!"

شاہ پولینڈ نے پوچھا، "لیکن اس تجویز کو صلاح الدین کے پاس لے کر کون جائے گا؟"

رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا، "میں خود؟"

فلپ نے ناگواری کے ساتھ کہا، "یہ کیونکر ممکن ہے؟"

آگسٹس کی تیوریاں پھر چڑھ گئیں، وہ کہنے لگا، "یہ ہماری ذلت ہے! یہ تمہاری ذلت ہے'!"

رچرڈ نے زیر لب تبسم کے ساتھ سوال کیا "پھر آپ کی رائے میں کیا ہونا چاہیے؟"

آگسٹس نے جواب دیا، "کیوں نہ صلاح الدین سے کہا جائے کہ وہ اپنا سفیر یہاں بھیجے؟"

رچرڈ نے پوچھا، "اس سے کیا فائدہ ہوگا؟"

فلپ نے کہا، "اس طرح ہم وقار اور تحمل کا مظاہرہ کر سکیں گے، ہماری جو گفتگو ہوگی، اس میں ہماری آن اور شان مجروح نہیں ہونے پائے گی۔ بے شک ہم جمین کی شادی عادل کے ساتھ کر دینے پر تیار ہیں، یہی بات اگر صلاح الدین کے لشکر میں جا کر کہی جائے تو ذلت ہے، اگر اس کے سفیر یہاں آئیں، ان سے دوران

گفتگو میں برسبیل تذکرہ یہ بات بھی کہہ دی جائے تو ہمارا وقار مجروح نہیں ہوگا،!
رچرڈ ہنسنے لگا،

فلپ نے پوچھا، "آپ کو ہنسی کس بات پر آئی؟"

رچرڈ نے جواب دیا، "آپ حضرات کے اندازِ فکر، اور میرے اندازِ فکر میں بہت سی باتوں پر اختلاف کے باوجود ہم آہنگی پائی جاتی ہے، کم از کم اس آخری بات میں آپ اور میں بالکل متفق ہیں، میں بھی یہی سوچ رہا تھا،! اور بالکل اسی نتیجہ پر پہنچا تھا،!

آگسٹس نے مطمئن ہو کر کہا، "بس تو پھر صلاح الدین کو لکھ بھیجئے کہ ہم بعض اہم مسائل پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں، اپنا سفیر بھیج دے ہمارے پاس،!"

فلپ نے ٹوکا، "صاف صاف کیوں نہ لکھ دیا جائے کہ اس خوں ریز جنگ کو ختم ہونا چاہیے، ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے مابین صلح ہو جائے، اگر آپ اس تجویز سے متفق ہوں تو اپنا سفیر بھیج دیجیے"، اور آپ کے ذہن میں کچھ شرائط اور تجاویز اس سلسلے میں ہوں تو ان سے بھی مطلع فرمایئے،!"

رچرڈ نے کہا، "میں نے یہی لکھا تھا،!"

آگسٹس نے پوچھا، "آپ لکھ بھی چکے؟"

رچرڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا، "ہاں، کئی دن ہوئے،!"

فلپ نے سوال کیا، پھر کیا جواب دیا سلطان صلاح الدین نے؟"

رچرڈ نے بتایا اس نے محبت پر تپاک اور مخلصانہ جواب دیا ہے، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے سفیر آ بھی گئے ہیں! یہ سنکر تمام حاضرین اچھل پڑے، فلپ نے ہنستے ہوئے کہا، "رچرڈ ایک مرتبہ ہم پھر تمہارے تدبر کے سامنے سر جھکاتے ہیں!"

# رچرڈ اور عادل

بڑشعبہ کے ایک نہایت پر تکلف، آراستہ پیراستہ اور شاندار خیمہ میں بہاء الدین شداد، اور ملک العادل مقیم ہیں، شہنشاہ رچرڈ کی طرف سے ان کی ضیافت، اور خاطر تواضع کا شاہانہ شان وشکوہ کے ساتھ انتظام ہو رہا ہے، رات کو رچرڈ نے گفتگوئے صلح سے پیشتر، بہاء الدین اور عادل کو طعام شب پر مدعو کیا، دستر خوان الوان نعمت موجود تھے، یورپین اور عربی طرز کے کھانے بکثرت ایک سے بڑھ کر ایک موجود تھے، اتنے عرصہ تک اس خطہ میں قیام کرنے کے بعد خود رچرڈ بھی عربی طرز کے کھانوں کا شائق ہو گیا تھا، اور انہیں مزے لے لے کر کھایا کرتا تھا،

رچرڈ کی اسکیم یہ تھی کہ آج رات کو کھانے پر اخلاقی اور رسمی قسم کی باتیں کی جائیں، اور کل صبح کے وقت اطمینان سے تجاویز اور شرائط صلح پر گفتگو کی جائے، رچرڈ اس وقت بہت خوش اور ہشاش بشاش نظر آرہا تھا بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ وہ انگلستان کا فرماں روا نہیں ایک مشرقی وضع کا میزبان معلوم ہو رہا تھا، اس کے اخلاق اور برتاؤ سے بہاء الدین اور عادل دونوں بہت

دیکھا، رچرڈ نے محبت اور شفقت کے ساتھ اس کے شانے پر ہاتھ رکھا، اور کہا،
"میرے عزیز خفا نہ ہو، میں نے یہ بات تمہارا دل دکھانے یا توہین کرنے کے لیے نہیں کہی ہے، لیکن سچی بات تھی اس لیے بے ساختہ زبان پر آگئی،"
عادل نے اور زیادہ متحیر ہو کر رچرڈ کو دیکھا، اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا،
"نوجوان ہونا، غصہ آگیا، ——— میرے عزیز میرا مطلب یہ تھا کہ جو بات تم نے میرے بارے میں کہی وہی میں تمہارے لیے سوچ رہا تھا، تم نے میرا خیال چرا لیا، میرے خیال پر ڈاکہ ڈالا، ——— کیا پھر بھی تمہیں ڈاکو نہ کہوں؟"
بہاء الدین شداد ہنس پڑا، عادل کے ہونٹوں پر تبسم کھیلنے لگا، اس نے انکسار کرتے ہوئے کہا،
"میرا اور آپ کا کیا مقابلہ، ——— آپ، آپ ہی ہیں،!"
رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا، یہ نہ کہو، ——— تمہاری بہادری اور شجاعت کے کرشمے اپنی ان آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں، تم جس طرح ڈاکو ہو اسی طرح قاتل بھی ہو، تم نے میرے بہت سے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا،!" ——— پھر خفا ہو جاؤ، قاتل کے لفظ پر!"
عادل ہنس پڑا،
رچرڈ نے بہاء الدین شداد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، "یہ صاحبزادے جو اس وقت سراپا انکسار و تواضع بنے بیٹھے ہیں، نہایت سعادت مند، بڑے خلیق اور اتنی کم آنکھ چار کر کے بات نہیں کرتے، مؤدب اتنے کہ چونکہ ان سے عمر میں بڑا ہوں، اور سلطان صلاح الدین سے دعوائے مساوات رکھتا ہوں، اس لیے

متاثر ہوئے،

رچرڈ نے سلسلۂ کلام شروع کرتے ہوئے عادل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"میدانِ جنگ میں ایک ایک حریف کی حیثیت سے، ہم کئی مرتبہ مل چکے ہیں، اور آج پہلی مرتبہ دوست کی حیثیت سے ایک دسترخوان پر بیٹھے ہیں کیا یہ خوشی کا موقع نہیں ہے؟"

عادل نے جواب دیا، "اس سے بڑھ کر مسرت بخش موقع اور کیا ہو سکتا ہے، آپ کے اخلاق، تپاک اور گرم جوشی کو دیکھ کر بار بار میرے دل میں یہ آرزو مچلتی ہے کہ ہم ہمیشہ دوست ہی رہتے، دشمن کی حیثیت سے ایک دوسرے کے سامنے کبھی نہ آتے، !"

یہ الفاظ سُن کر رچرڈ کا چہرہ دفورِ مسرت سے گلنار ہو گیا، اس نے ابھی جواب میں کچھ نہیں کہا تھا کہ عادل گویا ہوا،

"لیکن دشمن کی حیثیت سے ایک دوسرے کے سامنے آنے سے بہت بڑا فائدہ بھی ہوا، !"

رچرڈ نے حیرت سے عادل کی طرف دیکھا، اور پوچھا،

"فائدہ؟ اور وہ بھی بہت بڑا؟"

عادل نے جواب دیا،" ایسا نہ ہوتا تو آپ کی بے نظیر شجاعت اور لیاقت کے حیرت انگیز مناظر کس طرح دیکھنے میں آتے، !؟"

رچرڈ کا چہرہ ایک لمحہ کے لیے سرخ ہو گیا، پھر اس کے ہونٹوں پر تبسم رقص کرنے لگا، اس نے کہا،

" عادل تم ڈاکو ہو، !"

عادل نے حیرت، کسی قدر برہمی، اور حد درجہ استعجاب کے ساتھ اس کی طرف

ہوں نا؟"

عادل نے زیر لب تبسم کے ساتھ لیکن شائستگی اور متانت سے جواب دیا،

"واقعہ تو یہی ہے ——— لیکن میدان جنگ میں اس کے سوا اور ہو تا کیا ہے؟

"پھر میں تمہیں کیوں بچانے کی فکر کر رہا تھا؟!"

"اس لیے کہ آپ کو اپنے بر سر حق ہونے کا اتنا یقین نہیں تھا، جتنا مجھ تھا،!

رچرڈ نے متحیر نظروں سے عادل کو دیکھا اور پوچھا،

"یہ تم نے کیا کہا،؟ کیا اپنا مطلب واضح کر سکتے ہو؟"

وہ بولا،" میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آدمی سچائی، صداقت اور حق کے لیے لڑ رہا ہو، تو وہ کسی کے ساتھ رعایت نہیں کر سکتا، لیکن اگر اسے اپنے بر سر غلط ہونے کا یقین ہو، یا کم از کم یہ کہ وہ اپنے آپ کو سچائی کی آخری منزل پر نہ سمجھتا ہو تو وہ رعایت بھی کر سکتا ہے اور مروت بھی، مجھے چونکہ اپنے حق پر ہونے کا کامل یقین تھا، میں آپ کے ساتھ، آپ کی ذاتی خوبیوں اور کشش کے باوجود رعایت نہیں کر سکا، آپ کے ساتھ یہ صورت نہ تھی، اس لیے آپ مجھ دے جانے پر راضی ہو گئے، !"

رچرڈ نے اور زیادہ متحیر ہو کر، عادل کو دیکھا اور کہا، "حیرت ہے!"

عادل نے کہا، "اگر میں نے ایک مثال دے کر اپنا مدعا بیان کر دیا تو شاید آپ کی حیرت رفع ہو جائے گی،!"

رچرڈ نے اشتیاق اور آمادگی کے ساتھ کہا، "ضرور، ضرور، ہم بڑے شوق سے سن رہے ہیں،!"

عادل نے کہا، ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین دوست

اپنے آپ کو میرا خورد خیال کرتے ہیں، ہاں تو شداد صاحب، یہی صاحبزادے جب کبھی میدان جنگ میں میرے سامنے آتے ہیں تو اتنے خوفناک بن کر جلیے میرے بدن کے ایک ایک قطرۂ خون کو اپنی شمشیر خارا شگاف سے قیمہ قیمہ کر ڈالیں گے۔

عادل بے ساختہ ہنس پڑا، اس نے کہا "خون بھی قیمہ قیمہ کیا جاتا ہے کہیں!"

رچرڈ نے ہنستے ہوئے کہا، "بھئی تمہارا بس چلے تو ضرور کر ڈالو، !"

عادل نے کہا، "میں آپ کا احترام کرتا ہوں، !"

وہ بولا، "ہاں کرتے ہو، مانتا ہوں، لیکن صرف مجلس امن میں، اور میدان رزم ہو تو تم سے بڑھ کر بھی کوئی دشمن ہو سکتا ہے، !" —— مجھے تو تجربہ بھی ہو چکا ہے، !"

شداد نے ہنستے ہوئے سوال کیا "آپ کو تجربہ بھی ہو چکا ہے، !"

وہ کہنے لگا، "جی ہاں، —— ایک مرتبہ میرا ان کا آمنا سامنا ہو گیا —— جانے کیا بات ہے اس خوش خصال اور خوش اطوار نوجوان سے مجھے پہلی ہی نظر میں ایک طرح کا تعلق قلب ہو گیا، میرے دل سے بے ساختہ آواز اٹھی یہ شخص برا نہیں ہو سکتا، اور پھر بعد میں اس شخص کی فیاضی، رواداری، سیر چشمی اولوالعزمی، اور شجاعت و تہور کے جو واقعات دوستوں اور دشمنوں کی زبان سے سنے، ان سے اس وجدان کی تصدیق بھی ہو گئی، —— خیر تو جناب میرا اور ان حضرت کا آمنا سامنا ہو گیا، میں چونکہ متاثر ہو چکا تھا، اس لیے میں نے کوشش کی یہ میرے ہاتھ سے زخمی نہ ہوں، میں نے چاہا طرح دے کر نکل جاؤں میں تو اس خیال میں تھا، اور آپ کے ملک العادل صاحب نے بھرپور وار تلوار کا جو کیا ہے تو اگر کہیں میں غرق آہن نہ ہوتا تو انہوں نے میرا اور میری زندگی کا فیصلہ کر دیا تھا، ! —— (عادل سے مخاطب ہو کر) کیوں بھئی سچ کہہ رہا

ساتھی، اور پہلے خلیفہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ——

رچرڈ بول پڑا، "ہاں میں نے یہ نام سنا ہے"!"

عادل نے سلسلۂ سخن جاری رکھتے ہوئے کہا،

"انہی حضرت ابو بکر کا قصہ ہے کہ فروغ اسلام کے کافی عرصہ کے بعد ایک ا
یہ اپنے چہیتے بیٹے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، کہ اس نے کہا، ابا جان، فلاں جنگ میں
جب آپ رسول اللہ کی طرف سے لڑ رہے تھے، اور میں کافروں کی طرف سے، کیونکہ
اس وقت تک میں نے اسلام نہیں قبول کیا تھا، ایک مرتبہ آپ بالکل میری زد پر آگئے
تھے، ایک ہی ہاتھ میں آپ کا سر قلم ہو سکتا تھا، لیکن میں ایسا نہ کر سکا، طرح دے گیا
اور آپ بچ گئے"!" —— اس کے جواب میں حضرت ابو بکر رضہ نے فرمایا، "جان
پدر، اگر تم میری زد پر آجاتے تو میں ضرور تمہاری گردن قلم کر دیتا"!"

ذرا سے ذرا عادل خاموش ہوا، پھر اس نے کہا،

غور کیجیے، ایک محبت کرنے والا باپ اپنے چہیتے بیٹے سے یہ کہہ رہا ہے کہ گو
تم نے میرے ساتھ جنگ میں رعایت کی، لیکن اگر تم میری زد پر آجاتے تو میں ہرگز
تمہارے ساتھ رعایت نہ کرتا، یہ الفاظ کون کہلوا رہا ہے؟ حق اور صداقت پر
غیر متزلزل ایمان، ابو بکر رضہ کو اپنے برسر حق ہونے کا جلتا یقین محکم تھا، ان کے
بیٹے گو نہ تھا، وہ اگر بیٹے کے ساتھ رعایت کرتے تو حق کے ساتھ غداری کرتے"!"

رچرڈ مسکرایا، "تو یہ ہے تمہارا مطلب؟"

عادل نے کہا، "جی ہاں یہ ہے میرا مطلب" —— اور آپ سے یہ
عرض کرتا ہوں کہ حق و باطل کی جنگ میں اگر سلطان صلاح الدین، جو میرے بھائی ہیں
میرے بادشاہ ہیں جن کا سلوک میرے ساتھ وہ ہے جو سراپا محبت باپ کا بیٹے کے ساتھ
ہوتا ہے، میرے سامنے آجائیں، تو ویسا ہی بھرپور وار ان پر بھی کردوں گا، جیسا آپ

کیا تھا، دوستی کی مجلس اور جنگ کے میدان میں ایک مسلمان کا طرزِ عمل بالکل مختلف ہوتا ہے،

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو تلوار ہے مومن!

!

رچرڈ غرقِ حیرت عادل کو ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگا،!

---

# رچرڈ اور عادل کی بحث

عادل کی اس گفتگو سے رچرڈ اور زیادہ متاثر ہوا، اس نے عادل کے بارے میں جو رائے قائم کر رکھی تھی، وہ اور زیادہ محکم اور مستحکم ہو گئی، وہ سوچنے لگا، یہ شخص کتنا جری، کتنا صاف گو، اور کتنا بیباک، یہ جرأت اور بیباکی اس شخص میں ہی ہو سکتی ہے جو حد درجہ مخلص ہو، اپنے خیالات و اعتقادات میں سچا ہو، اس نے تحسین کی نظر سے عادل کو دیکھا، اور گویا ہوا،

"تمہارے ان خیالات سے اور تمہارے اس انداز تکلّم سے میں بہت زیادہ متاثر ہوا، لیکن میرے عزیز کیا لڑائی حق کے لیے بھی لڑی جا سکتی ہے،؟"

عادل نے چونک کر رچرڈ کی طرف دیکھا، اور پوچھا،

"کیا آپ ناحق کے لیے لڑ رہے ہیں؟"

رچرڈ نے ایک قہقہہ لگایا، اور کہا،

"گویا ہماری اس جنگ میں حق کی، یعنی مذہب کی آمیزش ہے، لیکن درحقیقت یہ سیاسی جنگ ہے، یہ اقتدار کی جنگ ہے، یہ وقار کی جنگ ہے، چونکہ تم نے بڑی صاف گوئی سے کام لیا ہے، لہٰذا میں نے بھی لگی لپٹی رکھے بغیر، اپنے خیالات ظاہر

کر دیے"!"

عادل نے کہا، "یہ آپ نے اچھا کیا، ——— لیکن اپنے بارے میں، بلکہ مسلمانوں کے بارے میں مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ ہم اگر لڑتے ہیں تو صرف حق کے لیے، سیاست، اقتدار، وقار، ذاتی مصالح، ان میں سے کوئی چیز بھی ہمارے لیے کشش نہیں رکھتی، ہم بیت المقدس کی جنگ اس لیے نہیں لڑ رہے ہیں کہ ہمیں حکومت چاہیے، وہ تو ہمیں الحمدللہ کہ حاصل ہے اور اسے دنیا کی کوئی طاقت ہم سے نہیں چھین سکتی، ہم محض اس لیے لڑ رہے ہیں کہ خدا کے گھر کو کفر کی نجاست سے دور رکھیں!"

رچرڈ نے پہلو بدلتے ہوئے کہا "بہت سخت الفاظ استعمال کر رہے ہو تم"!

عادل نے جواب دیا، "میرا مقصد آپ کا دل دکھانا نہ تھا، اگر آپ کو تکلیف پہنچی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں، لیکن (مسکراتے ہوئے) اپنے الفاظ واپس لینے کو تیار نہیں ہوں!"

"(محبت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے) معافی مانگنے کے باوجود بھی الفاظ واپس لینے کو تیار نہیں ہو، یہ تو دھاندلی ہوئی بھئی"!

"جی نہیں ایسا نہیں ہے، معافی میں نے اس لیے مانگی ہے کہ آپ کے جیسے شفیق اور مہربان شخص کے دل کو صدمہ پہنچانا مناسب نہ تھا بس اس لیے، اور الفاظ واپس لینے کو یوں تیار نہیں ہوں کہ کوئی غلط بات میں نے نہیں کہی تھی"!

"کیا اپنا سچ ثابت کر سکتے ہو؟"

"ضرور، بشرطیکہ آپ برا نہ مانیں!"

"بے تامل تم اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہو"!

"آپ صاحب جب کوئی علاقہ فتح کرتے ہیں، تو وہاں کے وسائل و ذرائع پر قبضہ

عذر درو صولی کی ——————

"جزیہ کیا بلا ہے؟"

مسلمانوں کو تو ہم جبری طور پر فوج میں بھرتی کرتے ہیں، لیکن غیر مسلموں کو نہیں کر سکتے، ہماری جنگ، مسلمانوں کے لیے جہاد ہے، جو ان کی فلاح دین و دنیا کی ضامن ہے، لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کے عقاید ہم سے مختلف ہیں انہیں ہم مجبور کریں کہ ہمارے پہلو بہ پہلو، دشمن سے وہ بھی لڑیں! انہیں آزادی ہے کہ جنگ سے الگ رہیں، لیکن چونکہ ان کی حفاظت ہم پر فرض ہے، اس لیے ایک معمولی سا ٹیکس، یعنی تقریباً ڈھائی روپے سالانہ ہم ان سے وصول کرتے ہیں، اور ان کے نگہبان بن جاتے ہیں'! "

"حمص کے عیسائیوں سے تم نے جزیہ لیا، پھر؟"

"پھر ہمیں قیصر سے جنگ کرنا پڑی، جنگی مصالح کا تقاضا یہ تھا کہ ہم حمص سے دستبردار ہو جائیں۔ چنانچہ اس شہر کو چھوڑتے ہوئے ہم نے وہ تمام رقم جو جزیہ کی صورت میں عیسائیوں سے لی تھی، ایک ایک پائی کر کے واپس کر دی'؛ "

"واپس کر دی ؟ ـــ کیا یہ واقعہ ہے؟ "

"آپ حمص کے پادری سے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں' ـــــــ

"حیرت انگیز ـــــــ کیا اس دنیا میں ایسے لوگ بھی بستے ہیں' ؟ "

"اور آپ جانتے ہیں ہمارے اس طرز عمل کی داد حمص کے عیسائیوں نے کس طرح دی؟"

"مجھے نہیں معلوم، لیکن میں خوشی سے سنوں گا'! "

"انھوں نے اجتماعی طور پر اپنے خدا سے دعا کی کہ خدا قیصر کو شکست دے، اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے'! "

کر لیتے ہیں، وہاں کے لوگوں کو غلام بنا لیتے ہیں، مسجدیں ڈھا دیتے ہیں، مسلمانوں کو قتل کر دیتے ہیں، ان کی عورتوں کو لونڈی، اور باندی بنا لیتے ہیں، ان کے دولت مندوں کو فقیر کر دیتے ہیں، ان سے زندہ رہنے کا حق چھین لیتے ہیں، ——— ہر فاتح یہی کرتا ہے؟"

"یہ غلط ہے، ——— ہم نے بھی دنیا کا ایک بڑا حصہ فتح کیا ہے، ہم نے بھی عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں کو اپنا محکوم بنایا ہے، لیکن ہم نے کہیں بھی ایسا نہیں کیا؟

"کیا کیا تم نے؟"

"ہم نے اپنے مفتوحوں کو مکمل شخصی آزادی عطا کر دی، ان کی خواتین کا احترام کیا، ان کے شعائر مذہبی میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کی، ان کے اکابر کی عزت کی، ان کے مذہبی پیشواؤں کے وقار میں فرق نہیں آنے دیا، ان پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کی، حد یہ ہے کہ مسلمانوں سے امن اور جنگ ہر صورت میں ہم نے بڑے بڑے ٹیکس وصول کیے، لیکن غیر مسلم رعایا سے جزیہ کی ایک نام نہاد، اور معمولی سی رقم کے علاوہ کچھ وصول نہیں کیا، وہ بھی غریبوں، معذوروں، اور پریشان روزگاروں سے نہیں بلکہ ہم نے ان کی مدد کی، انہیں آذوقہ مہیا کیا، ان کے لیے زندہ رہنے کا سرو سامان بہم پہنچایا،!"

"تم اچھے شاعر معلوم ہوتے ہو،!"

"جی نہیں، یہ شاعری نہیں ہے، حقیقت ہے، ٹھوس، اٹل، اور ناقابل انکار حقیقت چاہے حمص کے عیسائیوں سے پوچھتے ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا؟"

"تم خود کیوں نہیں بتاتے؟"

"ہم نے حمص فتح کیا، اور ایک عیسائی کا مال بھی نہیں لوٹا، البتہ جزیہ کی رقم

"ارشاد ——— فرمایئے"!

"کیا تمام مسلمان ایسے ہی ہیں جیسے تم ہو"؟

"میں تو ایک بہت معمولی آدمی ہوں، ورنہ قومی اور ملی حیثیت سے دوسرے مسلمان مجھ سے کہیں زیادہ بہتر اور برتر ہیں"!

"(بہاء الدین سے مخاطب ہو کر) کیوں میرے دوست کیا ملک العادل نے یہ بات بھی سچ کہی ہے"؟

"(ادب کے ساتھ) آپ دونوں مساوی حیثیت رکھتے ہیں بھلا میری کیا مجال کہ اس طرح کی ذاتی اور نجی گفتگو میں حصہ لے سکوں، میں تو سلطان صلاح الدین کی طرف سے صرف اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجاویز صلح پر گفتگو کروں"!

رچرڈ نے بڑی اپنایت کے ساتھ کہا، "وہ تو ہوگی، لیکن آج نہیں کل"!

——— ملک العادل کیا تم بھی ہماری گفتگو میں شریک ہوگے"!

عادل نے جواب میں کہا، "میں تو صرف اس لیے آگیا کہ آپ سے ملنے کا اشتیاق تھا، آپ نے اصرار کیا تھا کہ سلطان کی طرف سے جو سفرا آئیں ان میں عادل ضرور ہو اس اصرار نے سمند شوق پر تازیانے کا کام کیا حاضر ہو گیا، باقی رہا تجاویز صلح کا معاملہ، اور ان پر بحث و گفتگو تو یقین کیجیے کہ بہاء الدین امور سیاست کے ماہر ہیں اور سلطان کے خاص الخاص معتمدین میں ان کا شمار ہوتا ہے، ان کے تدبر، فراست، ذہانت، ذکاوت اور وفاداری کا سلطان کلمہ پڑھتے ہیں، جو کچھ یہ طے کرلیں گے، سلطان کی طرف سے اس پر مہر تصدیق ثبت کردی جائے گی"!

رچرڈ نے سوال کیا، "اور تم بھی اسے منظور کرلو گے"؟

"میں تو ان کا اس طرح احترام کرتا ہوں کہ ان کی کوئی بات خواہ سلطان نامنظور

"تم کس طرح کی باتیں کر رہے ہو میرے عزیز؟ میں ان پر کس طرح یقین کر سکتا ہوں؟"

"یقین کرنے نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے، لیکن میں نے کوئی بات غلط نہیں کی ——— ہم آپ کی یعنی عیسائیوں کی نظر میں بے دین ہیں، لیکن وہ ہماری فتح یابی کے لیے خدا سے دعا کر رہے تھے، اور اپنے ہم مذہبوں کی شکست چاہ رہے تھے، ——— کیا آپ جانتے ہیں ایسا کیوں تھا؟"

"یہی سب بتانے کے لیے تو بیٹھے ہو، بتاؤ، میں معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"اس لیے کہ ان کے ہم مذہب حکمراں ان پر ظلم کرتے تھے، انہیں غلاموں سے بدتر سمجھتے تھے، لوٹتے تھے، رشوتیں لیتے تھے، ستاتے تھے، انصاف سے محروم رکھتے تھے، خود زیادہ سے زیادہ آسائشیں حاصل کرتے تھے، لیکن انہیں زیادہ سے زیادہ تکلیفیں پہنچا کر، اس کے برعکس ہم نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا، جو ایک اسلامی حکومت، ایک مسلمان کے ساتھ کر سکتی ہے، بے شک ہمارا ان کا مذہب جدا تھا، لیکن ایک شہری کی حیثیت سے انہیں وہی حقوق حاصل تھے، جو ایک مسلمان کو حاصل ہو سکتے ہیں، کسی طرح کی تفریق نہ تھی، کسی طرح کا امتیاز نہ تھا، کسی طرح کا تفاوت نہ تھا، ہمارے اس طرز عمل نے ان کے دل کو فتح کر لیا، اور وہ ہمارا کلمہ پڑھنے لگے!"

"(مسکراتے ہوئے) ملک العادل کیا تم مجھے مسلمان کرنے کے لیے یہاں آئے ہو؟"

"(زیر لب تبسم کے ساتھ) کاش یہ سعادت آپ حاصل کر سکیں! اور مجھے آپ کے قلب سلیم سے توقع ہے کہ جلد یا بدیر یہ سعادت آپ کے حصے میں ضرور آئے گی!"

"اچھا میرے ایک سوال کا جواب دو!"

کردیں مگر میں سر تسلیم ضرور خم کروں گا، یہ میرے بزرگ کی حیثیت رکھتے ہیں!"

پھر ڈستے ہنستے ہوئے بہاء الدین کو مخاطب کیا،

"دیکھو میرے دوست ملک العادل نے یہ بات بھی سچ کہی ہے۔"

بہاء الدین نے جواب دیا، "واقعہ تو یہی ہے کہ سلطان، اور ان کے خاندان کے لوگ عام طور پر ضرورت سے زیادہ میری عزت کرتے ہیں، اور شہزادہ عادل ان سب میں پیش پیش ہیں۔"

# بہاء الدین اور رچرڈ

اور دوسرے دن صبح کو جب رچرڈ نے بہاء الدین کو شرف باریابی عطا کیا، تو واقعی عادل موجود نہ تھا، سلطان نے پرتپاک استقبال کرتے ہوئے پوچھا،

"ملک العادل کہاں رہ گئے؟"

بہاء الدین نے جواب دیا، " شاہ فلپ اور شہنشاہ آگسٹس اور شاہ پولینیا کے ساتھ وہ صبح ہی صبح شکار کو تشریف لے گئے ہیں"!"

رچرڈ کی تیوری پر بل پڑ گئے!

"ان لوگوں سے ملک العادل کی کب ملاقات ہوئی؟"

بہاء الدین نے بتایا، " رات جب آپ کے ہاں سے فارغ ہو کر ہم لوگ اپنے خیمہ میں پہنچے تو یہ تینوں حضرات موجود تھے، بڑی گرم جوشی سے ملے، اور بے تکلفانہ گفتگو کرتے رہے، اور پھر رخصت ہونے سے پہلے شکار کا پروگرام طے کرتے گئے"!"

رچرڈ کے ماتھے پر بدستور شکنیں موجود تھیں، اس نے کہا،

"آپ اتنے تجربہ کار، اور جہاندیدہ شخص ہیں، آپ نے یہ کس طرح گوارا کر لیا،

اب تو بہاء الدین پر بھی سراسیمگی طاری ہوگئی، اس نے پریشان ہو کر سوال کیا،

"شہزادے کے لیے کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "یقیناً نہیں ہے ــــــ لیکن ہو بھی سکتا ہے! میں تو دشمن ہونے کے باوجود سلطان کا، ملک العادل کا دوست ہوں، لیکن دوسرے تو صرف دشمن ہی ہیں، ان کی دوستی پر کم از کم میں تو اعتماد نہیں کر سکتا،!"

بہاء الدین نے کہا، "ویسے اگر کسی طرح کی شرارت ہوئی تو مجھے یقین ہے انشاء اللہ ملک العادل کا بال بھی بیکا نہ ہوگا،!"

"یہ کس طرح کہہ رہے ہیں آپ؟"

"اس لیے کہ یہ صرف تین آدمی ہیں، اور صرف تین آدمی، تین سو برس تک بھی اسے شکست نہیں دے سکتے ــــــ"

"یہ تو مجھے بھی یقین ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ میرا معزز اور محبوب مہمان میرے حدود میں کیوں مبتلائے خطر ہو؟ ــــــ کم از کم میں اسے برداشت نہیں کر سکتا،!"

یہ کہہ کر رچرڈ نے تالی بجائی، فوراً کئی مسلح غلام حاضر ہوئے، اس نے حکم دیا،

"ہمارے حاجب خاص، (چیمبرلین) سیموئل کو حاضر کرو،!"

ذرا دیر میں سیموئل حاضر ہوگیا، رچرڈ نے اس سے کہا،

"ہمارے معزز مہمان، ملک العادل، شاہ فلپ وغیرہ کے ساتھ بہت صبح شکار کو چلے گئے ہیں گو انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن اپنے تعلق کے سبب ہم پریشان ہیں تم اپنے منتخب اور آزمودہ، دو درجن نائٹوں کو لے کر فوراً شکارگاہ کی طرف جاؤ،

ر سایے کی طرح شہزادے کے ساتھ رہو، اور اگر ضرورت پڑے تو ان کی
حفاظت میں اپنی جان تک قربان کردو، ——— جاؤ، فوراً جاؤ، !"
سیموئل یہ حکم سن کر روانہ ہوگیا،
سیموئل کے جانے کے بعد کچھ دیر رچرڈ خاموش بیٹھا رہا، آخر بہاء الدین
نے طلسم سکوت توڑا اس نے کہا،
"ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی خطرہ پیش آ سکتا ہے ہمارے شہزادے کو ——
اگر یہ صورت ہے تو پھر میں بھی اجازت چاہتا ہوں، شکار گاہ کی طرف جانے
کی، ان کی حفاظت کرنا، اور ان کی حفاظت کرتے ہوئے جان نثار کر دینا،
سیموئل سے زیادہ میرا فرض ہے، ———
رچرڈ نے ہنستے ہوئے کہا نہیں میرے دوست اس کی ضرورت نہیں ہے،
میں نے صرف احتیاطاً سیموئل کو بھیج دیا ہے"!،
بہاء الدین خاموش ہوگیا، رچرڈ نے کہا،
"ہاں، ——— تو اب ہمیں اصل موضوع گفتگو پر آجانا چاہیے"!،
بہاء الدین نے عرض کیا، "حضور والا کے ارشادات میں بڑی توجہ سے
سننے کی عزت حاصل کروں گا، !"
رچرڈ نے کہا، "ہم چاہتے ہیں جو لڑائی ہمارے اور سلطان صلاح الدین
کے مابین اتنے عرصہ سے جاری ہے، وہ ختم ہو جائے"، !"
"اگر ایسی کوئی صورت نکل سکے، تو سلطان کو بھی خوشی ہوگی"، !"
"اتنے دنوں میں ہزارہا ہزار آدمی قتل ہو چکے ہیں، آخر یہ سلسلہ کب تک
جاری رہے گا، ؟ ——— کیا ہماری دشمنی دوستی میں نہیں تبدیل
ہو سکتی"؟"

"سلطان نے آج تک کبھی دوستی کا ہاتھ نہیں جھٹکا، اگر واقعی آپ دوس
بننا چاہتے ہیں تو انہیں حد درجہ مخلص، سچا، اور کھرا دوست پائیں گے،!"

"ہمارا خیال بھی یہی ہے،!" ——— تو جب صورت یہ ہے تو پھر یہ جنگ
کیوں جاری رکھی جائے؟"

بہاء الدین نے ہنستے ہوئے کہا، "تو ختم کر دیجئے پھر" ——— اور میں
یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے سلطان والا شان آپ کو الوداع کہنے کے لیے بہ نفس
نفیس ساحل تک تشریف لائیں گے،!"

رچرڈ سنجیدہ ہو گیا، اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا،

"میں صلح چاہتا ہوں، میں جنگ بند کرنا چاہتا ہوں، میں سلطان سے
نہ ٹوٹنے والا دوستی اور محبت کا رشتہ قائم کرنا چاہتا ہوں، مگر سوال یہ ہے
کہ کیا تالی ایک ہی ہاتھ سے بجتی رہے گی؟ خود سلطان کا ردِ عمل کیا ہوگا؟"

بہاء الدین نے بھی سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا، "آپ سلطان کو حاضر و غائب
اپنا دوست، اپنا مخلص، اور اپنا یار وفادار پائیں گے،!"

رچرڈ نے اور زیادہ سنجیدہ ہو کر کہا، "یہ لڑائی بیت المقدس کے لیے
لڑی جا رہی ہے، عیسائیوں کے جذبات بھی نقطۂ عروج پر پہنچے ہیں، اور
مسلمانوں کے بھی، مسلمان اگر اسے جہاد سے تعبیر کرتے ہیں، تو عیسائی بھی اسے مقدس
ترین جنگ خیال کرتے ہیں مسلمان اگر اس کی حرمت پر جان قربان کرتے رہتے
ہیں، تو آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں، اور دیکھتے رہتے ہیں کہ عیسائی
بھی جان دینے میں کچھ کم سرگرم نہیں ہیں،!"

"بجا ارشاد ہوا،!"

"لہٰذا، ضرورت اس کی ہے کہ جنگ اس طرح ختم ہو، صلح اس بنیاد پر ہو

کہ مسلمان اور عیسائی دونوں مطمئن ہو جائیں، دونوں خوش ہو جائیں،"!

"لیکن شہنشاہ والا جاہ یہ کیونکر ممکن ہے؟ —— مسلمان اس پر اڑے ہوئے ہیں کہ بیت المقدس کی ایک انچ زمین بھی عیسائیوں کے حوالے نہیں کریں گے مر جائیں گے مگر خدا کے گھر کو غیر کے حوالے نہیں کریں گے"!

"میں جانتا ہوں"!

"اور عیسائی اس پر بہ ضد ہیں کہ جس طرح بھی ہو، خون کا دریا نہیں، سمندر ہی کیوں نہ بہ جائے، مگر بیت المقدس مسلمانوں سے چھین کر رہیں گے"!

"ہاں یہ امر واقعہ ہے"!

"پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان اور عیسائی دونوں مطمئن ہو جائیں"!

"ممکن ہے میرے دوست"!

"کیونکر شہنشاہ والا بتاؤ؟" —— مجھے تو یہ بات ناممکن نظر آتی ہے"!

"ناممکن بات صرف وہ ہوتی ہے جسے آدمی کرنا نہ چاہے، اور جسے کرنے کا فیصلہ کر لے، وہ ضرور ممکن ہوتی ہے —— اگر ہم ایک آبرومندانہ فیصلہ کرنے پر تیار ہیں تو یہ ناممکن کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں ہم بھی نہ چاہیں، تو باتیں ہزار ہیں"!

"یہ تو آپ نے بالکل بجا فرمایا، لیکن ضرور آپ کے ذہن میں کوئی ایسی تجویز ہوگی، جو آبرومندانہ طور پر فریقین کے لیے قابل ہو، اور مسلمانوں و عیسائیوں کی یہ طویل جنگ ختم ہو جائے"!

"ہاں ہے" —— اور اسی لیے ہم نے تمہیں سفیر کی حیثیت سے طلب کیا ہے"!

"تو پھر ارشاد ہو!"

"ہمیں بتاؤ، کیا ملک العادل کی شادی ہو چکی ہے؟"

"(متحیر ہو کر) نہیں ——— لیکن اس سوال کا ہمارے موضوع بحث سے بھی کچھ تعلق ہو سکتا ہے؟"

(مسکراتے ہوئے) ہاں ہے، ——— ہم چاہتے ہیں عادل کی شادی اپنی چھوٹی بہن جین سے کر دیں، کیا سلطان اسے منظور کر لے گا؟"

بہاء الدین پر یہ عجیب و غریب خبر سن کر سکتہ طاری ہو گیا اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا، اسنے وفور مسرت سے بے خود ہو کر پوچھا،

"کیا فرمایا شہنشاہ نکوفر جام نے؟"

رچرڈ نے پھر اپنے الفاظ دہرائے، اور صلاح الدین کے بارے میں جو سوال کیا تھا، اسے بھی دہرایا، بہاء الدین نے سراپا سرور و نشاط بن کر کہا، "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سلطان اس دوستانہ، اور انتہائی مخلصانہ تجویز کو رد نہیں کریں گے وہ انتہائی تپاک اور گرم جوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کریں گے، اس سے بڑھ کر خوشی اور مسرت کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ دو بڑے شاہی خاندانوں میں رشتہ و پیوند کے تعلقات پیدا ہو جائیں!"

رچرڈ نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا،

"اور ملک العادل بھی اس رشتے کو منظور کر لے گا؟"

بہاء الدین نے پہلے سے جوش کے ساتھ کہا، "وہ قطعاً انکار نہیں کر سکتا یہ رشتہ اس کے لیے باعث فخر و مسرت ہوگا!"

# راز و نیاز

رچرڈ کچھ دیر تک خاموش رہا، جیسے کسی گہری فکر میں مستغرق ہے، پھر اس نے کہا،
"تو ہم اس کے لیے تیار ہیں ——— !"

بہاء الدین نے عرض کیا، "یہ تو بجا ارشاد ہوا، لیکن شہنشاہ گردوں رکاب انتہائی ادب کے ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس شادی سے عیسائی مطمئن ہو جائیں گے ؟"

رچرڈ نے کہا، "مطمئن تو کیا مشتعل ہو جائیں گے، سارے یورپ میں آگ لگ جائے گی، پوری عیسائی فوج کو میرے خلاف بھڑکایا جائے گا، ہو سکتا ہے مجھے قتل کر دیا جائے، ہو سکتا ہے میں تخت و تاج سے محروم کر دیا جاؤں ، !"

بہاء الدین نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا، "غلام کے دل میں بھی اس طرح کے خطرات گزر رہے تھے، مگر صورت حال جب یہ ہے تو ———"

رچرڈ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا،

"اگر مگر کچھ نہیں، رچرڈ کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے، وہ اپنے فیصلے میں کسی خطرے کی پروا نہیں کرتا، اور ———

جا سکے گی، ؟ کیا پھر بھی عیسائی مجھے ذلیل خیال کریں گے، ؟"

"نہیں حضور والا، پھر تو وہ آپ کو اپنا سب سے بڑا محسن سمجھیں گے، !"

"ہاں، ——— وہ مجھے اپنا سب سے بڑا محسن سمجھنے پر مجبور ہوں گے، کیونکہ جو کام عرصہ دراز کی خون ریز، اور ہولناک، اور تباہ کن جنگ سے بھی انجام نہ پا سکا، اسے میری ایک برمحل، اور معقول تجویز نے پورا کر دیا، !"

"بے شک، بے شک، !"

"لیکن کیا تمہارا سلطان ملک العادل کو بیت المقدس کا فرماں روا تسلیم کرے گا ؟"

"میرا خیال ہے کہ ضرور تسلیم کرے گا، !"

"بس تو مجھے یہی کہنا تھا، اب تم جا سکتے ہو، ——— جاؤ، اور جس قدر جلد ہو سکے اپنے سلطان کے پاس پہنچو، اور جو جواب وہ دے اسے لے کر میرے پاس آؤ، !"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سیموئل حاضر ہوا، اسے دیکھ کر شہنشاہ نے پوچھا"

"اور ملک العادل ؟"

سیموئل نے عرض کیا، "جہاں پناہ، ملک العادل اپنے نئے دوستوں کے ساتھ شکارگاہ میں مقیم ہیں، انھوں نے آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ آج وہ وہیں قیام کریں گے، اور نہایت ادب اور اتنے ہی اصرار کے ساتھ آپ سے بھی التجا کی ہے کہ تشریف لائیں اور رات وہیں بسر کریں، !"

رچرڈ مسکرانے لگا۔ اس نے کہا،

"بہاءالدین میرے دوست تم اپنے لشکر میں جاؤ، میں اپنے عزیز، ملک العادل کی دعوت رد نہیں کر سکتا، میں اس کے پاس جا رہا ہوں تمہاری واپسی تک ہم یہاں واپس پہنچ چکے ہوں گے، !"

رچرڈ بہاء الدین کو گھورنے لگا، کچھ دیر تک ٹکٹکی لگائے اسے دیکھتے رہنے کے بعد گویا ہوا،

"اور ــــــــــــ میں اس طوفان مخالف کا رُخ بھی بدل سکتا ہوں، میں اپنے بدترین دشمنوں اور نکتہ چینوں کو اپنی مدح و ستائش پر بھی مجبور کر سکتا ہوں، جو لوگ میری جان لینے کے درپے ہوں، انہی کو اپنا جان نثار بھی بنا سکتا ہوں، ساری عیسائی قوم کے غضب، برہمی، نفرت اور بیزاری کو محبت اور فداکاری اور عقیدت میں تبدیل کر سکتا ہوں، ــــــــــــ

"یقیناً شہنشاہ والا یہ سب کچھ کر سکتے ہوں گے"!"

رچرڈ نے جوش کے ساتھ کہا، "ہاں میں یہ سب کچھ کر سکتا ہوں، بشرطیکہ سلطان صلاح الدین میرا ساتھ دے"!"

"وہ دل و جان سے آپ کا ساتھ دیں گے"!" ــــــــــــ ہر طرح سے آپ کی مدد کریں گے، آپ کے لیے، وہ ہر دشمن سے لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں گے"

"نہیں، میں ایک جنگ ختم کر کے دوسری جنگ شروع کرنا نہیں چاہتا، مسلمانوں سے صلح کر کے، عیسائیوں کے مقابلے میں تلوار نہیں اٹھانا چاہتا"!"

"پھر کیا چاہتے ہیں سرکار والا تبار"!"

"اگر ملک العادل بیت المقدس کا بادشاہ بن جائے تو لازمی طور پر، جین اس کی ملکہ ہوگی، پھر بیت المقدس کا بادشاہ مسلمان ہوگا، ملکہ عیسائی، اور اس قران السعدین کے باعث بیت المقدس میں حاضری دینے، وہاں آنے، رہنے، بسنے، زیارت گاہوں پر جانے، مقامات متبرکہ مقدسہ تک پہنچنے، شعائر مذہبی کے ادا کرنے کی جتنی مسلمانوں کو آزادی ہوگی، اتنی ہی عیسائیوں کو ہوگی، ــــــــــــ کیوں بہاء الدین کیا پھر بھی میرے خلاف طوفان اٹھ سکے گا، کیا پھر بھی میری قوم میرے خلاف الزامات

# گھات

بہاءالدین کو رخصت کرکے رچرڈ شکارگاہ کی طرف روانہ ہوا، جہاں شہزادہ عادل اپنے نئے دوستوں، فلپ، آگسٹس، اور شاہ پولینڈ کے ساتھ سیر و شکار کے سلسلے میں ٹھہرا ہوا اس کا انتظار کر رہا تھا، رچرڈ کا سب نے تپاک اور گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا، اس نے عادل سے شکوہ کرتے ہوئے کہا، "تم نے اپنے میزبان کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ سیر و شکار کو جا رہے ہو؟"

عادل نے گرم جوشی کے ساتھ اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا، "اگر میں اپنے عزیز اور محبوب میزبان کے حدود فرماں روائی سے باہر جاتا تو اجازت ضرور لیتا، لیکن جب تک آپ کا مہمان ہوں، آپ کے زیر سایہ ہوں، چاہے شاہی خیمے میں رہوں، یا کسی کھلے میدان میں، کسی کی مجال ہے جو ٹیڑھی آنکھ سے میری طرف دیکھ سکے، آپ نے جس محبت خلوص، اور تعلق خاطر کے ساتھ فوجی گارد میری حفاظت کی غرض سے بھیجا تھا اس کا بدل سپاس گزار ہوں لیکن اس کی ضرورت نہ تھی۔"

فلپ نے چوٹ کرتے ہوئے کہا

"شاید شہزادہ عادل کو اپنی قوت دست و بازو پر بہت زیادہ اعتماد ہے!"

ہگسٹس نے فقرہ چست کیا، "بہت زیادہ نہیں ضرورت سے زیادہ"!"
شاہ پولینڈ نے فرمایا، "لیکن جو بادل گرجتے ہیں وہ برستے نہیں، یہ عام مقولہ
ہے"!"
یہ باتیں سنکر عادل کی تیوری چڑھ گئی، اس نے کہا، "میں یہاں دوست کی حیثیت
سے آیا ہوں، حریف کی حیثیت سے نہیں، لہذا نہ آپ کو ایسی باتیں کہنی چاہئیں، نہ
میں آئندہ اس طرح کے کلمات برداشت کرسکوں گا"!"
فلپ نے منہ بناتے ہوئے کہا، "تم مسلمانوں کی یہ کیا عادت ہے کہ ہر جگہ
اور ہر کہیں لڑنے مرنے کو تیار رہتے ہو"؟"
آگسٹس نے سر میں سر ملایا، "واقعہ یہ ہے کہ مسلمان قوم، اتنی اجڈ اور وحشی
ہے کہ اب تک تہذیب سے آشنا نہیں ہوسکی ہے"!"
شاہ پولینڈ نے لطف لیتے ہوئے کہا، "اور نہ شاید کبھی بھی تہذیب و تمدن
اور شائستگی سے آشنا ہوسکے گی"!"
عادل کا چہرہ فرطِ غضب سے تمتما اٹھا، اس نے کہا، "کیا آپ لوگ سیر و تفریح اور
شکار کے بہانے سے مجھے اس لیے لائے تھے کہ میری توہین کریں، میری قوم کے
بارے میں ناقابل برداشت اور شرافت و شائستگی سے گرے ہوئے جملے استعمال کریں؟
میرے مذہب کا مذاق اڑائیں ـــــ؟"
فلپ ہنسنے لگا، اور گویا ہوا، "تمہیں تمہاری قوم کو، اور تمہارے مذہب
کو ہم اس قابل بھی نہیں سمجھتے"!"
شاہ پولینڈ نے بھی مداخلت کی اور کہا،
"حقیقت تو یہ ہے کہ ہم تمہیں اپنے برابر کا آدمی نہیں سمجھتے"!"
عادل نے پوچھا، "پھر آپ اپنے برابر کا آدمی کسے سمجھتے ہیں"؟ ـــــ

شاید اسے جو آپ کی طرح بزدل، موقع پرست، اور غیر مہذب ہو، اس معنی میں از واقعی اگر میں آپ کے ساتھ دعوت مساوات کروں تو یہ میرے لیے باعث ننگ ہوگا،،!

شاہ آگسٹس، سرپھرا، من چلا، اور، نہایت بیباک قسم کا آدمی تھا، یہ الفاظ سنتے ہی جامہ سے باہر ہو گیا، میان سے تلوار نکالی، اور پوچھا،

"کیا کہا؟"

عادل نے بھی بجلی کی سی تیزی سے تلوار نکالی، اور گویا ہوا، اب ہمارے درمیان گفتگو تلوار کے ذریعہ ہونی چاہیے، اس سے بڑھ کر دیانت دار ثالث کوئی اور نہیں ہو سکتا،!"

اور پھر وہ کڑک کر اور گرج کر بولا، "وار کرو،!"

اتنی دیر میں، فلپ، اور شاہ پولینڈ نے بھی تلواریں نکال لیں، رچرڈ عادل سے مل کر دوسرے خیمہ میں ذرا دیر کے لیے چلا گیا تھا کہ دیکھے معزز مہمان کی ضیافت اور راحت و آسائش کے انتظامات قابل اطمینان طور پر ہو رہے ہیں! نہیں، اسی لیے وہ اس گفتگو کے دوران میں موجود تھا، نہ کسی طرح کا حصہ لے سکا فلپ، شاہ پولینڈ اور آگسٹس نے تلواریں سونت کر، جب بالکل اسے گھیرے میں لے لیا، اور قریب تھا کہ تابڑ توڑ حملے شروع ہو جائیں اس پر کہ رچرڈ آگیا اس نے جو یہ منظر دیکھا تو سخت پریشان ہوا، اس نے قریب آکر، ان لوگوں سے پوچھا،

"کہاں دوستی کے دعوے، کہاں دشمنی کی گھات،! —— یہ کیا ہو رہا ہے؟"

فلپ نے جواب دیا، "شکار، ہم شکار ہی کے لیے تو آئے تھے

یاں تک'' !''

قبل اس کے کہ رچرڈ صورتِ احوال کا صحیح صحیح اندازہ کر سکے، آگسٹس کی تلوار فضا میں لہرائی اور عادل کے سر پر بجلی کی طرح چمکنے لگی، لیکن قبل اس کے کہ اس کے سر کو زخمی کرتی، عادل نے بڑی پھرتی سے دو قدم پیچھے ہٹ کر، آگسٹس پر وار کیا، جس سے اس کا شانہ چھل گیا، یہ حالت دیکھ کر، فلپ اور شاہ پولینڈ عادل پر حملہ کیا چاہتے تھے کہ رچرڈ بیچ میں آ گیا، اس نے بارعب آواز میں کہا،

''خبردار جو ایک قدم بھی آگے بڑھے، ورنہ تم تینوں کی لاشیں یہاں تڑپتی نظر آئیں گی'' !''

# شرافت

رچرڈ نے یہ بات کچھ ایسے تیور سے کہی کہ تنی ہوئی تلواریں جھک گئیں
لیکن صرف چند لمحوں کے لیے، پھر فلپ نے بہت زیادہ تلخ اور درشت لہجہ
کہا،

"کیا تم ایک مسلمان کو ہم پر ترجیح دیتے ہو؟ جانتے ہو اس کا انجام
ہوگا؟"

رچرڈ نے کڑے تیور سے فلپ کو دیکھا، اور کہنے لگا۔ "میں اپنی آن
ہر چیز قربان کر سکتا ہوں، اتحادیوں کو بھی، سوال یہ ہے کہ تمہیں کیا حق تھا
میرے مہمان کو، دھوکا دے کر یہاں لاتے، اور اس کے بعد ایک اسکیم بنا کر
پر حملہ کرتے، اس کی جان لینے کی کوشش کرتے؟ یاد رکھو اگر اس کا بال
ہوا تو میں، جنگ صلیبی سے دست کش ہو کر جرمنی، فرانس اور پولینڈ کے خلاف
اعلان جنگ کر دوں گا، سوال ایک شخص یا ایک مسلمان کا نہیں، اصول کا
میں کھلی جنگ کا قائل ہوں، دھوکہ، فریب، اور خباثت سے میرا دامن پاک
شاہ پولینڈ نے تلوار میان میں رکھتے ہوئے کہا، ہاں صاحب آپ کی

ماں کا کیا کہنا، !"

فلپ نے بھی فقرہ چست کیا، "سوال اصل کا نہیں عادل کا ہے، یہ شخص، یعنی تمہارا مہمان اس کے لیے تم اس لیے سب سے لڑنے مرنے کو نہیں تیار ہو کہ یہ مہمان ہے، نہ اس لیے کہ یہ انسان ہے، بلکہ اس لیے کہ عنقریب یہ تمہارا ——

رچرڈ اس سے زیادہ کچھ نہ سن سکا، اس نے سخت اور درشت لہجے میں کہا، "خاموش، ————

آگسٹس کا شانہ اس لڑائی میں جھل چکا تھا، وہ ایک میز کے سہارے اب تک حوصلے سے کام لے کر کھڑا ہوا تھا، اب اس کی قوت ضبط جواب دے گئی، اور وہ گرنے لگا، شاہ پولینڈ نے اس کی یہ کیفیت دیکھی وہ اسے سہارا دینے کے لیے بڑھا، فلپ نے بھی اس کا ساتھ دیا، اور دونوں اسے اس خیمہ میں لے گئے، جو قیام کے لیے مخصوص تھا، ان کے جانے کے بعد رچرڈ نے شفقت اور التفات خاص کے ساتھ عادل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، اور فرش مخمل پر اپنے ساتھ اسے بٹھاتے ہوئے پوچھا،

"یہ اتنی دیر میں کیا بات ہو گئی میرے عزیز، ؟"

عادل نے سارا واقعہ از اول تا آخر کہہ سنایا، اور کہا، میں شرمندہ ہوں کہ اسید کے حدود میں مجھے صلح کا لباس اتار کر جنگ کی زرہ پہننی پڑی، لیکن حفاظت خود اختیاری کے لیے میں ایسا کرنے پر مجبور تھا، جہاں تک ہو سکا، میں نے ضبط و تحمل سے کام لیا، ان کی حد سے زیادہ اشتعال انگیزی پر بھی، اپنے جذبات کو روکا، لیکن جب یہ تلوار لے کر مجھ پر پل پڑے، تو ظاہر ہے کہ ترک کی طرح میں اپنی جان نذر نہیں کر سکتا تھا، !"

رچرڈ تحسین و ستائش کے انداز میں عادل کی طرف دیکھتا رہا، اور غور سے

اس کی باتیں سنتا رہا، پھر اس نے کہا،

"تم نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا، تمہیں یہی کرنا چاہیے تھا، ——— تم مجھ سے معذرت کس بات کی کر رہے ہو، معذرت تو مجھے کرنی چاہیے کہ میرے دوستوں رفیقوں اور ساتھیوں نے تمہارے ساتھ ایسا نازیبا سلوک کیا، میرے دل میں رہ رہ کر خیال پیدا ہو رہا ہے کہیں تم مجھ سے تو بدگمان نہیں ہو گئے؟"

عادل نے پوچھا، "آپ سے بدگمانی کا کیا سوال ہے؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟"

رچرڈ بولا، "شاید تمہیں خیال ہو کہ میں نے ہی سکھا پڑھا کر ان بد طینت لوگوں کو تمہارے ساتھ بھیجا تھا کہ موقع پا کر تمہارا کام تمام کر دیں، لیکن میری صداقت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ جیسے ہی مجھے شکار گاہ کی طرف تمہارے کوچ کی اطلاع ملی فوراً اپنے فوجی دستے کو تمہاری حفاظت کے لیے تعاقب میں روانہ کیا، مجھے خود بخود ایک پریشانی سی محسوس ہو رہی تھی، دل میں طرح طرح کے وسوسے آ رہے تھے، میری بے کلی اور اضطراب کی تصدیق تم بہاء الدین سے بھی کر سکتے ہو!"

رچرڈ کا سلسلۂ کلام شاید ابھی جاری رہتا، لیکن عادل نے مداخلت کرتے ہوئے کہا،

"مجھے زیادہ شرمندہ نہ کیجیے" آپ تو کانٹوں میں گھسیٹ رہے ہیں، آپ کی بہادری اور شرافت کا میرے دل میں بے انتہا احترام ہے، ایک لمحے کے لیے بھی یہ ناپاک خیال میرے دل میں نہیں آ سکتا کہ ان لوگوں کے ساتھ آپ سازش کر سکتے ہیں اور بہ فرض محال اگر آپ کو سازش کرنا بھی ہوتی تو سلطان صلاح الدین کے خلاف کرتے جن سے جنگ ہو رہی ہے، میرے قتل سے جنگ کی آگ بھڑک سکتی ہے، ٹھنڈی نہیں ہو سکتی"!

# دو دوست

ریچرڈ نے شربت لانے کا حکم دیا، جو فوراً بلور کے گلاس میں لا کر پیش کر دیا، دونوں گلاس اس نے عادل کی طرف بڑھائے اور کہا،

"ان میں سے ایک خود لے لو، دوسرا مجھے دے دو'!"

عادل ہنسنے لگا، "یہ کیوں؟ میزبان تو آپ ہیں'؟"

ریچرڈ نے سنجیدگی کے ساتھ کہا، "لیکن تقاضائے احتیاط یہی ہے'!"

عادل نے پوچھا، "آپ کا مطلب کیا یہ ہے کہ کہیں ایک گلاس زہر آلودہ نہ ہو، اور میں خود اپنے ہاتھ سے ایک آپ کی خدمت میں پیش کر دوں ایک خود لے لوں، تو اس سے مطمئن ہو جاؤں گا کہ کوئی گلاس زہر آلود نہیں ہے نا؟"

ریچرڈ نے افسردہ سے تبسم کے ساتھ جواب دیا، ہاں یہی بات ہے'!"

عادل نے دونوں گلاس ریچرڈ کے سامنے رکھ دیے، اور کہا، "اپنے ہاتھ سے جو گلاس آپ دیں گے وہی پیوں گا، —— یاد رکھیے، اگر آپ زہر بھی دیں گے تو خوشی سے پی لوں گا —— ہرچہ از دوست می رسد نیکوست میرے دل میں آپ کے اخلاق، کردار، اور شخصیت کے متعلق دل آویز، اور

سحرانگیز اور جذب آفرین مناظر دیکھ کر محبت پیدا ہوگئی ہے، دوست کے ہاتھ سے مرنا خوشی کا مقام ہے"!"

رچرڈ ان باتوں سے بہت متاثر ہوا، اس نے ایک گلاس عادل کی طرف بڑھا دیا، دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا، ایک گھونٹ پینے کے بعد، وہ غرق تخیل ہوگیا، اتنی دیر میں عادل کا گلاس ختم ہوگیا اس نے کہا،

"آپ تو نہ جانے کہاں کی سیر کر رہے ہیں" —— شربت نوش کیجئے، ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا،!"

رچرڈ نے ایک ہی گھونٹ میں سارا گلاس ختم کر دیا، پھر رومال سے منہ پونچھتا ہوا بولا۔ "میرے اعصاب پر اس وقت اتنا بوجھ پڑا ہے کہ مجھے شراب پینی چاہیے تھی، لیکن تمہارا اعزاز و اکرام مانع تھا، —— !"

عادل نے کہا، "یہ تو خواہ مخواہ کا تکلف ہے، آپ شراب کو جائز سمجھتے ہیں شوق سے پیجیے، میں نہیں جائز سمجھتا، نہیں پیوں گا، —— خواہ مخواہ اسے اتنا اہم مسئلہ بنا لیا،!"

رچرڈ خاموش ہوگیا، تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے، پھر عادل نے سوال کیا،

"آپ بہاءالدین کو بھی اپنے ساتھ کیوں نہیں لیتے آئے؟"

رچرڈ نے کہا، "اگر وہ ہوتے تو ضرور لاتا، وہ صلاح و مشورہ کے لیے اپنے سلطان کے پاس واپس گئے ہیں، شاید آج شام یا کل صبح تک واپس آجائیں گے، ——!"

عادل نے دریافت کیا، "تو گویا آپ کے اور بہاءالدین کے مابین تجاویز اور شرائط صلح پر گفتگو مکمل ہوگئی؟"

کچھ سوچتے ہوئے رچرڈ نے کہا، "ہاں ہو تو گئی، بشرطیکہ سلطان مان لیں"!"

عادل نے رچرڈ کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا، اگر بہاء الدین نے وہ تجاویز اور شرائط قبول کر لیے ہیں تو یقین کیجیے ضرور سلطان بھی ان پر صاد کر دیں گے"!"

رچرڈ نے اسی متفکرانہ لہجے میں کہا، "بہاء الدین نے تو بہت خوشی، اور جوش مسرت کے ساتھ میرے شرائط اور تجاویز قبول کر لیے ہیں، ان کا خیال ہے اس سے بہتر کہ صلح وہ امن کی مستقل اور پائدار کوئی بنیاد ہو ہی نہیں سکتی"!"

عادل نے خوشی خوشی رچرڈ سے کہا، "بس تو پھر مطمئن ہو جائیے، سمجھ لیجیے کہ اب ہمارے اور آپ کے مابین صلح ہو گئی ——— اس صلح کی مسلمانوں اور عیسائیوں میں کسی کو اتنی خوشی نہیں ہو گی، جتنی مجھے"!"

رچرڈ نے حیرت سے عادل کی طرف دیکھا، اور پوچھا، "یہ کیوں؟"

وہ بولا، "اس لیے کہ مجھے آپ جیسا دوست مل جائے گا ——— اور آپ جیسا دوست مجھے مل جاتے اسے پھر اور کیا چاہیے، ہے ——— نہ خدائی کی پروا نہ خدا یاد رہے"!"

# سچی دوستی

یہ الفاظ سنکر رچرڈ کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی، سرور و نشاط اور فر
ناشہ کے آثار اس کے چہرے پر ہویدا ہو گئے، اس نے گرم جوشی کے ساتھ عادل کا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، اور اسے دباتے ہوئے کہا،

"یہ تم نے میری ترجمانی کی ہے، مجھے احساس ہے کہ میں بہادر ہوں، دنیا
بھی مجھے بہادر تسلیم کرتی ہے، میں بہادروں کو پسند کرتا ہوں، ان کی قدر کر
ہوں، لیکن تمہاری بہادری میں جو جیالا پن، جو بانکپن، جو رعنائی ہم نے دیکھ
ہے اس نے میرا دل موہ لیا ہے، میں مذہب پرست ہوں، اپنی قوم سے، اپ
مذہب سے، اپنی روایات سے مجھے محبت ہے، جانتا ہوں، تمہارا مذہب
تمہاری قوم جدا، تمہارے روایات و شعائر مختلف، لیکن اس کے باوجود میری کیف
یہ ہے کہ تمہیں دیکھ لیتا ہوں، تو میرا دل خوشی سے ناچنے لگتا ہے، اگر میں
کہوں تو ذرا بھی مبالغہ نہیں ہوگا کہ میں تمہیں ہر بہادر پر، خواہ وہ عیسائی ہو یا غ
عیسائی، ترجیح دیتا ہوں ——— میں تمہیں اپنے اوپر بھی ترجیح دیتا ہو

رچرڈ کے ان الفاظ سے جن میں خلوص جھلک رہا تھا، عادل بہت متاثر ہو

اس نے جذباتی لہجہ میں کہا،
"اور خود میری کیفیت کب اس سے مختلف ہے"؟ ——— آپ کو یاد
ہوگا، دوران گفتگو میں کل ہی آپ سے ایک بات کہی تھی میں نے،؟"
رچرڈ نے پوچھا، "کون سی بات؟"
عادل نے جواب دیا، میں نے آپ کو تاریخ اسلام کا ایک یادگار، اور ناقابل فراموش واقعہ سنایا تھا؟"
رچرڈ کچھ سوچنے لگا، پھر گویا ہوا، "کون سا واقعہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ (حضرت) ابوبکر اور ان کے بیٹے کا؟"
"جی ہاں وہی"!"
"ہاں مجھے یاد ہے، اور میں اس داستان صداقت سے بہت زیادہ متاثر بھی ہوا تھا، واقعی سچے لوگوں کو، حق پرستوں کو ایسی ہی مثال پیش کرنی چاہیے جیسی (حضرت) ابوبکر نے پیش کی تھی، میں اس واقعہ کو ہمیشہ یاد رکھوں گا،"!
"کیا آپ اجازت دیں گے کہ اپنی ایک کمزوری کا اعتراف کر سکوں؟"
"کہو، میرے عزیز کہو، جو جی میں آئے کہو، تمہاری باتوں میں وزن ہوتا ہے، تمہارے الفاظ میں زور ہوتا ہے، تمہارے لہجے میں صداقت جھلکتی ہے، جو کشش تم میں ہے وہی تمہاری باتوں میں بھی ہے"!
عادل نے کہا، "میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ گو آپ نے ازراہ کرم مجھے اپنی زد میں پانے کے باوجود چھوڑ دیا تھا، لیکن اگر آپ میری زد پہ آجاتے یا آجائیں تو میں ایسا نہیں کر سکوں گا، اس لیے کہ میں حق کے لیے لڑ رہا ہوں، اور آپ حق کے لیے نہیں لڑ رہے ہیں، ——— کیا میرے یہ الفاظ یاد ہیں آپ کو؟"
(مسکراتے ہوئے)، ہاں تمہاری یہ تلخ آواز یاد ہیں، انہیں بھی میں کبھی فراموش

نہ کرسکوں گا، لیکن محبت کے ساتھ،!" ——— لیکن ان الفاظ کا یا اس واقعہ کا تمہاری کمزوری سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟"

"وہ کمزوری یہ ہے کہ اب میرے دل میں آپ کی اتنی محبت پیدا ہو چکی ہے کہ گو اب بھی میں اپنے آپ کو برسر حق، اور آپ کو برسر باطل سمجھتا ہوں، مگر بایں ہمہ اب اگر میدان جنگ میں آپ میری زد پر آجائیں، تو میری تلوار آپ پر نہیں اٹھ سکے گی، میرا ہاتھ کانپنے لگے گا، اور وہ چھوٹ کر گر پڑے گی،!"

عادل نے یہ الفاظ بڑے جوش کے ساتھ کہے اور پھر وفور جذبات سے اس کا گلا رندھ گیا، کوشش کے باوجود وہ کچھ نہ کہہ سکا، ریچرڈ پر تو ان الفاظ نے جادو کر دیا، ان الفاظ میں کتنی اپنایت تھی، کتنا خلوص تھا، کتنی محبت تھی، کتنی صداقت تھی، اس کا دل اچھی طرح محسوس کر رہا تھا، اس نے چاہا کہ شکریہ ادا کرے، اس نے چاہا کہ اپنا دل کھول کر سامنے رکھ دے، اس نے چاہا کہ عادل کو گلے سے لگا لے لیکن وہ خود جذبات میں اتنا گم صم تھا کہ نہ اپنی جگہ سے جنبش کر سکا، نہ ایک لفظ منہ سے نکال سکا،!

---

# دستِ صلح

بڑی دیر تک دونوں آمنے سامنے خاموش بیٹھے رہے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دونوں کی قوتِ گویائی سلب ہو چکی ہے، اسی سکوت اور خاموشی کے عالم میں دفعتہً خیمہ کا پردہ اٹھا، اور سیموئل آکر سامنے کھڑا ہو گیا، رچرڈ نے اس پر ایک نظر ڈالی اور پوچھا،

"کیوں آ گئے تم؟"

سیموئل نے کہا، "مجھے شہنشاہ فلپ اور شاہ پولینڈ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ایک پیام دے کر!"

رچرڈ کے ماتھے پر شکن پڑ گئی، اس نے بے رخی اور خشکی کے ساتھ پوچھا، "کیا پیام لائے ہو؟"

سیموئل نے دست بستہ عرض کیا، "ان دونوں نے کہا ہے کہ اگر آپ ہمارے خیمہ تک تشریف لا سکیں تو باعثِ ممنونیت ہوگا، ورنہ ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم آ جائیں!"

رچرڈ کچھ سوچتا رہا، پھر اس نے کہا، "وہ آ سکتے ہیں!"

یہ موسیٰ نے ادب سے گردن جھکائی، اور چلا گیا، رچرڈ نے عادل سے پوچھا

"جانتے ہو اس پیام کا راز کیا ہے؟"

عادل نے بے پروائی کے ساتھ کہا، "میں نہیں جانتا، اور جاننا بھی نہیں چاہتا،!"

رچرڈ ہنسنے لگا، اس نے بتایا، "یہ لوگ تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں، انھوں نے اپنی حماقت محسوس کرلی ہے، اب یہ اس پر پچھتا رہے ہیں!"

"ہوگا، اب ــــ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں!"

مجھے بتاؤ تمہارا طرز عمل کیا ہوگا،" ــــ "جو تمہارا طرز عمل ہوگا، وہی میرا ہوگا، اگر تم صلح کرسکتے ہو تو خیر، اور نہیں تو میں بھی اپنے اندر ذرا سی لچک بھی نہیں پیدا ہونے دوں گا!"

عادل نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ فلپ اور شاہ پولینڈ آگئے، یہاں سے جاکر ان لوگوں نے حالات کا جائزہ لیا تو محسوس کیا کہ ان سے بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے، اس طرح انھوں نے صرف، رچرڈ، عادل اور صلاح الدین ہی کو اپنا دشمن نہیں بنالیا ہے، بلکہ اپنے راستے میں کانٹے بچھا لیے ہیں، اگر جنگ جاری رہی تو سلامتی کے ساتھ اپنے ملک میں پہنچنا ناممکن ہوجائے گا، پھر باہمی کانفرنس میں انھوں نے طے کیا کہ بہتر یہ ہے کہ قضیہ زمیں برسر زمیں طے کردیا جائے اور عادل سے فوراً صلح کرلی جائے،

عادل نے ان حضرات کے چہرے پر نظر ڈالی، تو محسوس کیا رچرڈ نے جو اندازہ لگایا وہ غلط نہیں تھا، واقعی ان پر ندامت اور پشیمانی کی کیفیت طاری تھی، وہ ... سے اپنی جگہ بیٹھا رہا، رچرڈ نے بھی گرم جوشی کے ساتھ پذیرائی نہیں کی، فلپ آیا، اور رچرڈ کے پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھ گیا، اس نے کہا، "...

ملک العادل کے ساتھ جو ماجرا گزرا اس پر ہم لوگ بہت نادم ہیں"! اا

رچرڈ نے ذرا پرے ہٹتے ہوئے کہا، "میرا نام ملک العادل نہیں ہے

رچرڈ ہے: —— !"

فلپ نے اب براہ راست عادل کو مخاطب کیا، "واقعہ یہ ہے کہ آگسٹس

نہ جانے کیوں جنون کی سی کیفیت طاری ہوگئی تھی، ——

عادل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا، "لیکن آپ حضرات پر بھی تو جنونی

کیفیت طاری تھی، وار آگسٹس نے کیا، تلواریں آپ سب کی میان سے باہر تھیں"۔

شاہ پولینڈ نے کہا، "واقعہ یہ ہے کہ ہم سب پر جنونی کیفیت طاری تھی،

بہرحال وہ ایک کیفیت تھی جو گزر گئی، اب ہم میں صلح ہو جانی چاہیے"!"

عادل نے کوئی جواب نہیں دیا، فلپ نے کہا، ملک العادل آپ کی بہادری کا

ڈنکہ سارے عالم میں بج رہا ہے اور بہادر شخص کی یہ پہچان ہے کہ وہ صلح کا

ہاتھ جھٹکتا نہیں (مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے) مجھے امید ہے اس دست

صلح کو آپ جھٹک نہیں دیں گے"!"

اور پھر بڑی گرم جوشی سے اس نے ہاتھ بڑھایا، عادل نے بھی مصافحہ کر لیا،

اس کے بعد شاہ پولینڈ نے بھی ایسا ہی کیا،

صلح کے بعد، فلپ نے کہا، "اس واقعہ کو فراموش کرنے، اور عہد دوستی استوار

کرنے کے لیے، میں رچرڈ، اور ملک العادل کی دعوت کرنا چاہتا ہوں (عادل

سے) کیا آپ قبول کر لیں گے؟"

عادل نے کہا، "میں شہنشاہ رچرڈ کا مہمان ہوں، وہ جہاں بھی مجھے اپنے

ساتھ لے جائیں گے، چلا جاؤں گا"!"

عادل کے اس جواب نے ایک مرتبہ پھر یہ ثابت کر دیا کہ اصول، اور انسانیت

کے کتنے اونچے مرتبے پر وہ فائز ہے۔ ایک مرتبہ پھر حریفوں کو اس کی بزدل
کے سامنے بظاہر نہ سہی دل ہی دل میں سرنگوں ہو جانا پڑا، اور یہ کوئی پہلا واقعہ
نہ تھا، صلاح الدین اور ملک العادل کی برتری اور عظمت کے وہ دل سے قائل
تھے وہ بار بار جھنجلاتے تھے کہ کیوں ان میں وہی اچھی عادتیں نہیں ہیں، جو
ان دونوں بھائیوں میں ہیں۔"

---

# سوز و ساز

# دوستی

فلپ اور شاہ پولینڈ اور آگسٹس وغیرہ کو واقعی بڑی ندامت تھی کہ وہ اپنے سوز دروں کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئے، اور ایک ایسی حرکت ان سے سرزد ہو گئی، جو مصلحت وقت کے بالکل خلاف تھی، صرف رچرڈ ہی نہیں، فلپ، آگسٹس، شاہ پولینڈ، اور دوسرے مجاہدان صلیب بھی اس نہ ختم ہونے والی جنگ سے بے انتہا عاجز اور درماندہ ہو چکے تھے، ان لوگوں نے مسلمانوں کی قوت، اور صلاح الدین کے دم خم کے بارے میں جو اندازہ لگایا تھا، وہ غلط ثابت ہوا، انھوں نے سوچا تھا یورپ کی متحدہ یلغار مسلمانوں کا خاتمہ کر دے گی اور صلاح الدین کا تختہ الٹ دے گی مگر ہوا اسکے برعکس، مسلمانوں کی قوت و حشمت میں تو کوئی کمی نہ آئی، نہ صلاح الدین کے دم خم میں کسی طرح کا فرق آیا، البتہ شاہان یورپ دیوالیہ ہو گئے اور مجاہدین صلیب کا حوصلہ شکست ہو گیا، اور عیسائی قوم کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مقدس پوپ کی دعائیں اب تک مجاہدین صلیب کے ساتھ تھیں لیکن خود مقدس پوپ کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کو جزیہ ادا کرنے کی حامی بھر کے اور باقاعدگی کے ساتھ کچھ عرصہ تک جزیہ ادا کر کے جان بچائی

سوزوساز

"دوستی"

بھی تھے اور دوسری طرف گو یہ جنگ صلیبی خود انہی کی تحریک سے شروع ہوئی تھی، اور انھوں نے، ہر طرح سے پوری پوری مدد دی تھی، لیکن اب ان کا حوصلہ بھی جواب دینا جا رہا تھا، اور وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ فی الحال یہ جنگ نہیں جیتی جا سکتی، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس وقت اس جنجال سے نجات حاصل کی جائے، اور کسی بہتر موقعہ کا انتظار، نئی صلیبی جنگ چھیڑنے کے لیے کیا جائے، چنانچہ پوپ کے قاصد نے جو بھیس بدل کر پہنچا تھا، شکارگاہ میں آکر خاص طور پر یہ پیغام فلپ، آگسٹس اور شاہ پولینڈ کو دیا تھا، اور یہ پیغام پہنچنے کے بعد ہی ان لوگوں نے مناسب سمجھا کہ عادل سے صلح کر لی جائے، اور رچرڈ کو خوش کر لیا جائے، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ، پوپ کا خط ملنے سے پہلے خود رچرڈ سے جنگ چھیڑنے، اور صلاح الدین کے خلاف اپنی جداگانہ فوجوں سے جنگ کا آغاز کرنے کی اسکیمیں بنا رہے تھے ——

رچرڈ نے بھی مناسب یہ سمجھا کہ جب یہ لوگ اظہار ندامت و معذرت کر رہے ہیں تو طول کیوں دیا جائے، ویسے ہی دشمنوں کی کون سی کمی ہے جو چند نئے، اور نہایت خوفناک دشمنوں کا اضافہ کر لیا جائے، یہی سوچ کر اس نے ایسا رویہ اختیار کیا کہ عادل سے ہی مصافحہ کر لیا، اور دعوت شبینہ قبول کر لی، دعوت شبینہ بڑے اہتمام سے ہوئی، فرانس، جرمنی، اور پولینڈ کے فرماں رواؤں کی طرف سے جتنا تکلف برتا جا سکتا تھا اس کا نہایت فراخ دلی، اور فیاضی کے ساتھ مظاہرہ کیا گیا،

---

لہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ پوپ نے مسلمانوں سے شکست کھا کر جزیہ ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کی، اور جزیہ دیا، تفصیل مطلوب ہو تو تاریخ سسلی (صقلیہ) ملاحظہ کی جائے۔

اس دعوت میں آگسٹس موجود تھا، اس سے بھی عادل کی صلح کرا دی گئی تھی، اور
عادل نے پوری شرافت کے ساتھ اس سے بھی مصافحہ کر لیا تھا، دعوت کے موقعہ پر
بے تکلفانہ اور مخلصانہ ماحول میں گفتگو کا سلسلہ جاری رہا، لیکن کوئی ایسی بات کسی
کے منہ سے نہیں نکلی جو کسی فریق کے لیے اشتعال انگیز ہوتی، دوران گفتگو میں، کئی بار
ایسے نازک موقع آئے کہ منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ فضا کا رنگ بدل سکتا تھا،
لیکن وضع احتیاط کا دامن کسی نے ہاتھ سے نہ چھوڑا،
دوران گفتگو میں، رچرڈ نے اس جنگ کے باعث مسلمانوں اور عیسائیوں
کو خواہ کیسے ہی ہولناک اور روح فرسا مصائب سے کیوں نہ دوچار ہونا پڑا ہو،
لیکن ایک ایسا عظیم الشان اور یادگار فائدہ ——— کم از کم عیسائیوں کو ———
پہنچا ہے کہ اس نے ہر نقصان اور ہر تکلیف کی تلافی کر دی ہے"!
فلپ نے گھور کر رچرڈ کو دیکھا، اور ناگواری کے لہجہ میں پوچھا،
"وہ کون سا فائدہ ہے جناب؟"
رچرڈ نے جواب دیا، "وہ فائدہ یہ ہے کہ بہت سی غلط فہمیاں رفع ہو گئیں،
مسلمان عیسائیوں کے بارے میں بہت سے غلط خیالات رکھتے تھے، اور عیسائی مسلمانوں
کے بارے میں طرح طرح کے توہمات میں مبتلا تھے، لیکن جنگ کے قربت نے، ایک
دوسرے کی آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا، اب ہم مسلمانوں کو اتنا برا نہیں سمجھتے، جتنا
اس جنگ سے پہلے سمجھتے تھے، اور یقیناً مسلمان بھی عیسائیوں کو اب اتنا برا نہیں سمجھتے
اب مسلمان قائل ہو چکے ہیں کہ عیسائیوں میں صرف برائیاں ہی برائیاں نہیں کچھ خوبیاں
بھی ہیں، اسی طرح عیسائی بھی اس کے معترف ہو چکے ہیں کہ مسلمان قوم ———
اختلافات مذہبی و سیاست اپنی جگہ ——— بڑی اونچی قوم ہے"!
شاہ پولینڈ نے دنبے کا ایک تکہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا، "ہاں یہ تو ٹھیک

ہے"!"

فلپ نے گفتگو میں حصّہ لیتے ہوئے کہا، "اور ایک بات تو کہنا بھول گئے شاید آپ؟"

رچرڈ نے پوچھا، "وہ کون سی بات ہے جو میں بھول گیا؟"

فلپ کہنے لگا، ان دونوں قوموں نے ایک دوسرے کی تہذیب تمدن، اور معاشرت سے متعلق بھی خاصی معلومات حاصل کر لیے ہیں، اور کئی چیزیں قبول کر لی ہیں

آگسٹس نے سوال کیا، "جو چیزیں قبول کر لی ہیں وہ کون سی ہیں؟"

رچرڈ نے زیر لب تبسم کے ساتھ کہا، "یہ بھنا ہوا گوشت جو آپ کھا رہے ہیں کتنا ذائقہ دار ہے لیکن کیا انگلستان میں بھی کبھی اسے چکھا تھا؟"

آگسٹس نے لطف لیتے ہوئے کہا "نہیں بھئی نہیں!"

شاہ پولینڈ نے مداخلت کی، "اور یہ روغن زیتون؟ ——— کیا اس کی لذت کا جواب ہے کچھ؟ میں نے تو طے کر لیا ہے کہ اپنے ملک میں یہ درخت لگاؤں گا، اور اسے برابر اپنے استعمال میں رکھا کروں گا۔"

آگسٹس نے ثرید کا ایک نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا، "یوں تو اگر تاریخی طور پر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا، بہت سی چیزیں، اس جنگ سے بھی بہت پہلے ہم مسلمانوں کی اپنا چکے ہیں!"

رچرڈ نے دریافت کیا، "ان کا نام بھی بتا دیجیے!"

آگسٹس نے بتایا، "یہ عبا جو ہم آپ پہنے ہوئے ہیں، عربوں ہی سے ہم نے لیا ہے، آج بھی ہمارے کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں جو علم پڑھائے جا رہے ہیں وہ زیادہ عربوں ہی کے مدوّن کیے ہوئے ہیں، ——— واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے علمی احسانات سے یورپ ایک عرصہ دراز تک سبکدوش نہیں ہو سکتا!"

رچرڈ نے چھیڑا، "تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ مجھ سے زیادہ مسلمانوں کے
[قائ]ل اور معترف ہیں ۔ مجھے خوشی ہوئی ۔"

[فلپ ن]ے اس کو چوٹ کرنے کا بہترین موقعہ مل گیا۔ کہنے لگا، "ممکن ہے میں آپ
[س]ے زیادہ مسلمانوں کا قائل اور معترف ہوں، لیکن اس حد تک نہیں جا سکتا، جہاں
[ت]ک آپ پہنچ چکے ہیں ۔"

فلپ اور شاہ پولینڈ نے ایک قہقہہ لگایا، رچرڈ کچھ جھینپ سا گیا، عادل
[ک]ی سمجھ میں بالکل نہ آیا کہ ان الفاظ میں کیا پنہاں ہے؟ وہ اب تک خاموش بیٹھا
[ت]ھا، اب اس نے بھی شریک گفتگو ہوتے ہوئے کہا،

"دوستی کی کوئی حد نہیں ہوتی، جو لوگ حدیں مقرر کر کے دوستی کرتے ہیں، وہ
[ک]اروبار کرتے ہیں، وہ کیا جانیں دوستی کیا ہوتی ہے؟"

---

فلپ نے پوچھا، "تو آپ کے نزدیک دوستی ہر طرح کے حدود سے آزاد ہوتی
ہے؟"

عادل نے جواب دیا، "بے شک دوستی لامحدود چیز ہے اسے حدود و قیود
[م]یں صرف وہی لوگ جکڑ سکتے ہیں، جو مخلص نہ ہوں ۔"

یہ الفاظ سنکر رچرڈ کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھا، اس نے کہا، "بڑی
[کھ]ری بات کہہ گئے تم ملک العادل ۔ واقعہ تو یہی ہے کہ دوستی کو حدود
کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہونا چاہیے، ورنہ پھر وہ دوستی نہیں سوداگری بن جاتی ہے ۔"

شاہ پولینڈ کو یہ باتیں کچھ زیادہ پسند نہیں آئیں، اس نے ایک فلسفی کی طرح
[س]وچتے ہوئے کہا،

"یہ تو صحیح ہے کہ دوستی کی کوئی حد نہیں ہوتی، وہ لامحدود ہوتی ہے، لیکن

اس کے ساتھ یہ بھی تو سچ ہے کہ دوستی کی کچھ غرض و غایت بھی ہوتی ہے، کچھ مقاصد بھی ہوتے ہیں، کچھ اصول بھی ہوتے ہیں‘‘!!

عادل نے غور اور توجہ سے یہ باتیں سنتے ہوئے کہا،

’’ذرا تشریح کیجیے، کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟‘‘

وہ گویا ہوا، ’’میرا مدعا یہ ہے کہ دوستی کے لیے، فکر و خیال کی ہم آہنگی لازمی اور لابدی شرط ہے‘‘! ـــــــ کیا نہیں ہے‘‘؟‘‘

رچرڈ عادل کی طرف اشتیاق اور محویت کے ساتھ دیکھنے لگا کہ کیا جواب دیتا ہے‘‘؟ اس نے کہا،

’’قطعاً نہیں، ـــــــ فکر و خیال کی ہم آہنگی تو تعاون اور اشتراک عمل کے لیے لازمی اور ناگزیر ہوتی ہے‘‘ مثلاً آپ اور شہنشاہ رچرڈ دونوں اس پر متفق ہیں کہ بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لینا چاہیے، چنانچہ آپ دونوں اپنا اپنا لشکر گراں لے کر مسلمانوں سے لڑنے پہنچ گئے لیکن اس اشتراک و تعاون کے باوجود یہ قطعاً ضروری نہیں ہے کہ آپ دونوں دوست بھی ہوں‘‘!!

رچرڈ کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا، بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا، ’’تم نے میرے دل کی بات کہہ دی ملک العادل‘‘!!

وہ بولا، ’’اور اپنے دل کی بھی، ـــــــ میرے اور آپ کے درمیان کسی طرح کا اشتراک و تعاون نہیں ہے، اسی لیے فکر و خیال کی ہم آہنگی بھی نہیں ہے، ہم دونوں دو مخالف کیمپوں سے تعلق رکھتے ہیں‘ اصطلاحی معنی میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں‘ با ایں ہمہ ہم دونوں دوست ہیں‘ مذہب‘ قوم، فکر، خیال، کسی چیز کا اختلاف ہمارے راستے میں حائل نہیں ہے اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں کی دوستی اتنی محکم اور مستحکم ہے کہ یقیناً کسی عیسائی دوست پر آپ اتنا اعتماد نہیں کر

لئے جتنا مجھ پر کر سکتے ہیں، اور میری نظر میں کوئی مسلمان دوست اتنا عزیز اور محبوب نہیں ہے، جتنے آپ ——— کیا یہ غلط ہے'؟"

بڑے جذباتی انداز میں رچرڈ نے، فخر، نشاط، اور مسرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ سینہ ٹھونکتے ہوئے کہا، "بے شک ——— بے شک'!"

؎ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات ؎

# نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات!

فلپ نے منہ بناتے ہوئے کہا، "یہ کچھ عجیب قسم کی دوستی کا فلسفہ ہے، اپنی سمجھ میں تو خاک نہیں آیا"!

عادل نے ہنستے ہوئے کہا، "بہت سادہ فلسفہ ہے، ضرور سمجھ میں آجائے گا، لیکن دماغ سے کام لیجیے، غور کیجیے"!

وہ کہنے لگا، "میں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کسی غیر عیسائی کو اپنا معمولی دوست بھی سمجھ سکوں، چہ جائے کہ جگری دوست بنا لوں"!

عادل نے کہا، "کچھ دن پہلے تک میرا بھی یہی خیال تھا، لیکن جب دوستی مل گئی، میں نے اسے دیکھ لیا، پا لیا، پرکھ لیا، تو اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی، آپ یہ تو جانتے ہی ہوں گے، ـــــــ حقیقت آپ منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی! حقیقت جب سامنے آکر کھڑی ہو گئی، تو کس طرح انکار کر دیتا؟

شاہ پولینڈ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا، "ہو گا صاحب، ہم نہیں جانتے!"

عادل نے کہا، "جس دن کوئی دوست مل جائے گا، آپ بھی جان لیں گے، شہنشاہ فلپ بھی، اور شاہ آگسٹس بھی"!

رچرڈ ہنسنے لگا، "ہاں یہ فیصلہ بالکل ٹھیک کیا تم نے ملک العادل ــــ
لیکن سوال یہ ہے کہ اگر نہ ملا کوئی دوست انہیں تو؟"

عادل نے ایک نظر رچرڈ پر ڈالی اور کہا،
"نہ کیوں ملے گا، طلب صادق شرط ہے' آخر آپ مجھے کیسے مل گئے؟ میں آپ کو کیسے مل گیا؟"

رچرڈ پر کسی بوتلوں کا نشہ طاری ہو گیا، اس نے کہا، "یہ تو حسن اتفاق ہے یہ تو خداداد بات ہے، ورنہ عام طور پر تو ایسا نہیں ہوتا،!"

فلپ جو بڑی دیر سے خاموش تھا، کہنے لگا، "ایک بات اتنی دیر سے سوچ رہا ہوں مگر کسی طرح سمجھ ہی نہیں آتی،!"

عادل نے پوچھا، "کون سی بات ہے وہ؟"

فلپ نے بتایا، "آپ اور رچرڈ دوست ہیں' بڑے گہرے دوست ہیں ایک دوسرے کے جان نثار ہیں، وفادار ہیں حد یہ ہے کہ ساری عیسائی دنیا میں رچرڈ کو، آپ سے اچھا دوست کوئی نہیں ملا آج تک، اور تقریباً یہی کیفیت آپ کی بھی ہے، ــــــ اگر غلط کہہ رہا ہوں تو ٹوک دیجئے،!"

"ٹوک چکا ہوتا اگر غلط کہہ رہے ہوتے ــــــ جی؟"

"وہ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو اتنی گہری دوستی، کہ آپ میں سے ہر ایک دوسرے پر جان قربان کر دینے کو تیار ہے' اور دوسری طرف یہ کیفیت کہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن بھی ہیں،!" دوستی اور دشمنی کا چولی دامن کا ساتھ نہ کبھی سنا تھا، نہ دیکھا تھا ــــــ، اور پھر آپ کا ارشاد یہ ہے کہ جو اس دوستی کو نہیں مانتا، وہ دوستی کے فن کا رمز شناس نہیں ہے،! ــــــ کیا یہ فلسفۂ دوستی جو آپ پیش کر رہے ہیں معمہ نہیں ہے،؟"

عادل نے مفکرانہ انداز میں کہا،

"بالکل نہیں"، ——— یہ تو ایک بڑی سیدھی سادھی، اور صاف سی بات ہے"!

"وہ کس طرح"، ——— یہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں"!

"دیکھئے بات یہ ہے کہ ہماری دوستی بنی ہے ان اقدار پر، جو ایک اچھے انسان کی حیثیت سے ہم نے ایک دوسرے میں دیکھے، اور وہ چیز جسے آپ دشمنی کہتے ہیں بنی ہیں ان افکار پر، جو ہمارے مابین اختلافی ہیں، فکر و نظر کا اختلاف، دوستی کے منافی تو نہیں ہے"!

"نہ ہوگا"!

"شاید اب تک آپ قائل نہیں ہوئے"!

"ہاں نہیں ہوا، نہ ہو سکتا ہوں"! ——— البتہ میرے قائل ہونے کی صرف ایک صورت ہے"!

"فرمائیے وہ کیا صورت ہے"؟

"لیکن بات کو طول دینے سے کیا فائدہ؟ جانتا ہوں، وہ بات نہ آپ کے لیے قابل قبول ہو سکتی ہے نہ رچرڈ کے لیے"!

"پھر بھی کہہ دینے میں حرج ہی کیا ہے"؟

"دوستی کا تقاضا تو صرف یہ ہے کہ یا آپ عیسائی ہو جائیں، یا رچرڈ اسلام قبول کر لیں، اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں"!

"لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مسلمان کیوں ہوں؟ اور میں عیسائی کیوں بنوں"!

"تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری"!

"وہ تو کوئی اب بھی نہیں کہہ سکتا"!

"میں کہتا ہوں'!"

"دنیا میں بہت سے لوگ خلاف واقعہ باتیں کہتے رہتے ہیں' یہ تو الگ چیز ہے'!"

فلپ نے خاموشی اختیار کرلی' آگسٹس نے کہا' "شاید اس راہ میں کچھ مصلحتیں حارج ہیں؟"

عادل نے چونک کر اسے دیکھا اور پوچھا'

"مصلحت کیسی'؟"

آگسٹس نے جواب دیا' "تبدیلی مذہب بہت بڑی قربانی کی بھی تو طالب ہے' ایک معمولی آدمی کے لیے بھی' مثلاً' مذہب تبدیل کرنے میں اسے اپنی سوسائٹی سے' اپنی سماج سے' اپنی معاشرت سے' اپنے خاندان سے' اپنے دوستوں سے الگ ہو جانا پڑتا ہے' ———— مگر آپ کے لیے' اور رچرڈ کے لیے' تو یہ معاملہ اور زیادہ اہم ہے'!"

"وہ زیادہ اہمیت کیا ہے؟"

"رچرڈ نے اگر اسلام قبول کر لیا تو نتیجہ کیا ہوگا'؟ ———— کیا یہ نہیں کہ تخت انگلستان سے بھی دست بردار ہو جانا پڑے گا' اسی طرح اگر آپ نے عیسائیت قبول کی' تو خاندان شاہی سے پھر آپ کا کیا تعلق رہ جائے گا؟"

عادل ہنسنے لگا' آگسٹس نے پوچھا' "آپ ہنسنے کیوں لگے؟"

وہ بولا' "آپ کی سادہ لوحی پر' ————"

"سادہ لوحی'؟ ———— یعنی میں نے کوئی احمقانہ بات کہی ہے ———؟"

"اتنے سخت الفاظ تو نہیں استعمال کر سکتا' لیکن بات ہے کچھ ایسی ہی'!"

"وہ کس طرح'؟ یہ بھی تو بتایئے'!"

"سچائی اور صداقت میں وہ قوت ہوتی ہے جو ہر چیز سے بالا ہوتی ہے، اگر مجھے یقین ہو جائے کہ میرا مذہب غلط ہے، اور آپ کا مذہب صحیح ہے تو یقین کیجیے، خاندان شاہی کیا ہے ساری دنیا کو ٹھکرا دوں گا، اور عیسائیت قبول کر لوں گا، اور بالکل یہی خیال میرا شہنشاہ رچرڈ کے بارے میں بھی ہے"!!

عادل کی ان متوازن اور مدلل باتوں سے رچرڈ بہت متاثر ہوا، اس نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھا اور کہا،

تمہاری یہی تو وہ باتیں ہیں جنھوں نے مجھے تمہارا پرستار بنا دیا ہے ملک العادل ——— تم نے بالکل ٹھیک بات کہی ہے!" اور یہ میرے دل پر نقش ہو گئی ہے!!

آگسٹس کہنے لگا، "یہ کیوں نہیں کہتے خود ملک العادل تمہارے دل پر نقش ہو کر رہ گئے ہیں"!!"

اس فقرے پر ایک فرمائشی قہقہہ پڑا، اتنے میں اطلاع ملی کہ بہاء الدین آیا ہے، بہاء الدین کی خبر سنکر رچرڈ، اور عادل نے اپنے میزبانوں سے اجازت چاہی، اور اپنے خیمے کی طرف روانہ ہو گئے"!!"

---

# مسرت، خوشی، نشاط

بہاء الدین سے رچرڈ، معمول سے زیادہ تپاک اور گرم جوشی کے ساتھ ملا، تھوڑی دیر تک رسمی باتیں ہوتیں، جن میں عادل بھی شریک رہا، پھر اس نے کہا، "آج کچھ طبیعت کسلمند زیادہ ہے، آپ حضرات گفتگو کریں میں جا کر آرام کرتا ہوں،!"

عادل کے جانے کے بعد رچرڈ نے اضطراب، اشتیاق اور تجسس کے لہجے میں بہاء الدین سے "کہو میرے دوست کیا جواب لائے تم سلطان کے پاس سے،!"

بہاء الدین نے چند گراں بہا تحفے رچرڈ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا، "ہمارے سلطان والا شان نے آپ کی تجویز کو غور، توجہ، اور ہمدردی کے ساتھ سنا، وہ بھی خلق خدا کی خون ریزی پسند نہیں کرتے، انھوں نے نہایت، فخر محبت، اور خلوص کے ساتھ آپ کی تجویز منظور کر لی ہے[1]۔ ان کا خیال ہے کہ

---

[1] عربی اور انگریزی تاریخوں میں تفصیل سے یہ واقعہ مرقوم ہے کہ صلاح الدین رچرڈ کی استدعا پر عادل کی شادی جین سے کرنا منظور کر لی تھی، ملاحظہ ہو لین پول وغیرہ،

اسی طرح نہ صرف مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین جو خون ریزی ہو رہی ہے وہ ختم ہو جائے گی، بلکہ دو شاہی خاندانوں کا یہ رشتہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے بہت زیادہ قریب کر دے گا ،!"

رچرڈ پر جوش مسرت سے جنون کی کیفیت طاری ہوگئی، اس نے پوچھا،

"کیا واقعی سلطان نے عادل کا نکاح جین سے کرنا منظور کر لیا ہے؟"

بہاء الدین نے مسکراتے ہوئے کہا،" شہنشاہ والا تبار یقین کیجیے کہ سلطان معظم نے بڑی خوشی سے اس رشتہ کو منظور فرما لیا ہے'!"

رچرڈ نے کچھ توقف کے بعد سوال کیا،

"کیا صلاح الدین اس پر بھی راضی ہیں کہ عادل بیت المقدس کا بادشاہ بنا دیا جائے، جین اس کی ملکہ ہو، اور یہ دونوں مشترک طور پر حکمرانی کریں، اور وہاں عیسائیوں اور مسلمانوں کو مساوات کے ساتھ اپنے اپنے شعائر مذہبی پر عمل کرنے کی اجازت ہو ؟

بہاء الدین نے بغیر کسی تامل کے جواب دیا،

"جی ہاں یہ بات بھی منظور فرمالی ہے'!"

رچرڈ نے کہا، " تمہارے اس جواب نے مجھے اتنا مسرور کیا ہے کہ الفاظ نہیں ملتے کہ اپنے جذبات کا اظہار کر سکوں،

بہاء الدین نے ادب کے ساتھ عرض کیا،

اگر آپ باور فرمائیں تو میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ،ہمارے

---

لے تقریبًا یہی شرائط تمام مستند مؤرخین نے خواہ وہ انگریز ہوں یا عرب اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں،

سلطان ذی جاہ نے بھی بڑے فخر اور مسرت کے ساتھ یہ رشتہ قبول فرمایا ہے،
ان کے دل میں آپ کی بڑی عزت ہے، وہ آپ کا حد درجہ احترام کرتے ہیں، وہ
آپ کی شجاعت، دلیری اور بے باکی کے دل سے مداح اور معترف ہیں، کوئی حریف
اپنے کسی حریف کا اتنا ثناخواں نہیں ہو سکتا جتنے سلطان آپ کے ہیں ——
—— کم از کم میری نظر سے تو کوئی ایسی مثال نہیں گزری،!"

رچرڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،

"تم سچ کہتے ہو بہاء الدین ——، ہم صلاح الدین کے احسانات نہیں
بھول سکتے، اس واقعہ کے علاوہ بھی، حریف اور دشمن ہونے کے باوجود اس نے انسانی
اخلاق کی بلندی کا جو نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے، وہ رہتی دنیا تک اس کے نام
کو زندہ رکھے گا،!"

"آپ جیسے شخص کو انہی الفاظ میں اپنے دوست کا ذکر کرنا چاہیے،!"

"لیکن میرے یہ الفاظ مبالغہ پر مبنی نہیں ہیں، یہ دل سے نکلے ہوئے سچے
الفاظ ہیں،!"

"بے شک، —————— بکا ارشاد ہوا!"

"ہم وہ واقعہ نہیں بھول سکتے جب ہم بیمار تھے، ہمارا سارا لشکر مبتلائے
امراض گوناگوں تھا، ہمارے شاہی طبیب نے علاج کیا، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا،
بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، ——— تمہیں بھی یاد ہے یہ واقعہ —؟"

"جی کچھ کچھ یاد تو ہے غلام کو،!"

"جب ہماری علالت کی اطلاع سلطان کو ملی، تو اس نے اپنا طبیب خاص
معالجہ کے لیے ہمارے پاس بھیجا، دوائیں تیار کرائیں، اور اس وقت تک ان کی
روانگی کا سلسلہ جاری رکھا جب تک ہم بالکل تندرست نہیں ہو گئے،!"

"بجا ارشاد ہوا، ہمارے سلطان کے خلق و کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے"! ...

"ہم تسلیم کرتے ہیں"!"

"ریجی نالڈ سے زیادہ سلطان کسی دشمن سے متنفر نہیں تھے، لیکن آپ جانتے ہیں اس کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا ہمارے سلطان نے؟"

"میں نہیں جانتا لیکن شوق سے سنوں گا"!"

"جب اس کی بہن کی شادی ہوئی تو سلطان نے تیر اندازوں کو تاکید کر دی کہ قلعہ کرک کے اس حصے پر تیر اندازی نہ کی جائے، جہاں یہ نئے میاں بیوی تیم ... بلکہ دونوں کے لیے عمدہ عمدہ کھانے بھی بھیجے ———!"

"عجیب، بہت عجیب ———!"

ایک واقعہ اور بھی عرض کروں؟

"ضرور، ضرور"!"

"ایک مرتبہ ایک فرنگی قیدی سلطان کے سامنے لایا گیا، وہ مارے ڈر کے کانپ رہا تھا، سلطان نے ترجمان کے ذریعہ پوچھا کہ اتنا خوف زدہ کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ سلطان کا چہرہ دیکھنے سے قبل بے شک مجھ پر خوف طاری تھا لیکن چہرہ پر نظر پڑنے کے بعد اب خوف جاتا رہا، کہ ایسے چہرے سے برے سلوک کی توقع نہیں کی جا سکتی، یہ سن کر سلطان نے اس کو رہا کر دیا، اور اس کے ساتھ بڑے لطف و کرم کا سلوک کیا۔"

"کتنی حیرت انگیز بات ہے"!"

"اسی طرح کے کئی واقعے ہیں:—

"سلطان صلاح الدین مہمانوں کی خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم بڑی عزت و مدارات ...

---

لہ، لین پول،

تھا، صلح کے بعد برنس والی انطاکیہ سلطان کا مہمان ہوا، اس کے آنے کے ساتھ ہی سلطان
کے خیمہ میں جا کر اس سے ملا، برنس اس سے کسی علاقہ کا طالب ہوا، سلطان نے عمق
ذ جس کو اس نے ۵۸۴ھ میں برنس سے چھینا تھا، اس کو دیدیا، ایک مرتبہ صیدا کا
والی اس کے پاس آیا، سلطان نے اس کی بڑی عزت و توقیر کی خود اس کے ساتھ
کھایا اور اس کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرکے اس کو اسلام قبول کرنے
عوت دی"[۱]!

"سچ تو یہ ہے کہ انہی واقعات سے ہمارے دل میں سلطان کی وہ عزت و حشمت
ہوتی ہے جو کسی کی آج تک نہیں پیدا ہوئی تھی"! ———— جیراب
ہمارے مابین وہ رشتہ قائم ہو رہا ہے جو ہمیں اور سلطان کو اتنا زیادہ قریب کر
ے گا کہ موت کے سوا، کوئی چیز ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکے گی"!

---

اور بلند حوصلہ ہے تو صلاح الدین، دنیا جہان کی خوبیاں اگر ہیں تو صلاح الدین
میں'!"

شاہ پولینڈ نے لقمہ دیا، "بلکہ یوں کہیئے اس کے نزدیک دنیا جہاں کی خوبیاں صلاح الدین، ملک العادل اور مسلمان قوم میں سمٹ آئی ہیں'!"

فلپ نے افسردہ لہجہ میں کہا، "ہاں بات تو یہی ہے'!"

آگسٹس کہنے لگا، "اس سے بڑھ کر بھی دکھ کی کوئی بات ہو سکتی ہے کہ اتنا بڑا بادشاہ یوں سر کے بل گر پڑے، چلا تھا مسلمانوں سے لڑنے انہیں شکست دینے، انہیں ستانے اور اب ان کا کلمہ پڑھ رہا ہے، —— کیا اس سے بڑی بھی کوئی شکست ہو سکتی ہے، میدان جنگ میں دس ہزار مرتبہ شکست کھا لینا اتنا ذلت بخش نہیں تھا، جتنا اس طرح سر جھکا کر اور آنکھیں نیچی کر کے اس سے صلح کرنا، —— "آگسٹس سے مخاطب ہو کر، ہم سب میں تم سے زیادہ جواں رعنا کوئی نہیں، تم بھی جین کا دل نہیں جیت سکے، اس سے بڑھ کر شرم کی بات کیا ہو گی؟

آگسٹس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا، اس نے کہا، "میرے سامنے اس کا نام نہ لو، میں اس سے نفرت کرتا ہوں!"

"نفرت کرتے ہو تم اس سے؟ —— کوئی پھول سے بھی نفرت کر سکتا ہے؟"

"ہاں اگر پھول میں کانٹے زیادہ ہوں تو اس سے نفرت ہی کی جا سکتی ہے'!"

"لیکن ایک عیسائی کی حیثیت سے، ایک غیرت مند عیسائی کی حیثیت سے کیا تم اسے گوارا کر لو گے کہ اس کی شادی ایک مسلمان سے اور مسلمان بھی وہ جو ہمارا بدترین دشمن رہا ہے ہو جائے؟"

"کسی سے بھی ہو، مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، وہ پیکر نخوت ہے، اتنی مغرور اپنے سامنے کسی کو خاطر میں نہیں لاتی، وہ مردوں کو حقیر اور ذلیل سمجھتی ہے، وہ

# سازش

اور جس وقت رچرڈ اور بہاء الدین میں یہ باتیں ہو رہی تھیں، ٹھیک اسی وقت فلپ، آگسٹس، اور شاہ پولینڈ سر جوڑے عیسائیوں اور مسلمانوں کے ما بین زیادہ سے زیادہ دشمنی، صلاح الدین اور رچرڈ کے درمیان زیادہ سے زیادہ عداوت پیدا کرنے کی تدبیریں سوچ رہے تھے،

آگسٹس بستر پر لیٹا ہوا تھا، کمزوری اور نقاہت چہرے سے عیاں تھی، ڈنز کی شرکت نے اور زیادہ اسے نڈھال کر دیا تھا، فلپ اور شاہ پولینڈ اس کے داہنی طرف آرام کرسیوں پر نیم دراز تھے، دونوں کے ہاتھ میں شراب کی بوتلیں تھیں، اور گھونٹ گھونٹ کرکے پی رہے تھے، شاہ پولینڈ نے کہا،

"رچرڈ تو بالکل مسلمان ہوتا جا رہا ہے'!"

آگسٹس، لیٹے لیٹے بولا، "ایسا معلوم ہوتا ہے صلاح الدین سے اسے عشق ہو گیا ہے'!"

فلپ نے جنبش لب کی، "اس کے نزدیک دنیا میں اگر کوئی بہادر ہے، تو صلاح الدین، نیک ہے تو صلاح الدین' سخی اور دریا دل ہے تو صلاح الدین، عالی ظ

حیرت سے آگسٹس نے فلپ کو گھورا، اور پوچھا، "مطلب؟"

وہ کہنے لگا، "میں لاٹ پادری سے پوچھوں گا کہ کیا کلیسا اس ننگ کو گوارا کر سکتا ہے؟"

آگسٹس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "لیکن میرے دوست شاید تم نہیں جانتے لاٹ پادری صاحب بھی 'رچرڈ' سے لچکتے ہیں'!"

فلپ نے اعتماد اور ایقان کے لہجے میں کہا، "ہاں میں بھی جانتا ہوں، لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ دین اور مذہب کے معاملے میں ساری عیسائی دنیا لاٹ پادری کا ساتھ دے گی، یقین کرو، اگر لاٹ پادری صاحب میدان میں آگئے تو جین اور عادل کی شادی قیامت تک نہیں ہو سکے گی، خود رچرڈ کی رعایا اسے قتل کر دے گی!"

خوشی سے آگسٹس کا چہرہ دمک اٹھا، وہ اٹھ بیٹھا، اس نے مصافحہ کے لیے فلپ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا،

"سچ کہتے ہو، ——— بڑی دور کی کوڑی لائے، واقعی اس طرح رچرڈ بے بس ہو جائے گا!"

شاہ پولینڈ نے تائید کرتے ہوئے کہا، اس سے بڑھ کر کوئی تجویز ہو ہی نہیں سکتی!"

فلپ نے دونوں کو مزید اپنا ہم خیال بناتے ہوئے کہا، دوستو ذرا سوچو تو سہی، سوال جین کا، رچرڈ کا اور عادل کا نہیں ہے سوال ہے ہماری قومی غیرت کا، ہماری ملی حمیت کا، ہمارے دینی جذبے کا!"

شاہ پولینڈ نے اور زیادہ جوش کے ساتھ کہا، ہمیں رچرڈ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، نہ جین سے کسی طرح کا سروکار ہے، نہ حکومت انگلستان کی آبادی اور

رچرڈ تک کی توہین کر ڈالتی ہے، ایسی عورت سے میں عشق نہیں کر سکتا، ایسی عورت سے کسی طرح کی دلچسپی کا اظہار میری طرف سے نہیں ہو سکتا، اس کی شادی کسی مسلمان سے ہو یا یہودی سے مجھے کوئی سروکار نہیں، !"

"یہ نہ کہو دوست، !"

"پھر؟ ——— پھر تم کیا چاہتے ہو، ؟"

"اس شادی کو رکوانا چاہتے، !"

"رچرڈ نہ ہمارا دیں ہے، نہ ماتحت، وہ ہمیشہ کا ضدی، خودسر، اور من چلا ہے، ایک فیصلہ وہ کر چکا، اب کون اسے روک سکتا ہے؟"

"روک سکتا ہے؟"

"کون؟ ——— کیا تم؟ کیا میں؟"

"نہیں ہم لوگ تو نہیں روک سکتے، لیکن، وہ طاقت اس کے راستے میں پتھر بن کر حائل ہو سکتی ہے جس کے سامنے رچرڈ چوں بھی نہیں کر سکتا، !"

"وہ کون سی طاقت ہے؟ کم از کم مجھے تو ایسی کسی طاقت کا علم نہیں، !"

"اس طاقت سے ہم سب واقف ہیں، اس طاقت کے سامنے ہم سب کے سر جھکتے ہیں، اس سے کوئی سرتابی نہیں کر سکتا، جو اس سے آنکھ ملائے گا، اس کی آنکھ نکال دی جائے گی جو اس سے بدکلامی کرے گا، اس کی زبان کاٹ لی جائے گی، جو اس کے خلاف سازش کرے گا، وہ اس دنیا میں نہیں رہ سکے گا، !"

آگسٹس کھلکھلا کر ہنس پڑا، اس نے کہا، "ایسی طاقت تو صرف خدا کی ہو سکتی ہے، کیا تم خدا کو رچرڈ کے خلاف کھڑا کرنا چاہتے ہو؟"

فلپ ہنسنے لگا، اس نے کہا، "نہیں، ——— خدا کے پیارے بیٹے یسوع مسیح کو، !"

بربادی ہم پر اثر انداز ہو سکتی ہے، لیکن اپنی قوم اور مذہب کی توہین و تذلیل تو ہم کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتے، !"

آگسٹس اتنے ہی جوش کے ساتھ اس کی تائید کرتا ہوا بولا،

"بے شک، ـــــ اگر عادل اور جین میاں بیوی بن گئے، تو دنیا یہ نہیں کہے گی کہ صلاح الدین کے بھائی سے رچرڈ کی بہن کی شادی ہو گئی یہ کہے گی ایک مسلمان شہزادے سے ایک بلند مرتبت عیسائی شہزادی کی شادی ہو گئی بدنامی اس کی نہیں ہے جتنی عیسائی قوم کی '!"

فلپ نے پر خیال انداز میں کہا، لیکن حیرت اس پر ہے کہ خود جین کیسے راضی ہو گئی ایک مسلمان کی بیوی بننے پر؟ ویسے تو بظاہر بڑی مذہب پرست معلوم ہوتی تھی، !"

آگسٹس نے ناگواری کے ساتھ کہا، بھئی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، اس کی پسند اور ناپسند، کسی معیار پر مبنی نہیں ہے، موڈ پر ہے، ـــــ ایک واقعہ سناؤں؟،

فلپ اور شاہ پولینڈ نے لطف لیتے ہوئے کہا،

"نیکی اور پوچھ پوچھ، ضرور سناؤ !"

آگسٹس نے کہا، ایک روز رچرڈ نے میری دعوت کی، جین بھی اس موقعہ پر موجود تھی، ہم لوگ باتوں میں مشغول تھے کہ نہ جانے کس طرح ایک نہایت خوفناک اور خطرناک ناگ پھن نکالے ہوئے نمودار ہوا، ہم سب گھبرا گئے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بھاگنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، مگر وہ اسی طرح بیٹھی مسکراتی رہی، رچرڈ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا،

"جین چلو، اٹھو، اس نے ڈس لیا تو جان کی خیر نہیں '!"

وہ مسکراتی ہوئی اٹھی، بھائی کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑایا، اور اپنی ٹوپی بڑی
پھرتی سے اس پر ڈال دی، رچرڈ نے پاؤں اٹھایا کہ اسے کچل دے، مگر اس نے
بھائی کو دھکا دے کر پرے ہٹا دیا، کہنے لگی،
"واہ آپ اسے مار کیوں رہے ہیں،!"
رچرڈ نے خفگی کے انداز میں پوچھا، "تو کیا اسے پالنے کا ارادہ ہے؟"
تبسم کی بجلیاں گراتی ہوئی بولی، "اور کیا نہیں بھی، اتنا خوب صورت تو ہے،!"
اور پھر اس نے فوراً آواز دے کر اپنے آدمیوں کو بلایا، اور انھیں حکم دیا
کہ بڑی احتیاط سے اسے زندہ پکڑ لیا جائے، اور پوری ہوشیاری سے اس کی
دیکھ بھال کی جائے،!" ——— بتائیے کیا ایسی عجیب و غریب عورت
سے کچھ بعید ہے کہ کسی مسلمان سے شادی کر لے؟"
شاہ پولینڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "ہاں ذرا بھی بعید نہیں ہے، ———
——— لیکن دوسرا پہلو بھی اتنا ہی قوی ہے،!"
فلپ اور آگسٹس نے بیک آواز پوچھا، وہ پہلو کون سا ہے،؟"
اس نے بتایا، "یہ کہ گو رچرڈ، اس شادی کے لیے کتنا ہی اصرار کیوں
نہ کرے، مگر وہ صاف انکار کر دے، اور اپنے انکار پر اڑ جائے، ———
کیا یہ نہیں ہو سکتا؟"
فلپ نے جواب دیا "ہو تو سکتا ہے، لیکن اس حسن اتفاق پر بھروسہ
نہیں کیا جا سکتا، اگر ایسا ہو تو کیا کہنا، چشم ما روشن دل ما شاد، لیکن ہمیں
اپنی فکر سے، اپنی کوشش سے غافل نہ ہونا چاہیے، ہم ضرور وہ کریں گے جو ہمارا فرض ہے!"
آگسٹس نے استفسار کیا، "یعنی لاٹ پادری کو اکسایا جائے!"
فلپ نے مسکراتے ہوئے کہا، "ہاں بے شک،!"

# خلافِ توقع

بہاءالدین آج بہت خوش تھا، شاید رچرڈ اور صلاح الدین کو بھی اتنی خوشی نہیں ہوتی ہوگی جتنی بہاءالدین کو تھی اسے عادل سے غیر معمولی تعلق ہمیشہ سے تھا اور اب کہ اس کا مستقبل شاندار سے شاندار تر ہوتا جارہا تھا اور وہ زیادہ مسرور تھا اس کی خوشی حد بیان سے باہر تھی،

رچرڈ اور بہاءالدین کو گفتگو کرتا عادل چھوڑ آیا تھا کیونکہ اس کی طبیعت گری تھی کچھ تکان سی محسوس کر رہا تھا، یہاں آنے کے بعد وہ لیٹا، کچھ دیر کروٹیں لیں اور اس کے بعد بے خبر سو گیا،

رچرڈ سے گفتگو کر کے جب بہاءالدین واپس آیا تو عادل بے خبر سو رہا تھا، لیکن بہاءالدین صبح کا انتظار نہ کر سکا، وہ اس سے ابھی اور اسی وقت بہت سی باتیں کرنا چاہتا، اسے بادشاہت کی نوید دینا چاہتا تھا، اسے جین کا شوہر بننے کی مبارکباد دینا چاہتا تھا!

یہ ساری باتیں صبح بھی ہو سکتی تھیں،

لیکن صبح نہ جانے کب ہو!

صبح کا انتظار نہیں کیا جا سکتا،!،

اس نے آتے ہی عادل کو جھنجھوڑ ڈالا، "کیا سو گئے ——؟"

عادل نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ بے خبر اور گہری نیند سو رہا تھا، بہاء الدین نے پھر اسے بیدار کرنے کی کوشش کی، آخر اس نے آنکھ کھول دی، اور پوچھا، "کیا بات ہے؟ —— خیریت تو ہے؟"

بہاء الدین نے ایک زوردار قہقہہ لگایا، اور کہا،

"خیریت ہی خیریت ہے میرے عزیز،!"

عادل نے آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا، "پھر اتنے ناوقت جگانے کی کیا ضرورت تھی،؟"

بہاء الدین نے نشۂ مسرت سے سرمست ہوکر کہا، "اس لیے کہ میں ایک لمحہ بھی اب مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا، جب تک سلطان کی منظوری نہیں حاصل ہوئی تھی، میں خاموش تھا، —— کچھ جاننے کے باوجود میری زبان پر قفل لگا تھا، لیکن اب کہ سلطان والاشان کی منظوری حاصل ہو چکی ہے، میں سب کچھ اگل دینے پر مجبور ہوں،!"

عادل اٹھ کر بیٹھ گیا، اس کی نیند کافور ہوگئی وہ سوچنے لگا آخر وہ کون سی بات ہے جس کی تمہید اتنے اہتمام کے ساتھ اٹھائی جا رہی ہے؟ سلطان والا شان نے کس امر کی منظوری عطا فرمادی ہے؟ ضرور کوئی خاص بات ہے، ضرور کوئی راز ہے، —— اس نے پوچھا،

"تو کہیے پھر، نیند تو اچاٹ کردی آپ نے،!"

بہاء الدین کو پھر ہنسی آگئی اب بہت دنوں تک نیند آنے گی نہیں، اب راتیں جاگنے کے لیے ہیں، سونے کے لیے نہیں، اب تمہارا مقدر جاگ چکا ہے، اور

تمہیں بھی جاگنا پڑے گا،!

ان باتوں نے عادل کو اور زیادہ حیران و متحیر کر دیا، اس نے کہا، "تو بتایئے بھی تو سہی کیا بات ہے؟"

بہاء الدین نے بتایا، "تم بیت المقدس کے بادشاہ بنائے جا رہے ہو!"

"ایک نئی بادشاہت کے قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے"؟ ——— نہیں بھائی میں بادشاہ بننا نہیں چاہتا، میں تو اپنے بھائی کے زیر سایہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں، اس کی خدمت اور چاکری میں ساری زندگی گزار دینا چاہتا ہوں،!"

"تمہارا بھائی تمہارے اس سعید جذبہ سے واقف ہے ——— کیا بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو انعام نہیں دیا کرتا؟ ——— یہ انعام ہے جسے قبول کرنے پر تم مجبور ہو،!" ——— لیکن صرف یہی انعام نہیں، ایک اور انعام بھی ہے، اس سے کہیں بڑا، اس سے کہیں شاندار، اور اس سے کہیں قابل فخر،!"

عادل حیرت سے بہاء الدین کی طرف دیکھنے لگا، پھر بولا، "بخدا میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا،!"

بہاء الدین نے کہا، "شہنشاہ رچرڈ اور سلطان صلاح الدین کے درمیان جو شرائط صلح طے پائے ہیں، ان میں ایک شرط تو یہ تھی کہ تم بیت المقدس کے فرماں روا بنا دیئے جاؤ اور دوسری شرط یہ ہے کہ شہزادی جین سے تمہاری شادی کر دی جائے،!"

عادل اچھل پڑا، "کیا فرمایا آپ نے؟" شہزادی جین سے میری شادی کر دی جائے،!"

بہاءالدین نے اور زیادہ جوشِ مسرت سے بے تاب ہو کر کہا، "ہاں میرے عزیز، شہزادی جین تمہاری رفیقہ زندگی بنے گی"! ——— کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا"!

"وہ ملکہ حسن ہے، اس کی رعنائی کے سامنے چاند شرماتا ہے، وہ حسن نہیں نام خدا اور ہی کچھ ہے"!

عادل پر سنجیدگی سی طاری ہو گئی، وہ خاموش ہو گیا، بہاءالدین کو توقع تھی کہ اس سے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ عادل یہ خبر سنکر خوشی کا اظہار کرے گا، لیکن اس کا یہ سلوک دیکھ کر اسے حیرت ہوئی، اس نے سوال کیا،

"کیا تم خوش نہیں ہو اس رشتے سے؟"

عادل نے پرخیال انداز میں کہا، "میں خوش ہوں یا نہیں یہ دوسرا سوال ہے، ———

"پہلا سوال کیا ہے؟"

"پہلا سوال یہ ہے کہ شادی میری ہو رہی ہے اور فیصلہ سلطان والا شان اور رچرڈ، اور آپ کر رہے ہیں، ——— یہ کیا بات ہوئی؟"

"یقیناً تم پر کوئی فیصلہ ٹھونسا نہیں جا سکتا، لیکن یہ تو ایسی بات تھی کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ تم اس کی مخالفت کرو گے ——— مجھے بتاؤ کیا تمہیں یہ رشتہ منظور نہیں ہے؟"

"نہیں ——— میں اس طرح کی سیاسی شادی کا قائل نہیں ہوں، جین مجھے نہیں جانتی، میں جین کو نہیں جانتا، ہمارے درمیان بہت سی خلیجیں حائل ہیں، آخر کس طرح خوش دلی کے ساتھ میں اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہوں؟

——— اور یقیناً جین بھی بھائی کے کہنے سے مجبور ہو کر راضی ہو جائے یہ دوسری بات ہے ورنہ خوشی سے تو یہ رشتہ منظور نہیں کر سکتی۔ ——— شادی کوئی مارے باندھے کا تو سودا نہیں ہے'!"

عجیب آدمی ہو یہ کس طرح کی باتیں کرنے لگے تم ——— ؟" کیا سلطان کو ناراض کر دو گے ؟"

مجھے اپنے بھائی پر اعتماد ہے یقیناً اس بات پر وہ ناراض نہیں ہوں گے بلکہ خوش ہوں گے میں نے انھیں دھوکے میں نہیں رکھا۔ ——— !"

" دھوکا کیسا ؟"

" اگر سلطان کے کہنے سے جین کو اپنی بیوی بنالوں، تو کیا اسے خوش رکھ سکوں گا؛ کیا مجھ سے اسے وہ محبت حاصل ہو گی جو ایک بیوی کو شوہر سے ملنی چاہئے ؟ کیا میں سے شادی کر کے میں، سلطان، ارجرڈ، جین اور خود اپنے آپ کو دھوکا نہیں دوں گا۔!"

" بھئی یہ تو بہت برا ہوا، اب کیا ہو گا ؟"

" اب آپ کو حق دوستی ادا کرنا چاہیئے، !"

" میں کیا کر سکتا ہوں ؟ کچھ بھی تو میرے بس میں نہیں ہے'!"

" کسی طرح خوش اسلوبی سے اس معاملہ کو ٹال دیجئے'!!"

" بہت مشکل ہے، لیکن ایک بات تو بتاؤ ؟ کیا تمھیں کسی سے محبت ہے ؟"

" یہ تو میں نہیں کہہ سکتا، کہ کسی کو مجھ سے، یا کسی سے مجھے محبت ہے یا نہیں، لیکن یہ بات ایک اٹل حقیقت کی طرح آپ کو تسلیم کر لینی چاہیئے کہ شادی اس سے کروں گا جس سے محبت ہو مجھے'!"

" اور جین سے تمھیں محبت نہیں ہے ؟"

" بالکل نہیں ہے'!"

" اور نہ آگے چل کر ہو سکتی ہے"؟"

" (ہنستے ہوئے) استقبل کے امکانات پر حال کے فیصلے نہیں کیے جا سکتے، اور خود ہی سوچیے، آخر خواہ مخواہ، کسی زمانہ میں بھی جین سے محبت کیوں ہونے لگی مجھے؟"

" ہو یا نہ ہو، تمہیں شادی اس سے کرنی پڑے گی"!!"

(برہم ہو کر) یہ نہیں ہو سکتا،

(جوش کے ساتھ) ہوگا، اور ضرور ہوگا ——— تمہاری خوشی اور ناخوشی پر ملت اسلامیہ کا مفاد بھینٹ نہیں چڑھایا جا سکتا،!"

" ملت اسلامیہ کا مفاد؟"

" ہاں اور کیا ——— اگر تم نے جین سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟"

" بتایئے کیا نتیجہ ہوگا؟"

" صلح کے امکانات ختم ہو جائیں گے، جنگ پوری خوں ریزی اور ہولناکی کے ساتھ پھر شروع ہو جائے گی، بے شک ہم عیسائیوں کو قتل کریں گے، اور مولی گاجر کی طرح قتل کریں گے، لیکن مسلمان بھی تو ذبح ہوں گے، یہ خون کس کے سر جائے گا؟"

" کیا مطلب ہے آپ کا؟"

" اتنے خود غرض نہ بنو ملک العادل، ——— مسلمان کا ایک قطرۂ خون، ساری دنیا سے زیادہ قیمتی ہے اسے بیکار نہیں رائے گاں ہونا چاہیے، اگر ہلاکت اور خوں ریزی کے بغیر، ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں تو کیا ضرورت ہے جنگ کی؟ ——— کیا یہ جنگ اب صرف تمہاری وجہ سے ہمیں لڑنا پڑے گی؟"

" کیا اب تک یہ جنگ میری وجہ سے ہو رہی تھی؟"

" نہیں، ——— لیکن اب اگر ہوئی تو اس کی ذمہ داری صرف تم پر

ہوگی، کیا تم اپنی قوم کے لیے اپنی ملت کے لیے، اپنے دین کے لیے اتنا ایثار بھی نہیں کر سکتے کہ اپنی موہوم آرزوؤں کو قربان کر دو؟"

"آپ اگر میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟"

"میں تمہاری جگہ ہوتا، تو وہی کرتا جو تم سے کہہ رہا ہوں، آخر یہ معمولی سی بات کیوں تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ فرد قوم پر قربان کیا جا سکتا ہے، مگر قوم فرد پر قربان نہیں کی جا سکتی، !"

"اس حقیقت کا مجھے اعتراف ہے، !"

"صرف زبان سے، ———— عمل کا جب وقت ہوتو پیچھے ہٹ جاؤ گے، !"

"جس طرح آج آپ گفتگو کر رہے ہیں اس سے پہلے کبھی ایسا آپ نے نہیں کیا تھا، !"

"تم نے میرے دل کو صدمہ پہنچایا، ———— مجھے تم سے توقع تھی کہ تم اپنی قوم اور ملت کے لیے سب کچھ کر سکتے ہو، آج معلوم ہوا کچھ نہیں کر سکتے!"

"ایسا نہ کہیے، اپنی قوم کے لیے عادل اپنے خون کا آخری قطرہ بھی قربان کر سکتا ہے، !"

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہماری تجویز ماننے سے تمہیں انکار نہ کرنا چاہیے، ———— ہم تمہارا خون نہیں مانگتے، اس سے گھٹیا قسم کی ایک چیز مانگتے ہیں، اگر تم یہ نہیں دے سکتے تو خون کیا دے سکو گے؟"

عادل خاموش ہو گیا، بہاء الدین نے بھی سکوت اختیار کر لیا، تھوڑی دیر کے بعد بہاء الدین نے طلسم سکوت توڑا، اس نے پوچھا،

"بتاؤ ملک العادل کیا فیصلہ ہے تمہارا؟"

عادل خاموش رہا، بہاء الدین نے پھر اپنا سوال دہرایا، "بتاؤ، ————

میں تمہارا فیصلہ سننا چاہتا ہوں، آخری اور قطعی فیصلہ، !"

قبل اس کے کہ عادل کوئی جواب دے بہاء الدین نے کہا،

اپنا فیصلہ سنانے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ لو، یہ فیصلہ جہاں تمہارے مستقبل پر اثر انداز ہوگا، وہاں ملت اسلامیہ بھی اس سے متاثر ہوگی، سلطان کی عزت پر بھی اثر پڑے گا، آج تک دنیا کا اس بات پر ایمان ہے کہ سلطان جو کہہ دیتا ہے، وہ کرتا ہے، وہ جھوٹ نہیں بولتا، بدعہدی نہیں کرتا، غلط بیانی سے کام نہیں لیتا، قول و قرار ہر حالت میں پورا کرتا ہے، لیکن تمہاری وجہ سے اس پر یہ کلنک کا ٹیکہ لگے گا، کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، قول و قرار کی اس کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں، وہ عہد کرتا ہے اور توڑ دیتا ہے، ——— کیا تم اسے گوارا کرلو گے، بتاؤ عادل اب مجھے بتاؤ، تمہارا فیصلہ کیا ہے، !"

عادل پھر سے بستر پر لیٹ گیا، اس نے کہا، "ذرا مجھے سوچ لینے دیجئے اچھی طرح کچھ تو موقع دیجئے مجھے، !

اور قاضی بہاء الدین شداد کو سخت حیرت تھی کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ کیا ہوگیا اس لڑکے کو؟

یہ باتیں عادل کے منہ سے نکل رہی تھیں؟

عادل، ——— جس نے کبھی سلطان کیا، خود اسے (بہاء الدین) کو بھی الٹ کر جواب نہیں دیا، کسی بات میں مخالفت نہیں کی تھی، اور آج ———؟

آج یہ بے زبان، خاموش، اور اطاعت کیش نوجوان کس طرح منہ بڑھ کر باتیں کر رہا ہے؟

کیا یہ کسی سے محبت کرنے لگا ہے؟

اگر یہ محبت کرتا ہے تو کس سے؟

یہ کتنی عجیب بات ہے، !

کیا ہونے والا ہے !

ایک سپاہی قوم اور دین و ملت کے سوا کسی سے محبت نہیں کر سکتا۔

—— کیا ہو گیا ہے عادل کو ؟

---

# دلِ ناداں

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟
آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

# گل و بلبل

عامر اور جبین میں ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے، شاید ہی کوئی دن ایسا جاتا ہو کہ [illegible]وں نہ ملتے رہیں، آندھی آئے، پانی آئے، زلزلہ آئے، کچھ بھی ہو، جبین وقت [illegible]رہ پر، پہنچ جاتی تھی، یہی حال عامر کا تھا، کیسی ہی مصروفیت ہو، کیسے ہی حالات [illegible]ں، تھوڑی دیر کے لیے اس سے ملنے، باتیں کرنے، اس کی سننے اور اپنی کہنے [illegible]لیے تمام رکاوٹوں کو پھلانگتا وہ بہرحال پہنچ جایا کرتا تھا، اکثر ایسا ہوتا کہ جنگی [illegible]روریات و مصالح کے ماتحت اسے لشکر سے باہر کئی کئی دن تک رہنا پڑتا، [illegible]کی ایسا ہوتا دشمن کے تعاقب میں، اس کی حفاظتی چوکیوں کو برباد کرنے اور دور دو[illegible]از مقامات پر اس کے استحکامات توڑنے پھوڑنے کے سلسلے میں، اسے پہاڑوں [illegible]وں، ریگستانوں، نخلستانوں میں کئی کئی دن قیام کرنا پڑتا، لیکن جس طرح وہ [illegible]نی "ڈیوٹی" میں انتہائی چوکس، مستعد اور وفادار تھا، اسی طرح محبت کی پکار [illegible]لبیک کہنے میں بھی، وہ انتہائی مستعد تھا، کہیں بھی ہو، کتنے ہی دور و دراز مقام پر، [illegible]یہ ممکن نہ تھا کہ جبین آئے اور اسے موجود نہ پاکر واپس چلی جائے، اکثر ایسا ہوتا [illegible]اتی، اور عامر موجود ملتا، کبھی شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا کہ چند منٹ انتظار کی

زحمت اٹھالیتی تب کہیں جاکر عامر کی صورت نظر آتی،

آج بھی ایسا ہی ہوا،

جین وقت مقررہ پر پہنچ گئی، مگر عامر موجود نہ تھا، اس نے اطمینان سے گھوڑے کی لگام ایک شاخ سے باندھ دی، اور خود ٹہلنے لگی، صبح کا وقت تھا، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جس سے مشام جان معطر ہو رہا تھا، بادل بھی گھرے ہوئے تھے اگرچہ بارش شروع نہیں ہوئی تھی، لیکن اندیشہ تھا کہ جلد ہی موسلا دھار پانی برسنے لگے گا، کبھی وہ پریشانی کے عالم میں آسمان کو دیکھتی، کبھی اس رہگزر کو، جدھر سے عام طور پر عامر آیا کرتا تھا، آخر تھک کر وہ ایک چٹان پر بیٹھ گئی، وحشی ہرنی کی طرح کبھی ادھر، کبھی ادھر منتظر اور متجسس نگاہوں سے دیکھنے لگی،

اتنے میں دیکھتی کیا ہے عامر سامنے کھڑا مسکرا رہا ہے، وہ روٹھ گئی،

"آخر کیا ضرورت تھی آپ کو زحمت کرنے کی، میں ذرا دیر اور انتظار کرکے چلی جاتی تو آپ کا کیا بگڑ جاتا، ؟"

عامر پاس آکر بیٹھ گیا، اس نے بڑے پیار بھرے لہجے میں سوال کیا،

"رخفا ہو گئیں، ؟!"

اور پھر اسے کچھ عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا، وہ ان نگاہوں کی تاب نہ لا سکی، مسکرا دی، اور گویا ہوئی،

"بیٹھئے بھی، ہر بات کو مذاق میں ٹالنا خوب آتا ہے آپ کو، !"

عامر نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا، اور پیار سے سہلاتا ہوا بولا، "آدمی کے ساتھ کچھ مجبوریاں بھی تو ہوتی ہیں، !"

وہ چڑتی ہوئی کہنے لگی، "ہاں کیوں نہیں ہو نہیں، ——— اور خاص طور پر اس آدمی کے ساتھ، جو خود محبت نہ کرتا ہو، اور دوسرے کی محبت اس کے لیے

ل بن چکی ہو؟!"
یہ کہتے ہوئے جبین کا گلہ رندھ گیا، اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں، عامر نے بیتاب
ہو کر کہا، "خدا کے لیے یہ نہ کرو، تمہارے آنسو میں نہیں دیکھ سکتا. میں اپنے سینے
میں خنجر جھونک لوں گا!"
حیرت سے جبین نے اسے دیکھا اور پوچھا، خنجر کیوں جھونک لیں گے اپنے
سینے میں آپ؟"
وہ بولا، "اگر تمہیں خوش نہیں رکھ سکتا، تو زندہ رہ کر کیا کروں گا؟ تم
نہیں جانتیں میں تم سے کتنی بے پناہ محبت کرتا ہوں، تمہاری صورت میری آنکھوں
میں بس گئی ہے، تمہاری صورت میرے دل کے صنم کدے میں متمکن ہے، اور میں
اس کی پرستش کرنے لگا ہوں، میرے اور تمہارے درمیان کئی، اونچی اونچی دیوار یں
حائل ہیں، لیکن سب کو پھلانگ کر تمہارے پاس پہنچتا ہوں کہ دل مجبور کو سکون
حاصل ہو، لیکن تم پھر بھی بدگمان رہتی ہو!"
جبین خوش ہو گئی، اس نے مطمئن نظروں اور نشاط آفریں نگاہوں سے عامر
کو دیکھا اور بولی، "بدگمانی اور محبت میں چولی دامن کا ساتھ ہے، اگر مجھے آپ سے
محبت نہ ہوتی، تو کیا ضرورت تھی بدگمان ہونے کی؟"
عامر بھی خوش ہو گیا کہنے لگا، لیکن اتنی بدگمانی کہ مجھے خود اپنے سے نفرت
ہونے لگے؟"
جبین نے پیار سے عامر کے شانے پر ہاتھ رکھا، اور محبت بھرے انداز میں
پوچھا،
"اچھا چھوڑیے ان باتوں کو، یہ بتایئے دیر کیوں ہو گئی آج اتنا آپ کو؟
کیوں میں تو دیکھ رہی ہوں، ادھر کئی دنوں سے کچھ نہ کچھ دیر ہو ہی جاتی ہے آپ کو،

اس کا سبب؟"

وہ بولا، "آج کل میں لشکر میں نہیں ہوں، لشکر میں تھا تو بڑی آسانی سے آجایا کرتا تھا، لشکر سے تقریباً کافی دور ایک دوسرے مقام پر جنگی سرگرمیوں کے سلسلے میں مقیم ہوں، سارا دن مصروفیت میں گزر جاتا ہے، رات کو بھی کبھی دو بج جاتے ہیں، کبھی ڈیڑھ، تب کہیں بستر نصیب ہوتا ہے، اور صبح تڑکے اٹھ کر تمہارے شوق دیدار میں بھاگ کھڑا ہوتا ہوں"!

اس بیان صفائی سے جین بالکل مطمئن ہوگئی، پھر اپنے اوپر فخر اور اعتماد کے لہجہ میں کہنے لگی، "مجھے جو کٹھنائیاں برداشت کرنا پڑتی ہیں ان کا تو آپ تصور بھی نہیں کر سکتے"! "میں آپکے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ سمجھتی ہوں"!

عامر نے اسے دل میں رکھ لینے والی نگاہوں سے دیکھا، اور کہنے لگا، "میں جانتا ہوں مجھے یقین ہے"!

وہ ایک ادائے خاص سے اس پر ایک نظر ڈالتی ہوئی بولی، "لیکن سوال یہ ہے کہ کب تک ہماری چوری چھپے کی ملاقاتیں جاری رہیں گی؟"

عامر نے جواب دیا، "جب تک ہم تمہارے آقا کو شکست نہ دے لیں"!

"ایسا نہ کہیے میں ان کی شکست نہیں چاہتی"!

"پھر ہماری شکست مطلوب ہے تمہیں؟"

"بالکل نہیں" ———

"واہ بھئی، نہ اپنے آقا کی شکست چاہتی ہو نہ ہماری، پھر کیا یہ چاہتی ہو کہ دونوں خودکشی کر لیں"؟"

وہ ہنسنے لگی، خدا نہ کرے، اس طرح کی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟ اگر آپ خودکشی کر لیں گے، تو میں زندہ رہ کر کیا کروں گی؟ اگر آپ کو شکست

ہوتی، تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ میری زندگی نہ جانے کیوں آپ سے وابستہ ہو کر رہ گئی ہے، سوچا کرتی ہوں اگر آپ میری زندگی میں نہ داخل ہوگئے ہوتے، اگر آپ کو میں نے نہ دیکھا ہوتا، اگر آپ کو خدا کے فضل سے میں نے نہ پا لیا ہوتا تو میرا کیا حشر ہوتا، ؟ میں کہاں جاتی ؟"

عامر نے کہا، مجھے پا کر تو تم نے اپنے آپ کو پست کر لیا ہے'!"

وہ حیرت سے بولی، "یہ کیا کہا آپ نے؟ میں نہیں سمجھی!"

وہ بولا، "تم اپنے حسن و جمال، رعنائی و زیبائی، خوبی و خوب روئی، عادات و خصائل، اور انداز و اطوار کے اعتبار سے کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ کی بانوئے محترم بن سکتی ہو، کسی بادشاہ کی ملکہ بن سکتی ہو، کسی قصر فلک فرسا کی زینت بن سکتی ہو،

"میں سب کو ٹھکراتی ہوں، نہ مجھے شہنشاہ چاہیے، نہ بادشاہ، نہ قصر فلک فرسا!"

"پھر چاہیے کیا؟ ——— مجھ جیسا فقیر؟ جس کے پاس خدا کے نام کے سوا کچھ نہیں ہے'!"

"ہاں، یہی فقیر میرا تاجدار ہے، یہ فقیر میرا شہنشاہ ہے، اس فقیر کی جھونپڑی میرے لیے قصر فلک فرسا ہے'!"

یہ الفاظ جبین نے کچھ ایسے اثر انگیز اور جذباتی لہجے میں کہے کہ عامر بہت متاثر ہوا، اس نے کہا، "تمہاری انہی باتوں نے تو مجھے بندۂ بے دام بنا دیا ہے تمہارا! ——— تم خون کی طرح میری رگ و پے میں جاری و ساری ہو! تمہیں دیکھے بغیر، تم سے ملے بغیر، مجھے ایک پل قرار نہیں آتا، تمہیں دیکھ لیتا ہوں تو ساری فکریں اور پریشانیاں خود بخود دور ہو جاتی ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے جو کچھ دل نے چاہا تھا سب پا لیا، اب نہ محرومی کی شکایت ہے نہ تیرہ بختی کا گلہ'!"

"آپ تو شاعری کرنے لگے، ——— سنا ہے عرب بڑے اچھے شاعر ہوتے ہیں'!"

"میں اپنے ہونے والے دولہا کو قتل کر دوں گی'، !"

"(ہنستے ہوئے) ان نازک نازک ہاتھوں سے'، !"

"یہ نازک نازک ہاتھ وقت آنے پر پنجہ فولاد بھی بن سکتے ہیں'، !"

"اچھا صاحب آپ کا یہ ناقابل یقین دعویٰ، محض آپ کی خاطر سے مان لیا، اب تو خوش ہوئیں آپ'، ؟"

اتنے میں بارش کا ایک قطرہ جبین کے گال پر پڑا، وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی، آج ہم نے معمول سے زیادہ وقت صرف کیا، اور اب بارش شروع ہو گئی ہے، لہٰذا مجلس برخاست"

عامر ہنسنے لگا، "آپ کا فولادی پنجہ پانی کی بوندوں کو بھی نہیں روک سکتا، !"

جبین نے ہنستے ہوئے پوچھا، "بتایئے اب کب ملیں گے آپ ؟"

وہ بولا، "کل ———— (آہ سرد کے ساتھ) کتنی دیر ہے کل کے آنے میں'، !"

---

"ہاں عرب بڑے اچھے شاعر ہوتے ہیں، لیکن میں شاعر نہیں ہوں،!"

"پھر اتنی دیر سے یہ قصیدے کیوں پڑھے جا رہے تھے؟"

"یہ قصیدے نہیں ہیں میرے دل کی ترجمانی ہے، میں اگر شاعر ہوں، تو میری غزل تم ہو، میرا شعر تم ہو،!"

"اچھا اب بس کیجیے، زیادہ مبالغہ اچھا نہیں ہوتا،!"

"اسے مبالغہ نہ کہو یہ حقیقت ہے، ——— میں اکثر سوچا کرتا ہوں اگر میں نے تمہیں نہ پایا، اگر تم مجھے نہ مل سکیں تو میرا حال کیا ہوگا؟

"کیا ہوگا بتایئے!"

"شاید میں دیوانہ ہو جاؤں، شاید میں ترک دُنیا کر کے گوشہ نشین ہو جاؤں، خودکشی میرے مذہب میں حرام ہے مگر کیا یہ سزائیں جو میں نے اپنے لیے تجویز کی ہیں کیا خودکشی سے بدتر نہیں ہیں،؟"

"اللہ کو اگر منظور رہے، تو اس کی نوبت نہیں آئے گی، ہم دونوں ایک ہیں، اور ایک رہیں گے، اور ہمیں کوئی طاقت جدا نہیں کر سکے گی،!"

مجھے سب سے زیادہ فکر تمہاری ہے! ——— میں تو مرد ہوں، ہر اس اقدام کی مزاحمت اور مقابلہ کر سکتا ہوں جو میرے جذبات اور احساسات کے خلاف ہو، لیکن تم تو ایک عورت ہو، ———

"تم کچھ نہیں کر سکتیں، ——— یہی مطلب ہے نا آپ کا؟"

"ہاں، ——— عورت مجبور ہوتی ہے، بے بس ہوتی ہے،!"

"ہوتی ہوگی، میں تو نہیں ہوں،!"

"اگر تمہاری مرضی کے خلاف، کسی جگہ تمہارے والدین شادی طے کر دیں، تو کیا کر لو گی تم؟"

# چُٹکی

عامر سے رخصت ہو کر، جین لشکر میں واپس آگئی، ابھی اپنے خیمے تک نہیں پہنچی تھی کہ رابرٹ آتا نظر آیا، اور قریب آکر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، جین نے کوئی بات نہیں کی، جب خیمہ میں پہنچ لی تو کہا بیٹھ جاؤ، ! "

وہ سامنے کو پڑی ہوئی ایک تپائی پر، جس پر مخمل مڑھا ہوا تھا، بیٹھ گیا، ایک زرنگار کرسی پر، جین بیٹھ گئی، کچھ دیر تک خاموشی رہی، جیسے جین بھی کچھ سوچ رہی ہو، اور رابرٹ بھی کسی خیال میں غرق ہو، پھر جین نے گفتگو کا آغاز کیا، وہ زہر خند کرتی ہوئی کہنے لگی،

" رابرٹ میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں، ! "

کس بات کی مبارکباد یہ بات رابرٹ کی سمجھ میں نہ آسکی، اس بارے میں وہ سوال کرنے ہی والا تھا کہ جین نے کہا،

" رابرٹ میں دل و جان سے تمہاری شکرگزار ہوں، اور شاید زندگی کی آخری سانس تک میری یہ منت پذیری قائم رہے گی، ! "

اب تو رابرٹ اور زیادہ چکرایا، وہ ہکا بکا ہو کر اسے دیکھنے لگا، وہ

تھا، جین نے کس بات کی مجھے مبارکباد دی ہے"، "کیوں میری اس درجہ شکر گزار
پوچھنے ہی والا تھا کہ جین کی آواز پردہ گوش سے ٹکرائی،
"رابرٹ میں تمہاری زیر بار احسان ہوں، ممنون کرم ہوں، تم نے مجھے خرید
ہے، میں تمہاری درم ناخریدہ باندی ہوں"!"
رابرٹ کے دماغ کی رگیں پھٹنے لگیں، جین یہ کیا کہہ رہی ہے"؛ کیا مطلب
ان باتوں کا؟ یہی سوچ رہا تھا کہ پھر جین کی نغمہ بار آواز سنائی دی،
"رابرٹ مجھے فخر ہے تم پر، ناز ہے تم پر"!"
ان الفاظ نے اسے حواس باختہ کر دیا، بڑی مشکل سے اس نے اپنے اوسان
بحال کیے، اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا،
"میرے لیے اس سے بڑھ کر عزت افزائی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ آپ
مجھے مخاطب کریں، لیکن میں قطعاً سمجھ نہ سکا کہ ——
جین نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا، تم قطعاً سمجھ نہ سکے کہ میں نے تمہیں مبارکباد
کیوں دی؟ میں تمہاری زیر بار احسان کیوں ہوں؟ مجھے تم پر فخر کیوں ہے؟" —
اس نے اور زیادہ حواس باختہ ہو کر کہا،
"جی ہاں، —— جی ہاں، میں یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں"!"
جین نے کہا، "تمہیں حق ہے یہ معلوم کرنے کا، اور میرا فرض ہے کہ بتاؤں
—— کیا تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے"؟"
"ضرور ہے، بہت زیادہ ہے"!"
"ہاں یقیناً بہت زیادہ ہے"!"
"کیا تم مجھ سے عشق نہیں کرتے رابرٹ ——؟"
"کرتا ہوں، —— شاید دنیا میں کسی نے کسی سے اتنا بے پناہ عشق

نہیں کیا ہوگا، جتنا مجھے آپ سے ہے"! "

"ہاں اور کیا، ——— یقیناً یہی بات ہے"! ——— اور کیا عاشق اپنے محبوب کے ناموس کا، اور خود اس کا پاسبان اور امین نہیں ہوتا، ! "

ضرور ہوتا ہے"! ——— اس کے سوا اور کون ہو سکتا ہے"؟ "

"ہاں تم نے سچ کہا، واقعی اس کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا، اور تم نے اس امانت کا حق قرار واقعی طور پر ادا کر دیا، ———

"رابرٹ، پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا، اور وہ اس کی اس کیفیت سے ذرا بھی متاثر ہوئے بغیر کہنے لگی،

"پیارے رابرٹ تم نے میرے لیے کتنا عظیم اور ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا ہے، دنیائے محبت میں وہ ہمیشہ ایک قابل فخر یادگار کی حیثیت رکھے گا، تم نے اپنے رقیب روسیہ، اور میرے عاشق ناشاد ملک العادل کو قتل کر دیا، مردانہ وار اس کے لشکر میں گھسے، اس کے خیمہ میں پہنچے، اور دن دہاڑے اسے ہلاک کر دیا، اس کے سنتری، اس کے محافظ، اس کے پاسبان ٹکٹکی دیدم، دم نہ کشیدم، حیران و پریشان کھڑے تمہارا منہ تکتے رہے، تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے، تم صلاح الدین کے لشکر میں اس طرح گئے، جس طرح شیر جنگل میں پہنچتا ہے، تم نے عادل کا اس طرح شکار کیا، جس طرح شیر ببر، کسی بکری کو دبوچ لیتا ہے، تم صلاح الدین کے لشکر سے اس طرح نکل آئے، جیسے، پودنوں کی محفل سے دیو نکل آتا ہے ———

رابرٹ تصویر حیرت بنا جین کو تک رہا تھا، اور وہ کہہ رہی تھی،

"رابرٹ تم نے مجھے جیت لیا، تم نے مجھے فتح کر لیا، تم نے میرے لیے اپنی خاطر وہ کام کیا، جو اب تک نہ فرہاد سے ہو سکا تھا، نہ مجنوں سے، دنیائے عاشقی کی تاریخ میں تمہارا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا، ! "

رابرٹ کی حیرت، اور حیرت کے ساتھ بے کلی بڑھتی جا رہی تھی، اور جین جوش کے عالم میں کہے جا رہی تھی،

"رابرٹ میرے پاس آؤ، میں تمہیں پیار کروں گی، میں تمہیں انعام دینا چاہتی ہوں، میری خواہش ہے کہ تم سے آج ایک نہ ٹوٹنے والا عہد کروں ـــــ عہد وفا، !"

رابرٹ پتھر کی طرح گم صم اپنی جگہ بیٹھا تھا، کسی طرح کی جنبش بھی نہ کر سکا، اس نے اٹھنا چاہا اٹھ نہ سکا، اس نے بولنا چاہا، بول نہ سکا، اس نے بیان صفائی دینا چاہا، مگر زبان نے کام نہ دیا،

جین کی آواز پھر گونجی، اس نے کہا،

"رابرٹ، تم نے اپنی محبوبہ جین کی پکار نہیں سنی؟ ـــــ وہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ یہاں آؤ، ادھر میرے پاس، اپنی جین کے پاس"!

رابرٹ اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھا تھا، جین دو قدم آگے بڑھی، پھر ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی، اور بولی،

"کیا تم خفا ہو اپنی جین سے؟ اس کی پکار کیوں نہیں سنتے؟ اس کے بلاوے پر کیوں نہیں آتے؟"

رابرٹ دفعتہً اٹھا، تیزی سے بڑھا، اور جین کے پاس آکر ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا اور پھر فوراً ہی اس کے قدموں میں گر پڑا، اس کے قدموں سے اپنی آنکھیں رگڑتا ہوا بولا

"غلام اس سے زیادہ نہیں برداشت کر سکتا، اس کا دل پھٹ جائے گا، ـــ

جین طنز کرتی ہوئی بولی، "دل؟ ـــــ کیا تمہارے پاس دل ہے؟"

وہ تقریباً روتا ہوا بولا، "میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کروں گا، ضرور پورا کروں گا، !"

وہ زہر خند کرتی ہوئی بولی، کہ جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے؟"

اس نے کہا، "نہیں، ——— بہت جلد چند دنوں میں'!"

وہ ایک ادائے خاص سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی،

"چند دنوں میں کیوں؟ ——— چند گھنٹوں میں کیوں نہیں؟ اگر کوئی
اور من چلا ہو تو یہ کام دنوں اور گھنٹوں کا نہیں، منٹوں اور سکنڈوں کا ہے،
شاید تم حفاظت خود اختیاری کے لیے کوئی ایسی زرہ بنوا رہے ہو جسے تلوار کا
نہ سکے، ایسا خود تیار کرا رہے ہو جس پر نیزہ بھی اثر نہ کر سکے، تم اپنے رقیب کو
چاہتے ہو، مگر اس طرح کہ تمہارے تن نازک پر خراش نہ آنے پائے، ———
زندہ باد رابرٹ، دی گریٹ ———!"

اور پھر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی، لیکن اس ہنسی میں نفرت اور حقارت کے
ابل رہے تھے،!

ایک مرتبہ پھر رابرٹ نے سر خم کیا، اور کہا، "میں دندناتا ہوا اس کے لشکر
گھس جاؤں گا، اس کے خیمہ میں اسے قتل کر دوں گا، اور واقعی اس کے سنتری، اس
اور پاسبان میرا منہ دیکھتے رہ جائیں گے، ——— لیکن وہ کمبخت آج کل نہیں
کہیں گیا ہوا ہے، اور جب تک آ نہ جائے کہاں جا کر اسے قتل کروں؟"

# لاٹ پادری

رابرٹ کے جانے کے بعد بھی بڑی دیر تک جین اسی جگہ بیٹھی رہی، اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے،

ایک طرف رابرٹ تھا، جس کے لیے اسے یقین تھا کہ عادل کو ہلاک کرنے کے بعد خود بھی زندہ نہیں بچے گا، مسلمان اسے وہیں ڈھیر کر دیں گے، اور اس طرح بیک وقت، وہ بہت بڑے دشمن، عادل اور رابرٹ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، اور وہ ان سے نجات حاصل کر لے گی،

دوسری طرف عامر کا خیال تھا، روز بروز اور لمحہ بہ لمحہ اس کی محبت بڑھتی ہی جا رہی تھی، ہر روز وہ ایسا محسوس کرتی تھی کہ اب تک جتنی محبت وہ کرتی رہی تھی، وہ آج سے مقابلے میں کم تھی، اور اس کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ کس طرح اسے رفیق زندگی بنا لے،؟

عامر کے ساتھ فرار ہو جانا آسان تھا، اور یہ کام وہ ہر وقت کر سکتی تھی: لیکن وہ بڑی آن اور شان کی عورت تھی، بھاگ جانا کسی مرد کے ساتھ خواہ وہ اس کا کیسا ہی محبوب کیوں نہ ہو اس کی آن اور شان کے خلاف تھا، نیا کر وہ اپنے اوپر

کھڑا تھا، حد سے زیادہ باہیبت اور باعظمت بنا دیا تھا،

لاٹ پادری کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ نہایت گھبراہٹ کے عالم میں اٹھ کھڑی ہوئی اور ادب سے گویا ہوئی،

"مقدس باپ آپ؟"

مقدس باپ نے اپنا مقدس ہاتھ جیمین کے سر پر رکھا، اور پھر بڑے نرم لہجے میں فرمایا،

"ہاں بیٹی میں' ——— کیا میرا آنا تمہیں ناگوار گزرا؟"

وہ ادب و عقیدت کے ساتھ گویا ہوئی،

"اتنا بڑا گناہ اس کنیز سے کیسے سرزد ہو سکتا ہے'؟ ہاں اس بات سے ضرور دکھ ہوا کہ آپ نے یہاں تک آنے کی زحمت گوارا فرمائی، حالانکہ ایک اشارہ پر میں خود حاضر خدمت ہو جاتی'!"

لاٹ پادری نے مسکراتے ہوئے اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے کہا،

"ٹھیک کہتی ہو بیٹی'، تمہاری اس سعادت سے ہم واقف ہیں، اگر ہم تمہیں بلاتے تو کوئی شبہ نہیں تم فوراً آجاتیں، لیکن ہمارے دل نے اسے گوارا نہ کیا کہ تمہیں زحمت دیں، خود چلے آئے'!"

جیمین نے سراپا عقیدت و عبودیت بن کر پوچھا،

"کیا میں دریافت کر سکتی ہوں کہ مقدس باپ نے یہاں آنے کی کیوں زحمت گوارا فرمائی؟"

لاٹ پادری نے ہنستے ہوئے کہا، "ہاں بیٹی، تم دریافت کر سکتی ہو، اور ہم اسی لیے آئے ہیں کہ جو کچھ دریافت کرنا چاہتی ہو بتا دیں'!"

ہنسنے کا موقعہ نہیں دینا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ محبت کے نشہ سے بے خود ہو کر اپنی خودداری، اپنی ناموری اور اپنے وقار کو بٹہ لگا دے، اس کے مقابلہ میں گھل گھل کر فراق کی زندگی گزار دینے کو وہ ترجیح دیتی تھی، وہ عامر کی محبت میں جان دے سکتی تھی، لیکن عامر کی محبت میں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتی تھی جو اس کے خاندان اور ذاتی مجد کے خلاف ہو،

وہ اس فکر میں تھی، کہ اگر اس کی بہادری، شرافت اور جراءت کے واقعات رچرڈ تک پہنچ جائیں، کسی طرح ان دو بہادروں میں تعارف ہو جائے، راہ و رسم کی صورت نکل آئے، تعلقات پیدا ہو جائیں، تو وہ خود اس سے کہہ سکتی ہے کہ میں نے عامر کو اپنا رفیق حیات منتخب کیا ہے، اور یقیناً رچرڈ اس تجویز سے اختلاف نہیں کر سکے گا،

وہ اگر عادل سے میری شادی گوارا کر سکتا ہے تو عامر سے کیوں نہیں گوارا کرے گا، عادل بھی مسلمان ہے، اور عامر بھی، اگر عادل بہادر ہے تو عامر اس سے ہزار گنا شجاع اور دلیر ہے، رچرڈ دلیری اور شجاعت پر جان دیتا ہے، جس طرح اس نے عادل کو پسند کر لیا ہے، اسی طرح عامر کو بھی پسند کر لے گا،

لیکن شہنشاہ رچرڈ اور عامر کی ملاقات، اور راہ و رسم کی سبیل کیا ہو؟

یہی سوچ رہی تھی کہ دروازے پر کسی نے دستک دی، اس نے بے خیالی میں کہہ دیا آجاؤ اجازت ہے!!

اور پھر نظر اٹھا کر جو دیکھا تو مقدس لاٹ پادری، جامۂ تقدس میں ملبوس سامنے کھڑے ہیں، ان کی دودھ کی طرح سفید داڑھی۔ ان کا گورا چٹا رنگ ان کے ہاتھ میں گردش کرتی ہوئی تسبیح ہزار دانہ، ان کا سکون، ان کا سکوت، ان کا وقار، ان سب چیزوں نے اس شخص کو، جو لاٹ پادری کی صورت میں اس کے

جین نے عرض کیا، "تو پھر ارشاد فرمایئے"!

لاٹ پادری اس زرنگار کرسی پر جہاں ابھی ذرا دیر پہلے جین بیٹھی تھی، رونق افروز ہو گئے، اور جین اس مخملی تپائی پر بیٹھ گئی جہاں ابھی ذرا دیر پہلے رابرٹ بیٹھا تھا،

خیمہ کی فضا پر ایک عجیب طرح کا سناٹا چھایا ہوا تھا!

اس سناٹے میں عظمت تھی، ہیبت تھی، دہشت تھی، اور عقیدت تھی!

ان سب چیزوں نے مل جل کر عجیب طرح کی کیفیت طاری کر دی تھی،

"لاٹ پادری نے کہا، "بیٹی میں تم سے ایک سوال کرنے آیا ہوں، بہت اہم سوال، ——— کیا تم اس کا سچ سچ جواب دے دو گی؟"

وہ کانپتی ہوئی آواز سے بولی،

"اس کنیز کو جھوٹ سے ویسے بھی نفرت ہے، اور مقدس باپ کے سامنے تو اس کی زبان جھوٹ پر چل ہی نہیں سکتی"!

لاٹ پادری نے خوش ہو کر کہا، "ہمیں یقین ہے، ہم تم پر اعتماد کرتے ہیں"!

جین نے اشتیاق اور تجسس کے جذبے کے ساتھ دریافت کیا،

"ارشاد، ——— میں سننا چاہتی ہوں کہ جناب کا سوال کیا ہے؟"

لاٹ پادری نے بڑے نرم اور ملائم لہجہ میں کہا،

"ہمیں تم سے بہت کچھ کہنا ہے، اور تمہیں بھی یقیناً ہم سے بہت کچھ کہنا ہوگا، لیکن دیوار ہم گوش دارد، یہ گفتگو ایسی نہیں ہے کہ اسے کوئی اور سن سکے"!

جین اٹھ کھڑی ہوئی اس نے کہا، " میں دروازے بند کر آتی ہوں،
سی کی مجال نہیں کہ ہماری بات سن سکے۔!"
وہ دروازہ بند کرنے چلی لیکن دل ہی دل خائف اور متحیر بھی تھی کہ آخر
یہ ماجرا کیا ہے؟

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دور جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں!

# پُراسرار ماحول

لاٹ پادری کے تقدس پر، جین کو ایمان تھا، ان کی سنجیدگی، شرافت اور پاک دامنی کا وہ کلمہ پڑھتی تھی، ان کے بارے میں کوئی غلط اور ناپاک قسم کا خیال اس کے دل میں آ ہی نہیں سکتا تھا، لیکن وہ سخت حیران تھی، کہ آخر اس رازداری کی، اس اہتمام کی کیا ضرورت ہے؟ وہ کون سی بات ہے جو لاٹ پادری صاحب، اس درجہ پراسرار طور پر اس کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں؟

اس نے یہ بھی سوچا کہ بے شک میں آزاد طبع اور وارفتہ مزاج ہوں، مجھ میں نخوت اور سرکشی کا مادہ ہے، میری خودی نمود کی حد تک پہنچی ہوئی ہے، میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتی، لیکن لاٹ پادری کے ساتھ میں نے کبھی کوئی گستاخی کی ہو، یا کلیسا کی توہین کی ہو، ایسا تو کبھی نہیں ہوا، پھر؟ ——————

پھر وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

یہ خیال بھی اس کے ذہن میں آیا کہ ہو سکتا ہے اس گفتگو کا تعلق امور مملکت سے ہو، ملکی سیاست سے ہو، جنگی پالیسی سے ہو، رچرڈ کے کسی طرز عمل سے ہو، لیکن

میرا اس سے کیا تعلق؟ میں ایک خاتون ہوں امور مملکت سے مجھے کیا سروکار؟ ملکی سیاست میں دخل دینے کی نہ میری عادت ہے، نہ اس کی ضرورت کبھی میں نے محسوس کی، جنگی پالیسی سے ظاہر ہے میرا کوئی سروکار نہیں ہو سکتا، یہ مسائل ماہرین جنگ ہی طے کر سکتے ہیں، رہا رچرڈ کا کوئی طرز عمل، تو ہم دونوں میں ایک طرح کا سمجھوتہ ہے میں اس کے معاملات میں مداخلت نہیں کروں گی وہ میرے معاملات سے تعلق نہیں رکھے گا، ——— پھر وہ کیا بات ہو سکتی ہے جو لاٹ پادری صاحب مجھ سے کہنا چاہتے ہیں؟"

اس کے بعد دفعتہً بجلی کی طرح ایک خیال اس کے ذہن و دماغ میں کوندا، وہ سوچنے لگی، کہیں رچرڈ نے لاٹ پادری صاحب کو آلۂ کار بنانے کی کوشش تو نہیں کی ہے؟

نہیں لاٹ پادری صاحب رچرڈ کے بھائی کی اور ملک العادل کے شفیع بن کر تو تشریف نہیں لائے ہیں؟

کہیں ایسا تو نہیں ہوا ہے کہ میرے طرز عمل سے مایوس اور دل برداشتہ ہو کر رچرڈ نے سوچا ہو لاٹ پادری کی عظیم و بلند و برتر شخصیت مجھے راہ پر لے آئے گی؟ وہ ارشاد فرمائیں گے، میں عادل سے شادی کر لوں، اور میں عادل سے شادی کر لوں گی ———؟

یہ سوچتے سوچتے اس کی تیوریاں چڑھ گئیں، اس کے چہرے پر سختی اور شدت کے آثار نمایاں ہو گئے، اس کے اعصاب میں کھنچاؤ اور تناؤ پیدا ہو گیا، اس نے فیصلہ کر لیا کہ اگر لاٹ پادری صاحب نے اپنی حد سے قدم بڑھایا تو ضرور منہ کی کھائیں گے، ان کی بات بھی اسی طرح رد کر دی جائے گی جس طرح رچرڈ کی صلاح ٹھکرا دی گئی!

یہ سب کچھ سوچ کر اس نے روکھے، لیکن مؤدب لہجے میں لاٹ پادری صاحب سے عرض کیا،

"فرمایئے، ——— کیوں زحمت کی ہے آپ نے یہاں تک تشریف لانے کی،!؟"

لاٹ پادری صاحب نے کچھ توقف کے بعد فرمایا، بیٹی! میں نے ایک بہت عجیب، حیرت انگیز، اور ناقابل یقین بات سنی ہے، اس کی تصدیق یا تردید کے لیے آیا ہوں!"

جین نے ایک مرتبہ متجسسانہ نظریں لاٹ پادری کے سراپا پر ڈالیں، پھر کہنے لگی،

"لیکن وہ بات بھی تو معلوم ہو، اب تک تو صرف تمہید در تمہید سننے میں آرہی ہے،!!"

جین کے اس تیکھے استفسار سے لاٹ پادری صاحب گھبرا گئے، وہ دیسے بھی جین سے اور اس کی خودسری سے نالاں رہتے تھے، لیکن اس وقت ایک بہت بڑے مشن پر تشریف لائے تھے، نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ایسی بات ہو جس سے وہ بنتے بنتے اکھڑ جائے، انھوں نے بڑے نرم، اور شفقت آگیں انداز میں فرمایا،

"بیٹی میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا شہنشاہ رچرڈ نے تمہارے سامنے یہ تجویز رکھی ہے کہ سلطان صلاح الدین کے بھائی ملک العادل سے شادی کرلو؟"

جین کچھ دیر سوچتی رہی کہ اس سوال کا مقصد کیا ہے؟ اس کی تہ میں کون سا جذبہ کام کر رہا ہے،؟ پھر اس نے دل میں ایک عزم محکم کرکے جواب دیا،

"جی ہاں، ——— یہ امر واقعہ ہے'!"

لاٹ پادری نے اور زیادہ پیکرِ انکسار و تواضع بن کر پوچھا، " تو میری بیٹی میں یہ بھی معلوم کرنا چاہوں گا کہ تمہارا فیصلہ کیا ہے'؟"

جینی نے اکھڑے ہوئے لہجہ میں بدگمانی کی نظروں سے لاٹ پادری کو دیکھتے ہوئے کہا،

" آپ میرا فیصلہ کیوں معلوم کرنا چاہتے ہیں؟" ——— کیا اس لیے کہ اس پر اثر انداز ہونے کی کوشش کریں'!"

لاٹ پادری صاحب بہت بڑے ماہر نفسیات بھی تھے، ان تلخ اور کڑوی کسیلی باتوں کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی گئے، اور خوشامدانہ لہجے میں فرمایا،

"بیٹی اس دنیا میں تو مجھے کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا، جو تمہارے فیصلے پر اثر انداز ہو سکے، تمہارا فیصلہ چٹان کی طرح اٹل ہوتا ہے، باد مخالف کے جھونکے اس سے ٹکرا کر واپس چلے جاتے ہیں، طوفان آتے ہیں اس سے سر پھوڑتے ہیں اور ناکام و نامراد واپس چلے جاتے ہیں' اس کے ثبات و استقلال میں کوئی فرق نہیں آتا، !"

ان خوشامدانہ الفاظ کا نہایت خوشگوار اثر ہوا، جینی کا تکدر رفع ہو گیا، چہرے پر شدت اور صلابت کے جو آثار نظر آ رہے تھے، وہ معدوم ہو گئے، ہونٹوں پر حقیقت سے تبسم کی جھلک رقصاں نظر آئی'!

اپنے وار کو کامیاب دیکھ کر لاٹ پادری کچھ مزید فرمانے والے تھے کہ جینی نے کہا،

"اگر آپ یہ سمجھتے ہیں، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ میں اپنے فیصلے بدلا نہیں کرتی، اور کسی کے دباؤ میں آ کر تو غلط فیصلہ بھی بدلنا میری فطرت کے خلاف ہے،

پھر آپ کیوں یہ سوال فرما رہے ہیں' !"

باپ کی سی شفقت' اور ماں کی سی ممتا کے ساتھ لاٹ پادری نے کہا،

"بیٹی یہ تو سچ ہے کہ تم اپنے فیصلے بدلا نہیں کرتیں، لیکن تمہارے روحانی باپ کی حیثیت سے، اور اس حیثیت کو چھوڑ دو، کیا تمہارے مداح اور قدرشناس کی حیثیت سے میرا یہ فرض نہیں ہے کہ جب کوئی اہم مسئلہ زیر بحث آئے ایسا مسئلہ جو تمہاری زندگی پر' تمہارے مستقبل پر' اثر انداز ہو سکتا ہو، بلکہ میں تو ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں، اور کہتا ہوں، جو تمہاری قوم' تمہارے ملک، اور تمہارے مذہب پر اثر انداز ہو سکتا ہو' تو کیا میرا یہ فرض نہیں ہے کہ رائے دے سکوں؟ صلاح دے سکوں؟ مشورہ دے سکوں؟ —— بے شک تمہیں حق ہے کہ میری رائے اس کان سنو' اس کان اڑا دو، میری صلاح کو پرکاہ کی برابر وقعت نہ دو، میرے مشورے کو پائے حقارت سے ٹھکرا دو، لیکن سن لینے میں کیا حرج ہے —— ممکن ہے کوئی ایسی بات میرے منہ سے نکل جائے، جو تمہیں اپیل کر جائے؟"

جین دلچسپی اور توجہ سے لاٹ پادری کی باتیں سنتی رہی، پھر اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا،

"آپ جو رائے دیں گے، میں سنوں گی، آپ کی جو صلاح ہو گی میں اس پر غور کروں گی' آپ کے مشورے کے تمام پہلوؤں پر میں اچھی طرح غور کروں گی، لیکن نہایت ادب، اور اس سے زیادہ نہایت صفائی کے ساتھ یہ عرض کر دینا چاہتی ہوں، کہ اگر آپ شہنشاہ کے پیامی اور عادل کے سفارشی بن کر آئے ہیں تو آپ کو مایوس اور ناکام واپس جانا پڑے گا۔!"

یہ الفاظ سن کر لاٹ پادری صاحب پر وجد کا عالم طاری ہو گیا، انہیں

اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا، انھوں نے لرزتے ہوئے الفاظ میں اس سے پوچھا،

"بیٹی کیا کہا تو نے؟"

جین نے اپنے الفاظ پھر دوہرا دیے، لاٹ پادری صاحب نے اطمینان کا سانس لیا، !

وہ یہ سوچ کر تشریف لائے تھے کہ جین نے بھی اس رشتہ کو فخر اور مسرت کے ساتھ منظور کر لیا ہو گا، وہ بھی خوشی خوشی ملک العادل کی بیوی بننے پر رضامند ہو گئی ہو گی، رچرڈ نے اسے پرچایا ہو گا، اور وہ اس کے دام میں آگئی ہو گی، اور پھر واقعی اس کے فیصلے کو بدلوانا بہت مشکل ہو گا، لیکن یہاں تو بغیر کسی زحمت و دشواری کے کام بنتا نظر آرہا تھا، ——!

پادری صاحب، اپنی جان، اپنے وقار اور اپنے ناموس کو خطرے میں ڈال کر یہاں تشریف لائے تھے،

جب ان کے کانوں میں یہ خبر پڑی تھی کہ رچرڈ صلاح الدین سے صلح کر رہا ہے اور شرائط صلح میں یہ بات داخل ہے کہ جین کی شادی ایک بے دین (عادل) سے کر دی جائے، تو وہ انگاروں پر لوٹنے لگے تھے، لیکن بے بس تھے، کیونکہ جانتے تھے رچرڈ کے سامنے ان کی ایک نہیں چل سکتی، یہ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کا بھرم صرف اسی وقت تک قائم ہے جب تک رچرڈ مہربان ہے، وہ اگر خفا ہو جائے تو وہ دودھ کی مکھی کی طرح انہیں کلیسا سے نکال باہر کر سکتا ہے، کیونکہ وہ صرف انگلستان کا بادشاہ ہی نہیں ہے، دین عیسوی کا پاسبان اور محافظ بھی ہے، اس لیے، کلیسا کی مملکت پر بھی انگلستان کی طرح اس کی حکومت ہے،

لیکن جب فلپ نے اکسایا، آگسٹس نے حوصلہ دلایا، شاہ پولینڈ نے ہمت بندھائی

## .....نہیں!

لاٹ پادری صاحب کی یہ اضطرابی کیفیت جین سے چھپی نہ رہ سکی، وہ سخت متحیر تھی کہ وہ اتنے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہیں؟ آخر اس نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا،

"آپ نے سن لیا میرا فیصلہ؟"

لاٹ پادری صاحب نے عقیدت کی نظروں سے اسے دیکھا اور فرمایا،

"ہاں سن لیا بیٹی"!

وہ کہنے لگی، "فرمایئے، اب کیا صلاح ہے آپ کی؟"

"لاٹ پادری صاحب نے بے ساختہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس پر بوسوں کی بارش شروع کر دی، کبھی وہ اسے آنکھوں سے لگاتے، اور کبھی پیار شروع کر دیتے، کافی دیر تک بڑے والہانہ انداز میں وہ یہی کرتے رہے، آخر اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اور ایک حد تک ناگوار لہجہ میں تیکھی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا،

"کیا آپ اس لیے تشریف لائے تھے یہاں؟"

رابرٹ نے سبز باغ دکھائے، اور شہنشاہ کے دوسرے خفیہ مخالفوں نے طرح طرح کے توقعات دلائے تو وہ آمادہ کار ہوئے، فلیپ نے انھیں یقین دلایا تھا کہ جین کو راہ راست پر لائے، اگر اسے آپ نے راضی کر لیا، تو رچرڈ آپ کا کچھ نہیں کرسکتا، ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے، اور آپ کے تحفظ اور سلامتی کے لیے خون کے دریا بہادیں گے، اگر رچرڈ نے کلیسائے انگلستان سے آپ کو بے دخل کردیا، تو کلیسائے فرانس، کلیسائے جرمنی، اور کلیسائے پولینڈ کی سربراہی آپ کے لیے وقف ہوگی، یہاں جو آسائشیں اور سہولتیں آپ کو حاصل ہیں، ان سے کہیں زیادہ آسائشیں اور سہولتیں آپ کو ہم دیں گے، یہ سبق پڑھنے کے بعد لاٹ پادری صاحب، اپنے اوسان درست کرکے، اور بکھری ہوئی ہمت کا شیرازہ مجتمع کرکے جین کی خدمت میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پہنچے تھے، لیکن یہاں پہنچ کر بے مانگے دل کی مراد مل گئی، جین کے ان الفاظ نے سرور و نشاط کی عجیب کیفیت طاری کردی ان پر، جی چاہتا تھا رقص شروع کردیں،!،

لاٹ پادری صاحب جوش میں آگئے انھوں نے جذباتی لہجے میں کہا،
"بیٹی مجھے معاف کرنا، اس وقت میں اپنے ہوش میں نہ تھا، !"
جین نے پوچھا، لیکن کیوں آپ اپنے ہوش میں نہیں تھے ؟"
وہ کہنے لگے، "اس لیے کہ مجھے یقین تھا تم نے رچرڈ کا حکم مان لیا ہے اور
عادل کی بیوی بننے پر رضامند ہوگئی ہو، تم نے منظور کر لیا ہے کہ کلیسا کو رسوا
کردو، تم آمادہ ہوگئی ہو کہ اپنی قوم کی عزت چھین لو، ——— خداوند یسوع مسیح
کا شکر کن الفاظ میں ادا کروں کہ میرے خیالات توہمات ثابت ہوئے، !"
پھر اور زیادہ جوش کے ساتھ کہنا شروع کیا،
"بیٹی تو نے کلیسا کی لاج رکھ لی، ——— اگر تو ایک مسلمان کی بیوی
بن جاتی، تو ہم ایسے رسوا ہوتے، ایسے ذلیل ہوتے کہ دنیا ہمارا مذاق اڑاتی، میں
نے تو خودکشی کر لینے کا فیصلہ کر لیا تھا، !"
پہلو بدلتی ہوئی وہ کہنے لگی،
"یہ مسئلہ دین و مذہب کا نہیں ہے، !"
لاٹ پادری صاحب کا جوش مسرت سرد پڑنے لگا، بڑی بے بسی کے ساتھ انھوں نے
فرمایا،
"کیا کہا بیٹی ؟"
وہ بولی، "میں نے عادل کو اس لیے نہیں ٹھکرایا ہے، کہ وہ مسلمان ہے، مسلمان
بھی اگر میرے معیار پر پورا اترے، اور اونچا انسان ہو تو میں اس سے شادی کر لیتی
میں، اسے اپنا رفیق حیات بنا لینے میں ذرا بھی تامل نہیں کروں گی، میں نے عادل کو اس
لیے ٹھکرا دیا ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتی، !"
یہ ایک بیکار سی بحث تھی، لاٹ پادری نے سوچا، لفظی بحث کرنے سے کیا حاصل

حال وہ عادل کو ناپسند کرتی ہے، اس سے شادی کرنے کو تیار نہیں ہے، یہی مقصد جو حاصل ہو گیا، رہی یہ بات کہ اگر کوئی ایسا مسلمان مل جائے جو اس کے معیار پورا اترتا ہو، جو اونچا انسان ہو، جسے وہ پسند کرتی ہو، تو یہ ناممکن سی بات ہے، نہ ایسا مسلمان اسے مل سکتا ہے، نہ وہ اس سے شادی کرے گی، اونچا یا نیچا مسلمان، کہاں ملے گا اس کو؟ یہ تو صرف نظریاتی بحث ہوئی، اور اس میں الجھ کر اسے پھر ہاتھ سے کھو دینا مناسب نہیں، یہ سوچ کر انھوں نے فرمایا،

"بیٹی تو نے سچ کہا میں حرف بہ حرف تیری تائید کرتا ہوں'!"

جین خوش ہو گئی، "تو پھر مجھے دعائے خیر و برکت دیجیے، میرے لیے دعا کیجیے کہ عادل سے مجھے نجات مل سکے'!"

لاٹ پادری نے، خدا کے بیٹے کے نمائندے کی حیثیت سے فرمایا،

"میں تیرے لیے خیر و برکت کی دعا کرتا ہوں، اور تجھے بشارت دیتا ہوں، کہ تیرا فیصلہ قائم رہے گا، رچرڈ اس میں کسی طرح کا رد و بدل نہیں کر سکے گا، یہ میرے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو پورے ہو کر رہیں گے'!"

فکر مند لہجہ میں جین نے کہا، "آپ کے تقدس پر مجھے اتنا ہی اعتماد ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ شہنشاہ بھی تو بڑے ضدی ہیں'!"

نہایت مطمئن لہجہ میں لاٹ پادری نے کہا، "میری بیٹی تو ذرا بھی فکر نہ کر بے شک رچرڈ بہت بڑا آدمی ہے لیکن کلیسا سے بڑا نہیں ہے، بے شک وہ جو چاہے کر سکتا ہے، لیکن کلیسا سے سرتابی نہیں کر سکتا، بے شک اس کا ہر فرمان اس لیے ہے کہ نافذ ہو، لیکن کلیسا کے فرمان کو ٹھکرانا اس کے لیے بھی ممکن نہیں ہے، یہی وہ بارگاہ ہے جہاں جھک کر اسے آنا پڑتا ہے'!"

جین نے کہا، "یہ تو آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن اس مسئلہ کو میں کلیسا، اور دین د

# ہاں.....!

جین کی اس گفتگو نے، لاٹ پادری صاحب کے آتے گئے حواس غائب کر دیے، وہ سوچنے لگے، سارا کام بگڑ گیا، اگر یہ اپنی بات پر اڑی رہی تو کس طرح یہ ممکن ہے کہ رچرڈ کے فیصلے کی مخالفت کی جا سکے؟ عادل سے رشتہ کی مخالفت اگر مذہب اور کلیسا کے نام پر نہ کی جائے تو اس کی اور بنیاد کیا ہو سکتی ہے؟ کافی دیر تک وہ خیالات میں مستغرق بیٹھے رہے پھر انھوں نے سر اٹھایا اور کہا،

"بیٹی ایک سوال کا جواب دو، !"

جین نے بے پروائی سے کہا، فرمایئے'!"

انھوں نے فرمایا، "تم مجھے سچا سمجھتی ہو یا جھوٹا؟"

جین نے جواب دیا، "اب تک تو مجھے آپ کی غلط بیانی کا تجربہ نہیں ہوا ہے کیسے جھوٹا کہہ دوں آپ کو؟"

وہ مطمئن لہجے میں بولے، "انشاء اللہ کبھی بھی میری غلط بیانی کا تمہیں تجربہ نہیں ہوگا، !"

# ہائے....!

جین کی اس گفتگو نے، لاٹ پادری صاحب کے آئے گئے حواس غائب کر دیے، وہ سوچنے لگے، سارا کام بگڑ گیا، اگر یہ اپنی بات پر اڑی رہی تو کس طرح یہ ممکن ہے کہ رچرڈ کے فیصلے کی مخالفت کی جا سکے؟ عادل سے رشتہ کی مخالفت اگر مذہب اور کلیسا کے نام پر نہ کی جائے تو اس کی اور بنیاد کیا ہو سکتی ہے؟

کافی دیر تک وہ خیالات میں مستغرق بیٹھے رہے پھر انھوں نے سر اٹھایا اور کہا،

"بیٹی ایک سوال کا جواب دو، !"

جین نے بے پروائی سے کہا، فرمائیے'!"

انھوں نے فرمایا، "تم مجھے سچا سمجھتی ہو یا جھوٹا؟"

جین نے جواب دیا، "اب تک تو مجھے آپ کی غلط بیانی کا تجربہ نہیں ہوا ہے کیسے جھوٹا کہہ دوں آپ کو؟"

وہ مطمئن لہجے میں بولے، "انشاء اللہ کبھی بھی میری غلط بیانی کا تمہیں تجربہ نہیں ہوگا، !"

حیات بننے کا فیصلہ کر لیا، تو میں فتویٰ دے دوں گا کہ یہ شادی جائز ہے، اگر کسی نے مخالفت کی تو وہ کلیسا کا مخالف تصور کیا جائے گا، !"

لاٹ پادری کے ان الفاظ اور اس یقین دہانی نے جین کے سامنے ایک نئی دنیائے خیال پیش کر دی، وہ سوچنے لگی، مجھے لاٹ پادری کو اجازت دے دینی چاہیے کہ وہ مذہب کے نام پہ اس رشتہ کی مخالفت کرے، اور شہنشاہ رچرڈ کو گھٹنے ٹیکنے، یعنی اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کر دے، اس مرحلہ سے فراغت کے کچھ عرصہ بعد جب میں عامر کو لاٹ پادری کے سامنے پیش کروں گی، کہ لیجئے جناب لاٹ پادری صاحب، وہ مرد مسلمان بالآخر مل گیا، جو میرے معیار کا آئینہ ہے، جو نہایت اونچا انسان ہے، جو میرا محسن ہے، جو انگلستان کے شاہی خاندان کا محسن ہے، جس نے، ایک نمک حرام یہودی لونڈی، اور ایک سفاک اور پرکالۂ آتش، یہودی کے دست تظلم سے مجھے بچایا تھا، اسے میں پسند کرتی ہوں، اسے میں نے اپنا رفیق حیات منتخب کر لیا ہے، تو گو رچرڈ لاکھ مخالفت کرے، لیکن لاٹ پادری میرا ساتھ دے گا، اور اگر لاٹ پادری ساتھ دے گا تو سارا کلیسا میرے ساتھ ہوگا، اور جب سارا کلیسا میری پشت پناہی پہ آمادہ ہوگا، تو نہ رچرڈ میری مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے، نہ انگلستان کی حکومت، عامر مجھے مل جائے گا، وہ میری زندگی کا مالک بن جائے گا، پھر بے غل و غش، اطمینان، سکون، راحت، اور آسائش کی ہم زندگی بسر کر سکیں گے، !"

یہ سوچ کر اس نے پادری صاحب سے دریافت کیا،

"کیا آپ اپنے وعدے پر قائم رہیں گے ؟"

مایوسی کے اندھیرے میں امید کی کرن لاٹ پادری صاحب کو نظر آئی، انھوں نے جوش و خروش کے ساتھ سینہ ٹھونک کر کہا،

وہ کہنے لگی، اور امید تو ایسی ہی ہے، ——— اگر آپ سچ نہ بولیں گے تو پھر دنیا میں اور کون ہے جو سچا کہا جا سکتا ہے؟ اگر آپ جھوٹ بولیں گے، تو پھر دنیا میں وہ کون ہے جس پر اعتبار و اعتماد کیا جا سکے، ؟"

بغیر کسی انکسار کے لاٹ پادری صاحب نے زیر لب تبسم کے ساتھ ارشاد فرمایا،

"بے شک، بے شک' !"

اور اس کے بعد کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگے، "کیا تم میرے اس حق کو تسلیم کرتی ہو کہ از روئے مذہب، بدلے ہوئے حالات میں، جو فتویٰ دوں، وہ دنیائے عیسائیت کے لیے قابل قبول ہے' ؟"

وہ متحیر ہو کر لاٹ پادری صاحب کو دیکھنے لگی پھر بولی،

"جی ہاں آپ کے اس حق کو بھی تسلیم کرتی ہوں، ——— شاید آپ ہی نے بالیان کو فتویٰ دے کر مطمئن کر دیا تھا، کہ وہ سلطان صلاح الدین سے کیے ہوئے عہد کو، کلیسا کی سلامتی کے لیے توڑ دے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا[1] !"

لاٹ پادری صاحب نے سینہ ٹھونکتے ہوئے کہا، "ہاں وہ میں ہی تھا، !"

جین نے پوچھا، "لیکن ان سوالات سے آپ کا مطلب کیا ہے ؟"

ارشاد فرمایا، "مطلب یہ ہے کہ میں لاٹ پادری کی حیثیت سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم اس پر رضامند ہو جاؤ کہ عادل سے رشتہ کی مخالفت، کلیسا اور دین و مذہب کے نام پر ہیں کر سکوں، تو اگر کبھی کوئی ایسا مسلمان ملا، جو تمہارے معیار پر پورا اترا، اونچا انسان نظر آیا، تم نے اسے پسند کیا، اور اس کی رفیقہ

---

[1] یہ بالکل صحیح واقعہ ہے، تفصیل مطلوب ہو تو لین پول کی SALADIN ملاحظہ فرمائی جائے۔

"نہیں بیٹی، وعدے سے کام نہیں چلے گا!"

جین نے متحیر ہو کر لاٹ پادری کو دیکھا، اور سوال کیا۔

"یعنی آپ اپنے وعدے سے پھر جانا چاہتے ہیں، ؟"

لاٹ پادری نے بڑے مطمئن لہجہ میں جواب دیا،

"ہرگز نہیں، تم مجھ سے وعدہ چاہتی ہو، اور میں تم سے عہد کرنا چاہتا ہوں، ——— بتاؤ بیٹی قول پورا ہوتا ہے یا عہد؟ تم مجھ سے صرف قول لینا چاہتی ہو یا عہد؟"

جین کا چہرہ دمک اٹھا، وہ لاٹ پادری کے الفاظ سے مطمئن ہو گئی، اس نے کہا،

"آپ کا قول بھی میرے نزدیک عہد سے کم نہیں ہے!"

لاٹ پادری صاحب نے فرمایا، "چلو، میں قول بھی دیتا ہوں، اور عہد بھی کرتا ہوں، ——— اب تو خوش ہو گئیں؟ اب تو مطمئن ہو؟"

جین کے ہونٹوں پر تبسم رقص کرنے لگا، اس نے دل فریب اور تقوی شکن نگاہ لاٹ پادری پر ڈالی اور سحر طرازانہ انداز میں کہا،

"عادل سے میرے رشتہ کی مخالفت آپ دین، مذہب اور کلیسا کے نام پر کر سکتے ہیں، میری پوری تائید آپ کو حاصل ہو گی!!"

حضرت ناصح

# حضرتِ ناصح

سلطان صلاح الدین اور رچرڈ کے مابین نامہ و پیام، اور تبادلۂ تحائف
سلسلہ جاری ہے، گو جبین ابھی تک اپنی ضد پر قائم ہے، اور عادل نے اب
ں رضامندی کا اظہار نہیں کیا ہے، لیکن دونوں طرف سے زور شور کے ساتھ
دی کی تیاریاں ہو رہی ہیں، رچرڈ کو اعتماد ہے کہ بالآخر جبین اس کے اصرار
ے سامنے سر جھکا دے گی، اور صلاح الدین کے سامنے تو عادل کی نارضامندی
امل کا سوال ہی نہیں ہے، بہاء الدین نے اسے اب تک نہیں بتایا ہے کہ عادل
ین سے شادی پر رضامند نہیں ہے وہ اس لڑکی سے شادی کرنے پر بضد
ہے، جسے وہ پسند کر چکا ہو، جس سے وہ محبت کرتا ہو، عادل کے اس رجحان
و بہاء الدین نے سلطان سے اس لیے چھپایا ہے کہ اس ضد کو وہ عادل کے لڑکپن
قبول کرتا ہے، پھر وہ جانتا ہے کہ سلطان کو عادل پر اس درجہ ناز اور اعتماد
ہے کہ اس کا یہ یقین، اعتقاد بن چکا ہے کہ کبھی اور کسی حالت میں عادل، اس
ے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا، اس کے مقابلے میں خود سری کا اظہار نہیں
سکتا، آج بھی عادل اور بہاء الدین کے مابین یہی باتیں ہو رہی تھیں، بہاء الدین

نے کہا،

"آخر تم کب تک مجھ سے لڑتے رہو گے، ؟"

وہ بولا، "جب تک آپ اصرار کرتے رہیں گے، !"

میں کسی ایسی لڑکی سے شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا جس سے مجھے محبت نہ ہو—"

بہاء الدین نے سنجیدگی کے ساتھ کہا "عادل ہوش سے کام لو، تم آگ سے کھیل رہے ہو، !"

وہ بے پروائی سے بولا، "کھیلنے دیجئے، نقصان مجھ ہی کو تو پہنچے گا، !"

وہ کہنے لگا، "یہ نہ کہو، تمہاری خوشی میری خوشی ہے، تمہارا دکھ میرا دکھ ہے اگر تم غمگین ہو تو میں کس طرح خوش رہ سکتا ہوں، اگر تم مسرور اور شادماں ہو تو کون ہے جو تجھ سے مسرت اور خوشی چھین سکے، !"

"اگر آپ مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہیں، تو جس طرح بھی ہو اس رشتے کا سلسلہ منقطع کر دیجئے، !"

"میرے عزیز اگر میرے بس میں ہوتا کب کا ایسا کر چکا ہوتا، لیکن معاملہ سلطان کا ہے، انہیں کون روک سکتا ہے ؟"

"کیا آپ نہیں سمجھا سکتے ان کو، ؟"

ضرور سمجھا سکتا ہوں لیکن اس معاملے میں ناممکن ہے، !"

"یہ کیوں ؟——— کیا میری اتنی بھی اہمیت نہیں ہے، کہ میری زندگی کا، میرے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے، اور مجھ سے بات بھی نہ پوچھی جائے مجھ سے رائے بھی نہ لی جائے، ؟"

"تم بہت زیادہ حساس اور جذباتی بنتے جا رہے ہو، بات یہ نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ اگر میں نے سلطان سے کہا کہ عادل کو یہ رشتہ نامنظور

...نے تو کیا ہوگا؟"

"کیا ہوگا؟ ——— کیا میں قتل کر دیا جاؤں گا؟"

"نہیں، سلطان تمہیں قتل نہیں کر سکتے، تمہاری خاطر ساری دنیا کو قتل ...سکتے ہیں، کیا تمہیں اب تک اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ تم سے کتنی بے پناہ محبت ...تے ہیں۔!"

"اور میں؟ ——— کیا میں نہیں کرتا؟"

"کرتے ہو، لیکن ان کی سی نہیں، تمہارے سر میں درد ہوتا ہے تو وہ بے کل ...جاتے ہیں، تم کسی دن سلام کو نہیں حاضر ہوتے، تو ان کا اضطراب دیکھ کر ...ن آنے لگتا ہے، ——— عادل جب وہ یہ سنیں گے کہ تم نے ان کا ...ا کیا ہوا رشتہ نامنظور کر دیا، تو ان کا دل پھٹ جائے گا، جب انہیں معلوم ...گا کہ تم نے ان کے اس وعدے کا احترام نہیں کیا، جو وہ تمہارے لیے ...وعدے کر چکے ہیں، تو شاید اس غم کی تاب نہ لا کر، وہ زندگی سے گزر جائیں، ...میں جانتا ہوں تم کسی سے محبت نہیں کرتے، ایسی کوئی لڑکی نہیں ہے جو تمہارا دل ...لے چکی ہو، لیکن ایسی لڑکی کے انتظار میں، تم سلطان کی جان لینے کے درپے ...ہو، تم ان کے وقار سے کھیل رہے ہو، کیا تمہیں یہی کرنا چاہیے؟"

بے بسی کے ساتھ عادل نے کہا، "اچھی زبردستی ہے، ——— بھلا اس طرح ...شادی سے میں خوش رہ سکوں گا؟"

...بہاءالدین نے جواب دیا، "ضرور خوش رہ سکو گے، کیا جبین سے بڑھ کر ...کوئی حسین و جمیل عورت مل سکتی ہے تمہیں؟ اچھا نہیں خوش رہ سکتے، تو ...کسی ایسی لڑکی مل جائے جو تمہیں پسند ہو تو اس سے بھی شادی کر لینا، کون روک ...سکتا ہے تمہیں دوسری شادی سے، اور ذرا دیر کے لیے یہ بھی فرض کر لینا ہوں

کہ دوسری شادی بھی نہیں کر سکتے تو ایثار کرنا سیکھو، کیا تم صلاح الدین جیسے سراپا محبت بھائی کے لیے اتنا ایثار بھی نہیں کر سکتے کہ اپنے نفس کی خوشی قربان کر دو اس پر ؟ —— !،

عادل کچھ سوچنے لگا، بہاء الدین نے کہا،

صلاح الدین صرف سلطان زماں نہیں ہے، صرف تمہارا بھائی نہیں ہے، وہ بھائی بھی ہے، باپ بھی ہے، ماں بھی ہے، دوست بھی ہے، کیا بچپن سے اب تک بھائی کی محبت، باپ کی شفقت، ماں کی ممتا، اور دوست کی رفاقت تمہیں اس سے نہیں ملتی رہی ہے ؟ اس کا دل توڑ کر تم خدا کو خفا کر لو گے، !

---

# صلاح الدین اور عادل

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک خیمہ کا دروازہ کھلا، اور سلطان صلاح الدین اندر داخل ہوا، اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا، اسے دیکھ کر بہاء الدین اور ملک العادل اٹھ کھڑے ہوئے، اور ادب سے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

سلطان نے محبت اور شفقت کے ساتھ عادل کے شانے پر ہاتھ رکھا اور بڑے چاؤ سے کہا،

"عادل ہم نے تمہارا رشتہ جین سے طے کر دیا ہے،" رچرڈ نے خود ہم سے یہ استدعا کی تھی[۱]، اور ہم نے بہ مسرت یہ استدعا منظور کر لی ہے، ہمیں امید ہے ہمارے فیصلہ سے تمہیں اتفاق ہوگا، !!"

یہ کہہ کر سلطان سوالیہ نظروں سے عادل کی طرف دیکھنے لگا، عادل پر گو مگوں کی کیفیت طاری تھی، نہ ہاں کہہ سکتا تھا نہ نہیں، بہاء الدین نے اس کی کیفیت بھانپ لی، اور عرض گزار ہوا،

---

[۱] میچاڈ کی تاریخ "مجاہدات صلیب" اور دوسری کتابوں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

"سلطان والا تبار کی تشریف آوری سے پہلے ہمارے مابین یہی گفتگو ہو رہی تھی'!"

صلاح الدین نے دریافت کیا، "تو کیا عادل ہمارے فیصلہ سے متفق ہے؟"

بہاء الدین نے جواب دیا، "کیا عادل آپ کے فیصلہ سے اختلاف بھی کر سکتا ہے'؟"

شک و شبہ کی ایک نگاہ عادل پر ڈالتے ہوئے سلطان نے سوال کیا، "پھر وہ کیوں خاموش کھڑا ہے؟ وہ کیوں نہیں ہمارے سوال کا جواب دیتا؟"

بہاء الدین نے دست بستہ عرض کیا، "ابھی ہمارے مابین اس مسئلے پر بات چیت ہو رہی ہے اسے فخر ہے کہ سلطان نے اس کے لیے یہ رشتہ پسند فرمایا، اس کی سعادت کا تو یہ عالم ہے کہ اگر کسی فقیر کی لڑکی کو بھی آپ اس کے حبالۂ عقد میں دے دیں تو وہ انکار نہیں کر سکتا، اسے اپنے گھر کی رانی بنا کر رکھے گا، لیکن سلطان کے سامنے ایسے مسئلہ پر کچھ کہتے ہوئے جھجکتا ہے'!"

بہاء الدین کی اس گفتگو سے سلطان کو اطمینان ہو گیا، اس نے عادل سے پھر مخاطب ہو کر کہا،

"دنیا میں کوئی ہستی بھی مجھے اتنی عزیز نہیں ہے' جتنے تم، یہ رشتہ میں نے سوچ سمجھ کر منظور کیا ہے' ایک تو اس لیے کہ انگلستان کے شاہی خاندان سے تعلق پیدا کرنا ہمارے لیے باعث مسرت ہے، دوسرے اس لیے کہ میں نے جین کو دیکھا ہے، وہ حد سے زیادہ خوب صورت ہے' اور ساتھ ہی ساتھ نہایت شائستہ اور خوش اطوار بھی، تیسرے اس لیے کہ یہ رشتہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی دشمنی ختم کر دے گا، خلق خدا کے خون بہنے کا سلسلہ بند ہو جائے گا، دنیا کی یہ دو بڑی قومیں صلح و آشتی کے ساتھ رہنے لگیں گی، چنانچہ میں نے یہ فیصلہ بھی کر لیا ہے کہ بیت المقدس

ی بادشاہت تمہیں عطا کر دی جائے، جبین تمہاری ملکہ ہوگی اور تم دونوں مشترک طور پر حکومت کروگے، جبین کی رعایت سے عیسائیوں کو اور تمہاری وجہ سے مسلمانوں کو یکساں اور مساوی حقوق حاصل ہو جائیں گے وہاں، یہ ہماری ایک بہت بڑی سیاسی فتح بھی ہوگی"!

عادل اب تک خاموش تھا، اب اس نے کہا، مجھے بادشاہت نہیں چاہیے"!

صلاح الدین نے آنکھیں نکال کر اسے دیکھا اور ذرا ترش لہجے میں پوچھا،

"کیوں ـــــــ؟"

وہ گویا ہوا، "آپ کے قدموں میں رہ کر مجھے شہنشاہی حاصل ہے، شہنشاہی چھوڑ کر بادشاہی کیوں قبول کروں؟ بادشاہ کسی اور کو بنا دیجئے، میں تو آپ کے زیر سایہ آپ ہی کے پاس رہوں گا"!

یہ الفاظ سنکر سلطان پر جذباتی کیفیت طاری ہوگئی، اس نے عادل کو گلے سے لگا لیا، اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا،

"تمہارے ان جذبات کی میں قدر کرتا ہوں، لیکن تمہیں بادشاہ بننا پڑے گا"!

یہ سنکر لاٹ پادری صاحب اچھل پڑے، اور ان کا چہرہ سرخ ہو گیا، ان کا بدن کانپنے لگا، انھوں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا،

"ملک العادل کے ساتھ؟ ایک کافر اور بے دین کے ساتھ؟ کیا ایک عیسائی شہزادی کی شادی، کسی کافر کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے'؟"

رچرڈ نے بے پروائی کے ساتھ کہا، "سیاست کی دنیا میں سب کچھ جائز ہے'!"

لاٹ پادری نے پوچھا، "کیا سیاست مذہب پر بالا ہے'؟"

رچرڈ نے زہر خند کرتے ہوئے جواب دیا، "اگر بالا نہ ہوتی تو آپ میرے ماتحت کیوں ہوتے؟"

یہ جواب سنکر لاٹ پادری صاحب تلملا گئے، غصہ کی شدت کے باعث منہ سے جھاگ نکلنے لگے، انھوں نے اور زیادہ جوش و خروش کے ساتھ کہا،

"یہ نہیں ہو سکتا'!"

رچرڈ نے کہا، "رچرڈ کا فیصلہ رچرڈ بھی نہیں بدل سکتا'!"

فلپ نے مداخلت کرتے ہوئے کہا، "لاٹ پادری کے تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے'!"

رچرڈ نے حقارت سے بھری ہوئی ایک نظر فلپ پر ڈالی، اور گویا ہوا،

"یہ تم کہہ رہے ہو؟ ——— کیا تم سے میں نے مشورہ نہیں کیا تھا؟ کیا تم نے میری تائید نہیں کی تھی؟ کیا آگسٹس نے میری تائید نہیں کی تھی؟ کیا شاہ پولینڈ نے میری تائید نہیں کی تھی'؟ ——— پھر آج تم لاٹ پادری صاحب کے ترجمان اور نقیب بن کر کس طرح میرے پاس آ گئے'؟"

فلپ نے کہا، "یہ سچ ہے کہ میں نے تائید کی تھی، ہم سب نے تائید کی تھی، لیکن لاٹ پادری صاحب کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ شادی ناجائز ہے، حرام

# تاج اور کلیسا کی ٹکر

اور ٹھیک اس وقت، جب عادل اور سلطان میں یہ باتیں ہو رہی تھیں، رچرڈ کے خیمہ میں لاٹ پادری صاحب، کلیسا کے بہت سے اسقف اور راہب، فلپ آگسٹس اور شاہ پولینڈ، رونق افروز تھے، لاٹ پادری نے تیکھے انداز میں رچرڈ سے سوال کیا،

"کیا یہ سچ ہے کہ شہزادی جین کی شادی ہو رہی ہے"؟

رچرڈ نے حاضرین پر ایک نظر ڈالی اور مختصر سا جواب دیا، "ہاں یہ سچ ہے!"

لاٹ پادری نے دریافت کیا، "کیا ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ رشتہ کس کے ساتھ ہو رہا ہے؟ ——— کیا فرانس کے شہنشاہ ذی جاہ فلپ کے ساتھ؟ کیا جرمنی کے شاہ والا تبار آگسٹس کے ساتھ؟ کیا پولینڈ کے فرماں روا کے ساتھ؟ کیا ہنگری کے تاجدار کے ساتھ؟"

رچرڈ نے ایک مرتبہ پھر حیرت کی نظروں سے حاضرین کو دیکھا، اور کہا،

"نہیں ان میں سے کسی کے ساتھ بھی نہیں، ——— جین کی شادی سلطان صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کے ساتھ ہو رہی ہے"!

ہے، کلیسا اس کی اجازت نہیں دے سکتا، ——

رچرڈ نے بل کھا کر، اور سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا، "مگر میں تو اجازت دے سکتا ہوں!"

لاٹ پادری نے پہلے سے زیادہ آتش زیر پا ہو کر کہا، "تم بھی ایسا نہیں کر سکتے، اگر تم نے ایسا کیا تو جانتے ہو انجام کیا ہوگا؟"

رچرڈ نے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا، "نہ جانتا ہوں نہ جاننا چاہتا ہوں!"

لاٹ پادری نے بادل کی طرح گرج کر فرمایا،

"تمہیں تخت و تاج سے محروم ہونا پڑے گا، تم انگلستان سے جلا وطن کر دیے جاؤ گے، ممکن ہے تمہارے قتل کا فیصلہ کر دیا جائے گا!"

تیوری پر بل ڈال کر، اور اکڑ کر اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے رچرڈ نے کہا،

"یہ سب کچھ کون کرے گا؟"

لاٹ پادری نے جواب میں کہا،

"تمہاری فوج، تمہارے عوام، تمہاری قوم، تمہارا ملک، تمہارے ساتھی فلپ، آگسٹس، اور شاہ پولینڈ —— تم ابھی اور یہیں، اور اسی وقت گرفتار کر لیے جاؤ گے!"

# اب کیا ہوگا؟

یہ لاٹ پادری صاحب ہمیشہ رچرڈ کے سامنے بھیگی بلی بنے رہتے تھے،
ان کا منصب، ان کی جاگیر، ان کی دولت، ان کا وقار، ان کا ٹھاٹھ، سب کچھ
رچرڈ کی بخشش کا نتیجہ تھا، !

اور آج لاٹ پادری صاحب باغی تھے، !

آج وہ اس سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کر رہے تھے، !

آج وہ اسے تخت و تاج سے محروم کر دینے کی دھمکی دے رہے تھے، !

رچرڈ نے سوچا، یہ باتیں تو کسی جذبات کا نتیجہ نہیں ہیں، یہ سوچی سمجھی اسکیم ہے
سازش ہے، یہ پہلے سے مکمل کیا ہوا، مرتب کیا ہوا، بنایا ہوا منصوبہ ہے،

یہ سوچ کر وہ نرم پڑ گیا، اس نے سوچا، اس بات کا فیصلہ، جذبات، جوش،
اور برہمی کے عالم میں نہیں کرنا چاہیے، واقعی اگر فوج میں بغاوت پیدا کر دی
گئی، اگر فلپ، آگسٹس، اور شاہ پولینڈ لاٹ پادری سے مل گئے تو یہ مجھے گرفتار
بھی کر سکتے ہیں، اور قتل بھی، لہذا معاملہ کو نرمی اور ملائمت کے ساتھ طے
کرنا چاہیے، اس نے یہی سب سوچ کر کہا،

میں لاٹ پادری کے فتوےٰ پر غور کروں گا، اور اس کے بعد کوئی جواب دوں گا، کم از کم ایک ہفتہ کی مہلت مجھے ملنی چاہیئے"!"

لاٹ پادری نے اشاروں اشاروں میں اپنے ساتھیوں فلپ اور آگسٹس وغیرہ سے استصواب کیا، پھر جواب دیا،

"ہم ایک ہفتہ کی مہلت جو بہت زیادہ ہے منظور کرتے ہیں: مگر یہ بتائے دیتے ہیں کہ شہنشاہ کا فیصلہ ہمارے فیصلہ کے مطابق ہونا چاہیئے. ورنہ نتیجے اور انجام کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے"!"

رچرڈ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا، اس نے کہا، "بہت بہتر"!"

مجلس برخاست ہوگئی، وہ اس فکر میں بیٹھا تھا کہ اس نئی، بے حد سنگین اور انتہائی خطرناک صورت حال سے کس طرح عہدہ برآ ہو کہ سیموئل حاضر ہوا، اور ادب سے سر جھکا کر کھڑا ہوگیا،

رچرڈ نے پوچھا، "کیا بات ہے" "کیا کوئی خاص خبر لائے ہو"؟"

سیموئل نے اسی طرح سر جھکائے جھکائے دست بستہ عرض کیا،

"غلام ایک خبر لایا ہے لیکن نہایت تشویش انگیز، اور حد درجہ پریشان کن"!"

لاٹ پادری کی باتوں سے ویسے ہی وہ پریشان اور مضطرب ہو رہا تھا، سیموئل سے یہ سن کر اور زیادہ حواس باختہ ہوگیا، اس نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا،

"بتاؤ، وہ کون سی خبر ہے"!"

سیموئل نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا، "پرنس جان نے شہنشاہ کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر، تخت انگلستان کا دعوےٰ کر دیا

ہے[1]، رعایا اور امرا کی طرف سے تو اب تک تائید میں کسی جوش و خروش کا اظہار نہیں ہوا ہے مگر ———

رچرڈ نے ایک مرتبہ پھر سیموئل کے چہرے پر نظر ڈالی اور سوال کیا،

"مگر ———؟"

سیموئل نے عرض پرداز ہوا، کلیسا کی طرف سے بڑی شد و مد کے ساتھ اس کی تائید کی جا رہی ہے"!"

رچرڈ چونک پڑا، اس نے سیموئل کے الفاظ دہرائے "کلیسا کی طرف سے شد و مد کے ساتھ جان کی تائید کی جا رہی ہے؟"

سیموئل نے عرض کیا، "شہنشاہ واقعہ یہی ہے، یہ نہایت معتبر جاسوس براہ راست یہ خبر لندن سے لائے ہیں"!"

رچرڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "میں سمجھ گیا یہ کس کی شرارت ہے، بہرحال اس وقت شیر جال میں پھنس چکا ہے، نہ اس کی بہادری کام کر سکتی ہے، نہ دہشت ——— لیکن سیموئل یہ تو بتاؤ، فوج کے لوگوں کو تو جان کی سرکشی کا علم نہیں ہونے پایا ہے؟"

سیموئل نے ادب سے سینے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیا "نہیں ——— نہ ہونے پائے گا"!"

---

---

[1] پرنس جان، رچرڈ کا چھوٹا بھائی تھا، اور اگر رچرڈ چند دن اور انگلستان واپس جانے میں تاخیر کرتا تو وہ اس کی جگہ بادشاہ بن جاتا، منصوبہ بالکل مکمل تھا، تفصیل لین پول وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے،

# عہدِ وفا!

وہی کنج عافیت ہے، جبین اور عامر آمنے سامنے بیٹھے ہیں، آج خلافِ معمول جبین بہت زیادہ خوش نظر آرہی ہے، بات بات پر مسکراتی ہے، منہ سے پھول جھڑرہے ہیں، عشوہ و غمزے کی دلکشی کا عالم ہی کچھ اور ہے، اس نے محبت بھری ایک نظر عامر پر ڈالی اور بولی، "کیا آج میں تمہیں بہت زیادہ مسرور نظر نہیں آرہی ہوں؟"

عامر نے جواب دیا، "ہاں کیا بات ہے؟"

وہ ایک ادائے جاں ستاں کے ساتھ گویا ہوئی، "ابھی بتاتی ہوں، لیکن تم کیوں افسردہ اور دلگیر نظر آرہے ہو؟"

عامر نے جواب دیا، "شاید اپنے سوا آج تمہیں ہر شخص افسردہ اور دلگیر نظر آرہا ہوگا، ——— جوشِ مسرت کی انتہا ہے یہ، لیکن ہمیں بھی تو بتاؤ کیا بات ہے؟ کیوں اس قدر خوش ہو؟"

وہ کہنے لگی، "اس لیے کہ تمہیں پالینے کے دن قریب آتے جارہے ہیں!"

عامر نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا، "وہ کس طرح؟"

خوشی کا جھولا جھولتی ہوئی وہ گویا ہوئی، " تمہارے رقیب روسیاہ کو راستے
سے ہٹا دینے کا میں نے مکمل انتظام کر لیا ہے ـــــــ اب تفصیل پوچھو گے؟
" ظاہر ہے، اور تمہیں بتانا پڑے گی! ورنہ میں مطمئن کس طرح ہو سکوں
گا؟"

" میں نے شادی سے انکار کر دیا، ویسے تو میرا یہ انکار ہی کافی ہے، دوسرے
میں نے ایک ایسے ذریعہ سے جسے دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی دباؤ ڈلوایا
ہے کہ یہ رشتہ نہ ہونے پائے ـــــــ"

" یعنی رچرڈ سے کہلوایا ہے؟"

" رچرڈ کیا چیز ہے اس کے سامنے ـــــــ اس سے بھی کہیں بڑی ہستی
ہے، جس کے سامنے رچرڈ بھی چوں نہیں کر سکتا!"

" اچھا پھر؟"

" پھر یہ کہ اس کے علاوہ میں نے اپنے خاص آدمیوں کے ذریعہ بندوبست
کر دیا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، جو مجھے تم سے چھین لینا چاہتا ہے!"

عامر نے چھیڑتے ہوئے کہا، " محبوب قاتل تو ہوتے ہیں، ہمیشہ سے
ان کا یہ دستور رہا ہے، لیکن تمہیں اپنے عاشق ناشاد کو قتل کرانے کی کیا ضرورت
پیش آگئی؟"

" اوہو بڑا ترس آ رہا ہے آپ کو اپنے رقیب پر؟ ـــــــ
ایسے رحم دل رقیب بھی ہم نے کبھی نہیں دیکھے تھے!"

اور پھر اپنی پہلی بات کی تشریح کرتی ہوئی بولی، " اسے قتل اس لیے
کرا رہی ہوں کہ یہ کانٹا راستے سے ہمیشہ کے لیے ہٹ جائے، آج کسی دباؤ
سے، یا ذریعہ سے، میں نے یہ رشتہ مسترد کرا دیا، لیکن کل حالات بدل سکتے

# تجدیدِ محبّت

تھوڑی دیر تک جبین سہمی سہمی خاموش بیٹھی رہی، پھر اس نے اس کے شانے پر اپنا سر رکھ لیا، اور سسکیاں لینے لگی، عامر نے اسے محبت بھری نظروں سے دیکھا، اور اس کے خوب صورت اور ریشم کے سے ملائم بالوں سے کھیلتا ہوا بولا،

" یہ کیا تم رو کیوں رہی ہو ؟"

وہ اسی طرح سسکیاں لیتی ہوئی بولی، نہ جانے کیا بات ہے، اتنی کامیابیوں کے بعد بھی دل کو ناکامی کا یقین ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے ہم دونوں کبھی ایک نہ ہو سکیں گے، کبھی مل نہ سکیں گے، جتنے پتھر ہیں نے راستے سے ہٹا دئے ہیں، اس سے بڑے پتھر حائل ہو جائیں گے، اور میں کچھ نہ کر سکوں گی، تم کچھ نہ کر سکو گے ——— عامر اگر ایسا ہوا تو کیا ہو گا ؟

" عامر نے، پہلے سے زیادہ عزم اور جوش کے ساتھ کہا،

" ایسا نہیں ہو گا، اور اگر ہوا، تو ان بڑے بڑے پتھروں کو میں

ہیں، ممکن ہے میرے ذرائع ناکام ہو جائیں، ہو سکتا ہے، میرا دباؤ بیکار ہو جائے، اور وہ پھر میدان میں آجائے، تب کیا ہوگا؟"

عامر نے تلوار میان سے نکال کر سامنے رکھ لی، اور جوش کے ساتھ کہا، "کیا یہ کند ہو جائے گی اس وقت؟" ——— یہ اسی کا نہیں ہر اس شخص کا سر قلم کر سکتی ہے، جو میرے اور تمہارے مابین حائل ہونے کی کوشش کرے!"

فخر، اطمینان، اور ناز کے ساتھ جبین نے عامر کو دیکھا اور بولی، "یہ تو ٹھیک ہے، مجھے تم پر، تمہاری شجاعت پر، تمہاری وفا پر، محبت پہ اتنا ہی اعتماد ہے، جتنا اس وقت اپنے یہاں موجود ہونے کا، میں جانتی ہوں جب بھی کوئی نازک اور کٹھن وقت پڑے گا، تم جان کی بازی لگا کر مجھے بچاؤ گے، لیکن اگر تمہیں زحمت دیے بغیر کام بن سکتا ہو تو تمہاری محبوب اور قیمتی جان کو کیوں خطرے میں ڈالوں، !"

کچھ سوچتے ہوئے عامر نے بڑے پر خروش انداز میں کہا، "کچھ بھی ہو، کوئی طاقت بھی دنیا کی ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی، میں تمہیں حاصل کر کے رہوں گا، خواہ مجھے اپنی جان کا نذرانہ کیوں نہ دینا پڑے، !"

یہ الفاظ سنکر جبین سہم گئی، اور اس کے شانے سے لگ کر بیٹھتی ہوئی بولی، "مجھے ہول آتا ہے ایسا نہ کہو، !"

---

روئی کی طرح دُھنک کر رکھ دوں گا، ان کی حیثیت میرے نزدیک مکڑی کے جالے سے زیادہ نہیں ہے، ذرا بھی فکر مند نہ ہو، !"

کچھ تسلی سی ہوئی ان باتوں سے پھر پرخیال انداز میں کہنے لگی،

"مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے تمہیں بھی کچھ پریشانیاں ہیں، فکریں ہیں اس سلسلے میں؟ —— میں عورت ہو کر اتنا کچھ کر سکتی ہوں، تم مرد ہو کر اپنی مشکلات پر غالب نہیں آ سکتے؟

عامر ہنسنے لگا، اور سنجیدگی کے ساتھ گویا ہوا، "جھوٹ کیوں بولوں؛ واقعی میرے راستے میں بھی مشکلات ہیں، دشواریاں ہیں، لیکن ہر قیمت پر انھیں دور کر کے رہوں گا، !"

فکر مند لہجے میں جین نے پوچھا، "تمہارے راستے میں کس طرح کی دشواریاں ہیں، —— مجھے بھی تو بتاؤ، !"

وہ مسکراتا ہوا بولا، "کیا کرو گی سن کر؟"

وہ تیوری چڑھا کر بولی، "نہیں بتاؤ گے؟"

وہ ہنسنے لگا، "اچھا بھئی خفا نہ ہو، بتائے دیتے ہیں، !"

جین مشتاق نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی، اور وہ گویا ہوا، "ہم لوگ جس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، وہاں چھوٹے کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں رکھتے بڑے اور بزرگ ہی سب کچھ ہوتے ہیں، جس سے چاہیں شادی کرا دیں، جس سے چاہیں طلاق دلوا دیں، کسی فرد کی مجال نہیں ہے کہ بزرگ کے سامنے زبان کھول سکے، سر اٹھا کر بات کر سکے، چنانچہ میرا رشتہ بھی ایک لڑکی سے میری منظوری کے بغیر طے پا چکا ہے، !"

جین نے مایوسانہ اور فکر مند انداز میں کہا، "تو پھر تم کچھ نہیں کر سکو گے!

۔ کیوں عامر؟"

وہ بولا، "کیوں نہیں کرسکوں گا؟ میں نے بالکل صاف اور واضح الفاظ میں
کار کر دیا ہے'، !"

"پھر تمہارے اس انکار کا نتیجہ کیا نکلا! کیا وہ لوگ مان گئے"؟"

"نہیں وہ اب تک اپنی ضد پر، اور اپنے بزرگانہ حق کے استعمال پر قائم
ہیں، لیکن انجام کار فتح میری ہوگی، ——— !"

"وہ کس طرح؟ ——— ذرا مجھے بھی تو مطمئن کردو، !"

"والدہ کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ وہ میرے سوا کسی کا ساتھ نہیں دے
سکتیں، اور یہ مشکل ہے کہ ان کی بات رد کی جاسکے'، !"

"لیکن فرض کرو، رد کر دی جائے تو کیا ہوگا؟"

"ایسی محال بات فرض کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے'، !"

"جب کوئی اہم مسئلہ، ایسا مسئلہ جو زندگی اور موت سے تعلق رکھتا ہو، زیر غور
ہو تو ہر پہلو پیش نظر رکھنا چاہیے'، ——— میں تو ایسے موقع پر تاریک
پہلو کو خاص طور پر اہمیت دیتی ہوں، بتاؤ اگر تمہاری والدہ کی بات نہ مانی گئی
یا انھوں نے میرا ساتھ نہ دیا، تو کیا مجھے چھوڑ دو گے، مجھ سے دست بردار ہو جاؤ
گے؟"

عامر کا چہرہ تمتما اٹھا، طیش اور برہمی کے عالم میں اس کا بدن کانپنے لگا، اس
نے کہا،

"پھر میں یہ کروں گا کہ اپنے گھوڑے پر تمہیں بٹھا لوں گا، اور کسی ایسے شہر میں
جا بسوں گا، جہاں کوئی ہمارا آشنا سا نہ ہوگا، کوئی ہم پر حکم چلانے والا نہ ہوگا، محبت
کی اس چھوٹی سی دنیا کا میں بادشاہ ہوں گا، تم ملکہ، کسی بادشاہ نے اپنی ملکہ کو وہ اختیارات

نہ دیے ہوں گے جو میں تمہیں دوں گا، !"

یہ الفاظ سنکر پھول کی طرح جین کا چہرہ کھل اٹھا، اس نے جوش مسرت سے بے
ہوتے ہوئے پوچھا، !،

"کیا سچ ؟ واقعی عامر تم ایسا کرو گے ؟"

وہ سینہ ٹھونکتا ہوا بولا، ضرور کروں گا، اس کے سوا اور چارۂ کار بھی کیا
———— کیا تم میرا ساتھ دو گی، ؟ میرا اشارہ پاکر، یہ عیش اور شان وشکوہ کی
زندگی ترک کر کے گمنامی کے گوشے میں رہنے پر تیار ہو جاؤ گی، ؟ ————
بولو جواب دو، کیا میرا سوال سن رہی ہو، ؟"

جین نے استقلال سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا،

"یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے، ؟ تمہارے لیے میں کیا نہیں کر سکتی ؟ تمہارے
ساتھ میں کہاں نہیں جا سکتی ؟ تمہارے لیے میں کیا نہیں چھوڑ سکتی ؟ تم عیش
کو کہتے ہو، مگر تمہارے بغیر عیش و عشرت کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے ؟ تم شان
کو کہتے ہو، لیکن عامر، میری شان تم ہو، میرا بھرم تم سے قائم ہے، کسی دیہات میں
جا کر رہو گے، تو مجھے وہاں وہ سکون ملے گا، جو بڑے سے بڑے آباد، اور پر رونق
شہر میں نہیں مل سکتا، تم کسی جھونپڑی کو آباد کرو گے، وہاں مجھے وہ آرام ملے
جو قصر شاہی میں بھی نہیں پا سکتی، تم اگر میرے ساتھ ہو، میرے پاس ہو، تو دنیا
ہر نعمت مجھے حاصل ہے، اس کے بعد پھر مجھے کچھ اور نہیں چاہیئے، اگر کہو
ابھی اور اسی وقت چلنے کو تیار ہوں، جہاں کہو، ———— جہاں چاہو، !"

ان باتوں سے عامر کی وہ ہیجانی کیفیت رفع ہو گئی، اس نے محبت سے ا
کے شانے پر ہاتھ رکھا، اور پیار بھرے لہجہ میں گویا ہوا،

"مجھے یقین ہے، جانتا ہوں، تم نے جو کچھ کہا ہے اس سے کہیں زیا

ضرورت ہو تو میرے پیلے کر کے دکھا سکتی ہو،!،

بین نے اپنے بالوں کی لٹیں درست کرتے ہوئے روٹھے ہوئے انداز میں
سوال کیا،

"پھر اس طرح کی باتیں کیوں کر رہے تھے؟"

عامر نے اس کا دست رنگیں آنکھوں سے لگا لیا، اور از خود رفتہ ہو کر بولا،
یہ پیاری پیاری باتیں سننے کے لیے! "

---

# رچرڈ کا اضطراب

کئی دن گزر گئے، مگر رچرڈ چین کی نیند نہ سو سکا، !

انگلستان میں سگے چھوٹے بھائی جان کا مدعی تاج و تخت کی حیثیت سے نمودار ہونا، کلیسائے انگلستان کی طرف سے جوش و خروش کے ساتھ اس کی حمایت اور پشت پناہی ہونا، یہاں لاٹ پادری صاحب کا سراسر باغیانہ طرزِ عمل، فلپ، آگسٹس اور شاہ پولینڈ کا لغنی گھولنہ ثابت ہونا، فوج میں بے اطمینانی کے آثار، جاین کی ضد، خود سری، اور ہٹ، !

ان سب چیزوں نے اسے حد درجہ مضطر اور پریشان کر رکھا تھا، !

عالم فکر میں غرق، وہ اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا کہ سیموئل حاضر ہوا، اور برف میں لگے ہوئے تازہ انگور کے خوشے ایک بلوریں کشتی میں لا کر سامنے رکھ دیے،

رچرڈ کو انگور بہت پسند تھے، مشرق کی جو چیزیں اسے مرغوب تھیں ان میں انگور کا نمبر سب سے پہلا تھا، ایک نظر بلور کی کشتی پر ڈالی، اور پوچھا،

" یہ کیا ہے ؟"

سیموئل نے جواب دیا، " ایک بادشاہ کی خدمت میں ایک بادشاہ کا تحفہ، !"

رچرڈ کے ہونٹوں پر کچلی ہوئی مسکراہٹ نمودار ہوئی، "اچھا یہ سلطان صلاح الدین
[کا تح]فہ ہے'؟"
سیموئل نے گردن جھکا کر عرض کیا، "جی ہاں یہ تحفہ سلطان نے بھیجا ہے،
آپ کی خیریت مزاج دریافت کرائی ہے'!"
سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا وہ بولا، "خیریت مزاج؟ ——————
[اگر]ن جین میرے قبضہ میں ہوتی، تو میں لاٹ پادری سے لے کر، فلپ تک سب کو
[...] مکھا دیتا، عادل سے اس کی شادی کرتا اور انگلینڈ روانہ ہو جاتا، لیکن وہ
[...]سر اور ضدی لڑکی'! ——————
یہ کہہ کر وہ دانت پیسنے لگا، پھر کچھ سوچتا ہوا بولا، ہماری طرف سے بھی
[ک]ی اچھا سا تحفہ سلطان کی خدمت میں روانہ کر دو، پھر آؤ، کچھ بہت ضروری باتیں
[کر]نی ہیں تم سے'!"
سیموئل تعمیل ارشاد کے لیے چلا گیا، اور تھوڑی ہی دیر کے بعد واپس آ گیا
[رچ]رڈ نے کہا،
"لاٹ پادری نے فلپ وغیرہ کا آلۂ کار بن کر جو حرکت کی ہے وہ تو معلوم ہے
[یا] نہیں؟"
وہ بولا، "جی ہاں، بہت اچھی طرح، فوج میں جو بے اطمینانی نظر آ رہی ہے
[و]ہ انہی کا کرشمہ ہے، جان مدعی تاج و تخت بن کر ہرگز نمودار نہیں ہو سکتا، اگر در پردہ
[لا]ٹ پادری کی شہ نہ ہوتی، بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ شہزادی جین کے اس رویہ میں
[بھ]ی لاٹ پادری کا ہاتھ ہے'!"
رچرڈ چونک پڑا، "یہ کس طرح کہتے ہو تم؟"
وہ بولا، "لاٹ پادری صاحب بہ نفس نفیس شہزادی جین کے خیمہ میں چور وں

کی طرح چھپتے ہوئے تشریف لے گئے، اس ملاقات کے بعد ہی شہزادی کے رویہ میں زیادہ سختی آئی، اور لاٹ پادری صاحب بھی کھل کر میدان میں آ گئے"!!

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ سچ ہے؟"

"بالکل یقین ہے جہاں پناہ، مجھے نہایت معتبر ذریعہ سے اطلاع ملی ہے!!"

"بہرحال حالات ہمیشہ ایسے ہی نہیں رہیں گے، فلپ، آگسٹس، لاٹ پادری صاحب سے موقع پا کر نپٹ لوں گا ——— لیکن سوال یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے؟"

"شہزادی بہن کی شادی، ملک العادل سے موجودہ حالات میں قطعاً نامناسب اور خلاف مصلحت ہے!!"

"ٹھیک کہتے ہو، ہمارا بھی یہی خیال ہے جو سپاہی ہمارے پسینے پر خون بہانے کو تیار ہیں، یہی ہمارا خون پینے کو تیار ہو جائیں گے!!"

"بے شک، غلام کو بھی اندیشہ ہے!" ——— فلپ اور آگسٹس کی سازش پورے طور پر کامیاب ہو چکی ہے!"

"لیکن آخر اس سازش کا مقصد تو ہو گا کچھ؟"

"جی ہاں، کیوں نہیں، ——— اگر آپ صلاح الدین سے صلح کر لیتے ہیں، بیت المقدس کے دروازے عیسائیوں کے لیے کھل جاتے ہیں، مسلمانوں اور عیسائیوں کی دشمنی ختم ہو جاتی ہے، جین مشرق کے سب سے بڑے شہنشاہ کے بھائی کی بیوی بن جاتی ہے، اور یہ بھائی بیت المقدس کا بادشاہ بن جاتا ہے، اور جین اس کی ملکہ کی حیثیت سے نمودار ہوتی ہے تو کیا آپ کا یہ لازوال کارنامہ ہمیشہ کے لیے آپ کو شہرت، عزت اور عظمت نہیں بخش دے گا!!"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"اور یہ لوگ پردہ گمنامی میں دفن رہیں گے، انھیں نہ اب کوئی پوچھے گا، نہ
آئندہ یاد رکھے گا، یہ اتنی بڑی محرومی ہے، جسے یہ کسی قیمت پر بھی برداشت نہیں
کرسکتے، !"

"ٹھیک کہتے ہو، ——— لیکن ہماری قوم کی کتنی بدقسمتی ہے کہ وہ سردوں
کو نیچا دکھانے کے لیے ہم قومی مفاد کو مجروح کرنے میں بھی تامل نہ کریں، !"

"بجا ارشاد ہوا، !"

"میں اس کے لیے تیار ہوں کہ جو شہرت، عزت، اور عظمت میرے حصہ میں
آنے والی ہے وہ یہ لوگ لے لیں، لیکن، صلح کا معاہدہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جانے
دیں، !"

نہیں جہاں پناہ ایسا نہیں ہو سکتا، ——— بلکہ مجھے تو ایک اور بات بھی
معلوم ہوتی ہے جو حددرجہ حیرت انگیز اور افسوسناک ہے، !"

"وہ کون سی بات ہے، ؟"

جس روز عادل اور جین کی منگنی منقطع ہو جائے گی اس دن آپ کی
خدمت میں شہزادی جین سے شادی کے لیے دو پیام پہنچیں گے، !"

"(حددرجہ متحیر اور برہم ہو کر) کیا کہا تم نے ؟"

"غلام نے بالکل صحیح عرض کیا ہے، !"

"کون ہیں وہ لوگ جو پیام بھیجیں گے ؟"

"فلپ شاہ فرانس اور شاہ آگسٹس آف جرمنی، !"

"غلط، ———

"جہاں پناہ کے سامنے غلام نے کبھی جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کی، !"

"ان کے پیام ٹھکرا دیئے جائیں گے، !"

"لاٹ پادری صاحب فلپ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ جین تمہاری ملکہ بنے گی"!

"میں لاٹ پادری کا سر قلم کر دوں گا"!

"بے شک وہ اسی کے سزاوار ہیں"!

"لیکن سیموئیل سوال یہ ہے کہ ہم سلطان سے کیا کہیں؟ ——————

کس منہ سے کہیں کہ ہم اپنی پیش کش واپس لیتے ہیں؟ کیا ایک بادشاہ کے لیے یہ زیبا ہے؟ کیا صلاح الدین جیسے شریف دشمن اور کھرے دوست کو دھوکا دیا جا سکتا ہے؟ وہ کیا خیال کرے گا ہمارے بارے میں؟ ہماری قوم کے بارے میں"!

"کچھ بھی ہو یہ کام تو جہاں پناہ کو کرنا ہی ہے"!

"ہاں یہ تو ہمیں بھی تسلیم ہے، لیکن کوئی ایسی تدبیر سوچیے کہ سانپ بھی مر جائے، اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"!

"غلام جہاں پناہ کا مدعا نہیں سمجھ سکا"!

"مدعا یہ ہے کہ نسبت اس طرح منقطع ہو کہ صلاح الدین ہمارے بارے میں یہ رائے نہ قائم کر سکے کہ ہم بد عہد ہیں"!

"یہ کیسے ممکن ہے جہاں پناہ"؟

"دنیا کے کسی شخص کی نظر میں ذلیل، اور رسوا ہونا ہمارے لیے ناقابل برداشت نہیں، لیکن صلاح الدین کی نظر میں ہم اپنی سبکی نہیں گوارا کر سکتے، سیموئیل سوچو تو وہ کتنا اچھا آدمی ہے، کتنا شریف دشمن ہے، کتنا اونچا انسان ہے"!

"یہ تو بالکل سچ ارشاد فرمایا جہاں پناہ نے؟ —————— لیکن اپنی زندگی بچانے کے لیے، سب کچھ کیا جا سکتا ہے، سوال عزت اور ناموس کا نہیں، زندگی کا ہے"!

"کچھ بھی ہو، میں یہ تو نہیں کہہ سکتا صلاح الدین سے کہوں کہ ہم نے ملک العادل سے
بین کی نسبت منقطع کر دی ہے، یہ غیر شریفانہ حرکت ہے"!"

"غلام کے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے، پھر آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں
رہے گی، سلطان خود ہی نسبت منقطع کر دے گا"!"

"(اشتیاق کے ساتھ) وہ کون سی تجویز ہے؟ جلد بتاؤ، ہم اسے سننا چاہتے
ہیں، ہم اس پر غور کریں گے"!"

"غلام کی رائے یہ ہے کہ سلطان سے مطالبہ کیا جائے کہ عادل جین کی زندگی
میں دوسری شادی نہیں کر سکے گا؟"

اس سے کیا ہوگا؟

"مسلمانوں کے ہاں تعدد ازدواج رائج ہے، وہ اتنی بڑی پابندی کبھی نہیں
گوارا کر سکتے، کم از کم اس کا عہد نہیں کر سکتے"! ؎

رچرڈ کے چہرے پر خوشی کے آثار طاری ہو گئے، بے ساختہ اس کے منہ
سے نکلا،

"اس سے اچھی کوئی تجویز نہیں ہو سکتی"!"

---

؎ مولانا عبدالحلیم شرر نے جو بہت بڑے مؤرخ بھی تھے، جین اور عادل کی نسبت منقطع ہو
جانے کا سبب یہی قرار دیا ہے، اور یہ قرین قیاس بھی ہے"!

# دلِ مُبتلا

کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی، پھر رچرڈ نے کہا،

"گو اس طرح بھی، سلطان ہمیں خطاکار قرار دے گا، کیونکہ گفتگو کے آغاز میں ہم نے یہ شرط نہیں رکھی تھی، اور اس وقت جتنے شرائط بھی رکھے تھے وہ سب اس نے بے چوں وچرا منظور کر لیے تھے، لیکن اب بات ہلکی ہو جائے گی۔!"

" اور اس کا الزام آپ پر قطعاً نہیں آئے گا، بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ سلطان کے دل میں آپ کے خلاف کوئی کینہ اور غصہ نہیں پیدا ہو گا۔

" اتنا بڑا دعویٰ کس بنیاد پر کر رہے ہو تم ـــــ؟"

"آپ سلطان کو اس سلسلے میں جو خط لکھیں، وہ حد درجہ نرم اور ملائم ہو اور اس میں لکھ دیجیے کہ یہ ہمارا مذہبی معاملہ ہے، ہمارے پادری اور اسقف اس بات پر اڑے ہوئے ہیں، اگر دنیاوی معاملہ ہوتا تو ہم جس طرح چاہتے طے کر دیتے لیکن مذہب میں مداخلت کا ہمیں اختیار نہیں ہے۔!"

" ٹھیک کہتے ہو یہ ہو سکتا ہے۔!"

"غلام کے ذہن میں ایک تجویز اور بھی ہے"!"

"(خوش ہو کر) وہ بھی بیان کر دو"!"

"وہ تجویز یہ ہے کہ آپ کے مکتوب میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی جائے کہ شہزادی جین بھی اس مطالبے پر مصر ہے اور بغیر اس معاہدے کے کسی طرح شادی پر تیار نہیں ہے اور ظاہر ہے اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا"!"

(بہت زیادہ مسرور ہو کر) بڑی عمدہ تجویز ہے یہی کرنا چاہیئے،—— ہماری طرف سے سلطان کو جو مکتوب جائے گا اس میں یہی دونوں باتیں لکھی جائیں گی، لیکن سیموئیل ایک بات پر تم نے غور نہیں کیا"!"

"وہ کون سی بات ہے عالی جاہ!"

"اگر صلاح الدین نے یہ شرط مان لی، اس بات کا معاہدہ کر لیا کہ عادل دوسری شادی نہیں کرے گا، تب کیا ہوگا؟ —— پھر ہم کیا کریں گے؟"

"کیا آپ کا خیال ہے سلطان ایسا کر سکتا ہے؟"

"فرض کرو، ایسا ہو تو؟"

"عالی جاہ یہ بات فرض نہیں کی جا سکتی، ایسا ہرگز اور کبھی نہیں ہو سکتا!"

"یہ کس بنیاد پر کہہ رہے ہو تم؟"

"پھر مسلمانوں کا مذہبی طبقہ مشتعل ہو جائے گا"!"

"کیا مطلب ——؟"

"اول تو سلطان خود مذہبی آدمی ہے، اس کے نزدیک یہ بات تو قابل اعتراض نہ ہوگی کہ عادل از خود جین کی محبت کے باعث دوسری شادی نہ کرے۔ لیکن دوسری شادی نہ کرنے کا معاہدہ کر لے اسے وہ گوارا نہیں کر سکتا، —— اور فرض کیجئے ایسا معاہدہ کر لیتا ہے، تو کیا مسلمان علماء گوارا کر لیں گے؟"

"نہیں کریں گے؟"

"قطعاً نہیں کریں گے، مسلمان علماء، ہمارے لاٹ پادری سے زیادہ طاقتور ہیں، آپ تو کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی وقت لاٹ پادری سے یا کلیسائے انگلستان سے ٹکر لے سکتے ہیں مگر ——————"

"مگر صلاح الدین علماء سے ٹکر نہیں لے سکتا؟ —————— یہی کہنا چاہتے ہو؟"

"جی ہاں غلام کا یہی مقصد ہے! "

"تمہاری بات میں وزن ہے! "

"تو پھر آپ اندیشہ اور وسواس نہ کیجئے اور اس طرح کا مکتوب سلطان کی خدمت میں روانہ کر دیجئے! "

"ہاں ایسا ہی ہوگا۔!"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ فلپ آ گیا، رچرڈ کی تیوری چڑھ گئی، اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا، لیکن چہرہ بتا رہا تھا کہ حد درجہ برہم ہے، کچھ دیر تک چپ چاپ فلپ بیٹھا رہا، پھر اس نے کہا،

"یہ تو طے ہے کہ جین کی شادی عادل سے نہیں ہوگی! "

رچرڈ نے خشک لہجہ میں جواب دیا، "ہاں یہ تو طے ہے! "

فلپ گویا ہوا، "پھر یہ بھی طے ہو جانا چاہئے، کہ اس کی شادی کس سے ہوگی! "

رچرڈ نے غضبناک نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا، "یہ کیوں طے ہو جانا چاہئے؟ —————— اور آپ کا اس مسئلہ سے تعلق! "

فلپ مسکراتا ہوا بولا، "میں چاہتا ہوں، یہاں سے جب ہم رخصت ہوں تو ہمارے مابین ایک ایسا رشتہ دوستی کا قائم ہو جائے، جو کبھی نہ ٹوٹ سکے

ہم ایک ہوجائیں، انگلستان اور فرانس میں کوئی فرق نہ رہے'!!"

رچرڈ نے سوال کیا، "اس کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟"

فلپ نے کہا، "لاٹ پادری صاحب کے مشورے کے بعد، میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ جین فرانس کی ملکہ بن جائے'!"

رچرڈ نے زہر خند کرتے ہوئے کہا، "یعنی تمہاری بیوی؟"

وہ گویا ہوا، "ظاہر ہے میری بیوی بنے بغیر فرانس کی ملکہ کیسے بن سکے گی؟ ——— اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ فرانس آمدنی، آبادی، رقبے، قوت طاقت، اور عظمت مادی کے اعتبار سے بیت المقدس کی بادشاہت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ قابل ترجیح ہے'؟"

رچرڈ نے شیر کی طرح گرج کر کہا،

"نکل جاؤ،! ——— ورنہ میری تلوار میان سے نکلتی ہے، ... .."

رچرڈ کی ہیبت سے سارا یورپ کانپتا تھا، وہ عجیب وغریب اوضاع و اطوار کا فرماں روا تھا، اگر اسے حالات سازگار ملے ہوتے تو شاید وہ سارے یورپ پر قبضہ کر لیتا اور کوئی اس کا راستہ روکنے کے لیے سامنے آنے کی جرأت نہ کرتا،

فلپ اگرچہ ایک آزاد، خود مختار اور مطلق العنان فرماں روا تھا اور شاہان یورپ میں خاص وقعت وعظمت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، لیکن اس کی یہ مجال نہ تھی کہ شاہ انگلستان سے براہ راست ٹکر لے سکتا۔ وہ سازشیں کرسکتا، خفیہ منصوبے تیار کرسکتا، اندر ہی اندر لوگوں کو اس کے خلاف ابھار سکتا تھا، لیکن مرد میدان بن کر سامنے آجائے یہ اس کے بس میں نہ تھا،

رچرڈ کی یہ دھمکی کام کر گئی، اور پھر وہ نہ ٹھہر سکا!

رچرڈ کی ہیبت اور شوکت وسطوت کا یہ عالم تھا کہ صرف دشمن، صرف ماتحت صرف محکوم ہی اس سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ برابر کے ہم مذہب بادشاہ بھی باہمہ دعوائے دوستی، اس سے خائف رہتے تھے اور حتی الامکان اس کی ناخوشی اور برہمی سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔

فلپ اور آگسٹس بھی انہیں معاصرین میں سے تھے'!

# طوفان

(۱)

# بھائی بہن

فلپ نے رچرڈ کو خون آشامی پر مائل دیکھا تو خاموشی سے چلا گیا، اس کے جانے کے بعد، اس نے جین کو طلب کیا، وہ آئی، نخوت، بے پروائی، اور خود پرستی کا پیکر بنی ہوئی، اور خاموشی سے بیٹھ گئی،

رچرڈ کے سامنے تلوار رکھی تھی، اسے جین کی طرف بڑھاتا ہوا،

"جین میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ اس تلوار سے مجھے قتل کر ڈالو!"

جین نے تلوار کی طرف دیکھا بھی نہیں، کہنے لگی،

"اگر میرے آپ کے اختلاف فکر و نظر کا فیصلہ صرف تلوار سے ہو سکتا ہے تو میں قتل ہونے کو تیار ہوں، میری گردن قلم کر دیجئے، ذرا بھی شکایت نہ ہوگی مجھے، میرے مقابلے میں دنیا کو آپ کی زیادہ ضرورت ہے، آپ مجاہد صلیب ہیں، آپ کے لازوال کارنامے تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گے، میری نہ اب کسی کو فکر ہے، نہ تاریخ کے اوراق میری جستجو کرنے پر مجبور ہوں گے،!"

یہ کہتے کہتے جین کا گلا رندھ گیا، اس کی آواز بھرا گئی، اور وہ خاموش ہو گئی، رچرڈ نے اس کا یہ حال دیکھا تو تڑپ گیا، وہ اسے حد سے زیادہ چاہتا

طوفان

— بھائی اور بہن —

تھا، نرم اور ملائم لہجہ میں گویا ہوا،

"روتی کیوں ہو، ؛ کیا تمہاری بات مان نہیں لی گئی ؟ ——— مطمئن رہو، م

نے فیصلہ کر لیا ہے بہت جلد سلطان کو مطلع کر دوں گا، کہ میں نے اپنی پیش کش

واپس لے لی ہے، جین عادل جیسے اونچے انسان، شریف دوست، شریف دم

اور شریف مخلص شخص کی بیوی بننے پر آمادہ نہیں ہے، ——— کیا تم اب

بھی خوش نہیں ہو، ! ؟"

جین نے اس سوال کا جواب دینے کے بجائے کسی قدر جوشیلے لہجے میں کہ

"میں عادل سے نفرت کرتی ہوں، !"

رچرڈ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا، "تم عادل ہی سے نفرت نہیں کرتی

مجھ سے بھی کرتی ہو، !"

جین تڑپ اٹھی، کہنے لگی، غلط، ——— یہ آپ نے کیسے مان لیا ؟ دنیا

میں سب سے زیادہ آپ ہی کو چاہتی ہوں، !"

"ہاں، ——— اسی لیے تو تم نے میرے منہ پر کالک مل دی، !"

"بھائی جان اس بات کا ذکر نہ کیجیے، کیا میں کہہ نہیں چکی مجھے عادل سے نفر

ہے، میں اس کی صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتی، پھر اس کی رفیقۂ حیات کس طرح

بن سکتی ہوں ؟"

"سچ کہا تم نے، ——— میں ہرگز نہیں پوچھوں گا کہ عادل سے اتنی

بے پناہ نفرت کا سبب کیا ہے، لیکن کیا ایک بات پوچھنے کی اجازت دو گی مجھے ؟"

اس نے ذرا کے ذرا نظریں اوپر اٹھائیں، "پوچھیے !"

[illegible] نے کہا، میں نے ابھی کہا تھا، تم نے میرے منہ پر کالک مل دی، کیوں

کہا تھا ؟ کیا اس لیے کہ تم عادل سے نفرت کرتی ہو، ؟"

وہ پہلو بدلتی ہوئی گویا ہوئی، "پھر کس لیے کہا تھا؟"

"میری نظر میں عادل سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے، دنیا میں اس سے اچھا شوہر تمہارے لیے میں تلاش نہیں کر سکتا، پھر بھی تم اگر اسے پسند نہیں کرتیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، زندگی تمہیں بسر کرنی ہے تمہی کو آخری فیصلے کا اس معاملے میں حق ہونا چاہیے"!

"اسی حق کے لیے تو میں لڑ رہی تھی"!

"وہ حق اگرچہ دکھ کے ساتھ دیا، لیکن میں نے دے دیا تمہیں، لیکن غم اس کا ہے کہ تم عادل سے نفرت کے جوش میں اتنی گر گئی ہو کہ بدسرشت، بدنہاد، اور بدوضع لوگوں کی آلۂ کار بنتی جا رہی ہو"!

وہ نخوت کے ساتھ اپنے بالوں کی سنہری لٹیں درست کرتی ہوئی بولی،

"یہ غلط ہے ۔۔۔۔۔۔ میں کس کی آلۂ کار بنی؟"

"کیا لاٹ پادری صاحب تمہارے پاس نہیں آئے تھے؟ انھوں نے تم سے راز و نیاز کی گفتگو نہیں کی تھی؟ انھوں نے عادل کے خلاف تمہیں نہیں ابھارا تھا"!

"یہ سب ہوا تھا، لیکن اس سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ میں لاٹ پادری کی آلۂ کار بن گئی تھی؟"

"پھر کیا ثابت ہوتا ہے؟"

"وہ اپنے مذہبی جوش سے بھڑک کر میرے پاس آئے تھے، کہ میں اس رشتے کے قبول کرنے سے انکار کر دوں، میں خود ہی اسے ناپسند کرتی تھی، انہیں بتا دیا کہ آپ کے ارشاد سے پہلے یہ رشتہ مسترد کر چکی ہوں، بس اتنی سی بات تھی جسے آپ نے خواہ مخواہ افسانہ کر دیا، میری رائے جب آپ نہیں بدلی

سکے تو لاٹ پادری صاحب کس طرح بدل سکتے تھے؟" اگر میری رائے عادل کی تائید میں ہوتی، تو کسی قیمت پر بھی لاٹ پادری صاحب اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے تھے ،!"

باتیں جین کی فطرت اور سرشت کے بالکل مطابق تھیں، رچرڈ نے ان کا یقین کر لیا، اس کا دل بڑی حد تک نافرمان بہن سے صاف ہو گیا، جین نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا،

" بلکہ میں نے تو پادری صاحب کو ایک حد تک مبہوت اور ششدر کر دیا!"

"مبہوت اور ششدر کر دیا؟ وہ کیسے؟"

" میں نے ان سے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ عادل کو اس لیے نہیں مسترد کر رہی ہوں کہ وہ مسلمان ہے، اس لیے مسترد کر رہی ہوں کہ اسے پسند نہیں کرتی، اگر پسند ہوتا وہ مجھے تو ضرور اس سے شادی کر لیتی، اور اب بھی یہ عرض کیے دیتی ہوں کہ میری زندگی میں اگر کوئی ایسا مرحلہ آیا کہ کوئی مسلمان میرے معیار پر پورا اترا، میں نے اسے پسند کیا تو قطعاً اس سے شادی کر دوں گی، مسلمان بھی ویسے ہی انسان ہیں جیسے عیسائی، مجھے ایک اچھے انسان کی تلاش ہے، جب مل گیا تو اگرچہ وہ مسلمان ہو، مگر میرا رفیق زندگی بن کر رہے گا،!"

رچرڈ حیرت سے جین کی طرف دیکھنے لگا ،! *

---

(۲)

# زخم کا مرہم

کچھ دیر تک اسی طرح ٹکٹکی لگائے رچرڈ جین کو دیکھتا رہا، پھر خوش ہوکر
اس نے سوال کیا،
"جین کیا یہ واقعہ ہے؟"
جین نے اسی پندار اور نخوت کے ساتھ جو اس کی فطرت بنتی جواب دیا،
"آپ میری بات کا یقین کیوں نہیں کرتے؟"
رچرڈ نے پوچھا، "پھر لاٹ پادری صاحب نے کیا فرمایا؟"
وہ بولی، "کچھ دیر تک وہ مجھے قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے، میرے
انکار پر پھر کچھ دیر متامل رہے، اور آخر انھوں نے مان لیا کہ میں ایسا کرسکتی
ہوں"!
رچرڈ فرط حیرت سے اچھل پڑا، اس نے کہا،
"لاٹ پادری صاحب نے یہ کہا؟"
وہ گویا ہوئی، "جی ہاں نہ صرف یہ کہا بلکہ اس کا عہد کیا مجھ سے"!
"جین یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"بھائی جان میں غلط نہیں کہتی، جھوٹ نہیں بولتی'!"

"تمہاری بات تو درست ہے، تم نے عادل کو اس لیے مسترد کیا کہ وہ تمہیں ناپسند تھا، اس لیے نہیں ٹھکرایا کہ وہ مسلمان تھا، ——————"

"بے شک بھائی جان یہی بات ہے'!"

"مگر اس لاٹ پادری کی ساری مخالفت تو دین، مذہب اور کلیسا کے نام پر ہو رہی ہے اس نے کسی طرح اور کس اصول کے ماتحت عہد کر لیا کہ اگر تم نے کسی مسلمان کو منتخب کیا، تو وہ تائید کرے گا۔؟"

"اس کا جواب تو وہی دے سکتا ہے'!"

"وہ جواب دے یا نہ دے، لیکن مجھے معلوم ہے، اس نے مذہب کے نام پر سیاسی مخالفت کی ہے، اس نے یہ سارا کھٹراگ اس لیے کھڑا کیا ہے کہ تمہیں ایک تحفہ کی طرح فلپ کی گود میں ڈال دے'!"

"(متحیر ہو کر) بھائی جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"جبن میں پوچھتا ہوں کیا تم فلپ کی بیوی بننا منظور کر لوگی؟"

"(انتہائی برہمی کے ساتھ) ہرگز نہیں'!"

"لیکن فلپ یہی امید لیے بیٹھا ہے'!"

"اسے مایوس ہونا پڑے گا'!"

"لاٹ پادری صاحب بھی اس کی پشت پناہی فرما رہے ہیں'!"

"وہ بھی منہ کی کھائیں گے بھائی جان'!"

"ان دونوں کی اسکیم یہی ہے'"

"یہ اسکیم کبھی سرسبز اور کامیاب نہیں ہو سکتی، میں عادل سے نفرت کرتی ہوں، لیکن فلپ سے مجھے شدید نفرت ہے، عادل سے میری نفرت کی بنیاد، آپ

ـرار اور دیاؤ ہے، ورنہ میں نے اس کی صورت تک نہیں دیکھی کبھی، ———
"معلوم ہے، ——— مگر فلپ سے نفرت کا سبب؟"

"فلپ سے اس لیے شدید نفرت کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتی ہوں کہ وہ
انتہائی بد سرشت اور بد نہاد آدمی ہے، وہ انتہائی عیاش ہے، حد درجہ سفاک پرور
ـے، اوباش ہے، اس میں کوئی خوبی نہیں، بھلا کس طرح وہ میرا دل جیت سکتا ہے؟!"

"وہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی میرے پاس آیا تھا!!"

"کیا پیام لے کر؟"

"ہاں جین پیام لے کر؟"

"احمق، ——— بے وقوف!"

"وہ کہہ رہا تھا، آمدنی، رقبے، آبادی، وسائل و ذرائع، دولت و ثروت
حشمت و شوکت، اور مادی قوت و طاقت کے اعتبار سے فرانس کا تاج بیت المقدس
کے تاج پر فوقیت رکھتا ہے، جین میری ملکہ بن کر فرانس پر حکومت کرے گی، ——!"

"وہ دیوانہ ہے ——— مجھے تخت و تاج کی لالچ نہیں، ———
جب تک آپ زندہ ہیں، اور خدا آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے، انگلستان کا تاج
میرا ہے، اور انگلستان کے مقابلے میں فرانس کیا چیز ہے؟ کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جین کی ان باتوں سے رچرڈ نہال ہو گیا، ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا اس
کے دل پر سے، اسے تو کسی نہ کسی طرح وہ گوارا کر لے سکتا تھا کہ عادل سے وہ
شادی نہ کرے، لیکن فلپ کی بن جائے، یہ اس کے لیے قطعاً ناقابل برداشت تھا!
اب تک وہ جین سے اس کی نافرمانی کے باعث بہت خفا تھا، لیکن یہ باتیں سن
کر خوش ہو گیا، اس کا سارا غصہ کافور ہو گیا، وہ پھر اس پر اتنا ہی مہربان ہو گیا
جتنا پہلے تھا، اس نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھا اور گویا ہوا،؛"

قائم رہنا،!"

وہ مسکراتی ہوئی بولی، "بھائی جان میں اس سے سخت نفرت کرتی ہوں،!"

رچرڈ نے جیسے الفاظ سنے ہی نہیں، کہنے لگا، "وہ میرا بدترین دشمن ہے اگر تمہیں اس نے جیت لیا، تو یہ میری بدترین شکست ہوگی، پھر میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ خودکشی کر لوں، ہر ذلت سہ سکتا ہوں، لیکن فلپ کے مقابلے میں اتنی بڑی ذلت نہیں سہ سکتا،!

جین نے جذباتی لب و لہجہ میں کہا،

"بھائی جان ایسی باتیں نہ کیجئے، ایک نہیں دس ہزار فلپ آپ پر قربان کئے جا سکتے ہیں،!"

رچرڈ ان الفاظ سے بالکل مطمئن ہو گیا، اور پھر بڑی دیر تک بہن بھائی گھل مل کر باتیں کرتے رہے،!

"جبین تو نے میرے زخم دل پر مرہم رکھ دیا، !!———— بہت بڑا صدمہ تھا مجھے اس بات کا، تو نے میرا وہ صدمہ دور کر دیا، میں تجھ سے بہت زیادہ خفا تھا، لیکن اب نہیں ہوں، اب میں پھر تجھ سے اتنا ہی خوش ہوں جتنا پہلے تھا، بے شک تو نے عادل کے بارے میں میری تجویز رد کر کے میرا دل توڑا، لیکن لاٹ پادری سے یہ عہد لے کر، اور فلپ کے بارے میں یہ خیالات ظاہر کر کے اس ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ بھی دیا، !!

رچرڈ کے یہ الفاظ سنکر جبین پر بھی خوشی اور مسرت کی کیفیت طاری ہو گئی وہ دل ہی دل میں سخت بے کل اور پریشان تھی کہ لاٹ پادری صاحب لاکھ کسی مسلمان سے مجھے شادی کی اجازت دے دیں، لیکن رچرڈ نہیں دے گا، وہ چڑ جائے گا، کہے گا، اگر عادل کو تم مسترد کر سکتی ہو، تو عامر کو میں ناپسند کرتا ہوں، اس طرح ایک نیا طوفان اٹھ کھڑا ہو گا، لیکن اس نے ابھی اس بات پر خوشنودی کا اظہار کیا تھا کہ لاٹ پادری صاحب نے عہد کر لیا ہے کہ عادل کے سوا، کوئی مسلمان بھی ہو وہ اس کی تائید کریں گے'! اس خوشنودی کے معنی یہ ہیں کہ اگر کچھ عرصہ بعد میں نے اپنی اقلیم دل کے تاجدار عامر کو رچرڈ کے سامنے پیش کیا، تو وہ انکار نہیں کرے گا، خفا نہیں ہو گا، !

یہ سوچ کر وہ اٹھی' اور بھائی کے گلے میں باہیں ڈال کر کہنے لگی،

"بھائی جان، کن الفاظ میں اپنی اس خوشی کا اظہار کروں، جو آپ کو مسرور دیکھ کر مجھے ہو رہی ہے'!!"

رچرڈ نے بھی اسے سینے سے لگا لیا اور کہا، "جو ہونا تھا ہو چکا، ہمیشہ کی ضدی ہو، عادل کے معاملے میں خواہ مخواہ اڑ گئیں، لیکن ان باتوں کو اب میں اٹھانا نہیں چاہتا، البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ فلپ کے بارے میں اپنے ارادے پر سختی سے

# احمق

رچرڈ سے رخصت ہو کر جبین پھر اپنے زرنگار خیمہ میں واپس آگئی، آج وہ بہت خوش تھی، آن کی آن میں، باتوں ہی باتوں میں ساری مشکلیں رفع ہو گئی تھیں، عامر کو رفیق حیات بنانے کی رچرڈ سے اجازت حاصل کرنا ایک محال اور ناممکن کام تھا، اور اب یہی محال اور ناممکن کام اتنا آسان ہو گیا تھا کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، خوشی سے بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی، بغیر کسی وجہ کے مسکرا رہی تھی، کبھی گانے لگتی، کبھی گنگنانے لگتی، اگر اس وقت کسی طرح عامر سے ملاقات ہو جاتی تو اس کا جوش مسرت دیکھ کر جو دیوانگی کی حد تک پہنچا ہوا تھا، یقیناً وہ پریشان اور سراسیمہ ہو جاتا،!

مخملی صوفے پر نیم دراز، وہ آہستہ آہستہ گنگنا رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی، وہ اپنے خیال میں مدہوش تھی، نہ آواز سنی، نہ پروا کی، دوسری مرتبہ پھر ذرا زور سے دستک ہوئی، وہ چونک کر اٹھی اور مسکراتی ہوئی، موج نسیم کی طرح لہراتی، اور نسیم صبح کی طرح اٹھکھیلیاں کرتی دروازے پر پہنچی، تو دیکھتی کیا ہے، آگسٹس کھڑا ہے، تپاک اور گرم جوشی سے کہنے لگی۔ "آپ؟"

آگسٹس نے احترام و تعظیم کے طور پر سر جھکایا، اور گویا ہوا،

"میرا آنا ناگوار تو نہیں ہوا آپ کو؟"

وہ اس وقت اتنی شاد اور مسرور تھی کہ اگر فلپ آ جاتا تو شاید اس سے بھی اخلاق سے پیش آتی، مسکراتی، ہنستی، اور دل میں کھب جانے والی اداؤں کا مظاہرہ کرنے سے کسی طرح بھی اپنے آپ کو نہ روک سکتی،!

اس نے ایک جاں فروز تبسم کے ساتھ جواب دیا،

"آپ کا آنا بھی ناگوار ہو سکتا ہے؟"

یہ کہہ کر دروازہ کھلا چھوڑ کر وہ اندر چلی آئی، پیچھے پیچھے آگسٹس بھی آ گیا، دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے، جین نے اس سے تواضع اور اخلاق کے انداز میں پوچھا،

"کیسے تکلیف کی اس وقت آپ نے؟"

وہ بولا، "آپ سے ملنے کا جی چاہ رہا تھا حاضر ہو گیا،!"

وہ کہنے لگی، "زہے قسمت،!"

اور پھر مسکرا کر ایسی نگاہوں سے دیکھا کہ دل ہی دل میں وہ پکار اٹھا——

"یہ نگاہیں کیوں ہوتی جاتی ہیں یا رب دل کے پار؟"

آگسٹس نے پہلو بدل کر کچھ توقف اور تامل کے بعد کہا،

"مجھے کچھ باتیں بھی کرنی ہیں آپ سے،!"

وہ تبسم کی بجلیاں گراتی ہوئی بولی،

"نیکی اور پوچھ پوچھ، ضرور باتیں کیجیے،!"

اس حوصلہ افزائی کی آگسٹس کو ہرگز توقع نہ تھی، اس کا دماغ عرش پر پہنچ گیا، اس نے کہا،

"مجھے یہ مسرت بخش خبر ملی ہے کہ آپ نے صلاح الدین کے بھائی ملک العادل

کی شریک زندگی بننے سے انکار کر دیا ہے''!

وہ مسکراتی ہوئی بولی، "بالکل صحیح اطلاع ملی ہے آپ کو"!

ہگسٹس نے پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھا اور کہنے لگا،

"مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فلپ نے آپ کے لیے شہنشاہ رچرڈ سے استدعا کی تھی''!

وہ زہر خند کرتی ہوئی بولی "جی ہاں ان سے یہ حماقت سرزد ہوئی تھی، ——— کیا آپ کو ان سے ہمدردی نہیں ہے؟"

ہگسٹس نے ایک زوردار، اور فاتحانہ قہقہہ لگایا اور گویا ہوا،

"بہت زیادہ ہے، ——— واقعی اس سے بڑھ کر احمق کوئی نہیں کہ نہ آپ سے ملا، نہ گفتگو کی، نہ راہ و رسم پیدا کی، نہ عندیہ لیا، اور بھاگا بھاگا رچرڈ کے پاس پہنچ گیا، ایک معمولی یورپین عورت بھی ان دیکھے اور غیر مرغوب شخص سے شادی منظور نہیں کر سکتی، نہ کہ شہزادی جین، جو اپنی خودی، اور پندار کے اعتبار سے سارے یورپ میں مثال کی حیثیت سے پیش کی جاتی ہیں''!

خوشامد سے کون خوش نہیں ہوتا، ؟ جین بھی خوش ہوگئی، اس نے کہا،

"آپ ہی سوچیے، ! ——— لیکن ان کا یہ جرم اس لیے قابل معافی ہے کہ واقعی وہ ضرورت سے بہت زیادہ احمق ہیں''!،

ہگسٹس نے پھر ایک بلند بانگ قہقہہ لگایا، اور کہنے لگا،

"بالکل سچ کہا آپ نے''!

وہ طنز کا تیر چلاتی ہوئی بولی، "یہی تو میری کمزوری ہے''!

ہگسٹس اس طنز لطیف کو سمجھ نہ سکا، کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا، پھر جیسے کوئی بھولی بسری بات یاد آگئی، کہنے لگا،

"لیکن شہزادی، عادل کو مسترد کرکے، اور فلپ کو نامنظور کرکے آپ نے آئندہ
لیے کچھ سوچا بھی تو ہوگا، ——؟"

جین اس سوال کا اصل مقصد سمجھ گئی، اس نے زیر لب تبسم کے ساتھ جواب
یا،

"خدا خدا کرکے اب تو نجات ملی ہے ان دشمن جاں لوگوں سے، انہوں نے
یری قوت فکر معطل کرکے رکھ دی تھی، خدا بچائے ان سے!"

آگسٹس نے کہا، "آپ کا رفیق زندگی ایسا ہونا چاہیے، جو خوب صورت
، بہادر ہو، کسی بڑے ملک کا بادشاہ ہو، اور شخصی اعتبار سے اونچے قسم کا
سان ہو!"

جین پھڑک گئی، ہنستی ہوئی بولی، "آپ نے تو میرے دل کی بات کہہ دی
لکل یہی میں بھی سوچا کرتی ہوں، لیکن ایسا کوئی آدمی ملے بھی کہیں!"

تکلف برطرف آگسٹس نے سوچا، اب دل کی بات اس بت پرفن کے سامنے
بان پہ لے ہی آنی چاہیے، اس وقت مہربان ہے، پھر یہ التفات رہے نہ
رہے، یہی سوچ کر اس نے کہا،

"میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ —— کیا میں خوب صورت
نہیں ہوں؟"

جین نے گھور کر اسے دیکھا، اور تبسم کناں کہنے لگی،

"آپ کی خوب صورتی سے وہی انکار کرسکتا ہے جو اندھا ہو!"

"(بہت زیادہ خوش ہوکر) کیا میں بہادر نہیں ہوں؟"

"بہادر؟ —— آپ کی دلیری کے تو جھنڈے گڑے ہوئے
یں، ہمارے ہاں کے نائٹ اپنے سوا کسی کو بہادر نہیں مانتے، لیکن آپ کی

شجاعت کا کلمہ پڑھتے ہیں'؛!"

"(فرطِ مسرت سے بے خود ہو کر) شکریہ' ——— کیا میں ایک بڑے ملک کا بادشاہ ذی جاہ نہیں ہوں'؟"

"ضرور ہیں، آپ کا ملک اپنی عظمت کا سکہ بٹھلئے ہوئے ہے، فرانس آپ سے لرزتا ہے، روس آپ سے بھڑکتا ہے اور صاف کیوں نہ کہہ دوں، رچرڈ جو واقعی شیر دل ہے، اگر کسی حریف کو خاطر میں لاتا ہے تو وہ صرف جرمنی ہے'!"

"(تمکنت اور فخر کے ساتھ) واقعی آپ کی صاف گوئی کی تعریف نہیں کی جا سکتی'! ——— اب ایک سوال اور کروں گا آپ سے'!"

"ارشاد، فرمایئے'!"

"شخصی اعتبار سے میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"میں آپ کا مدعا نہیں سمجھی'!"

"میرا مطلب یہ ہے کہ شخصی اعتبار سے آپ میرے بارے میں کیا رائے رکھتی ہیں' ——— میں اونچا انسان ہوں یا نہیں؟"

بغیر کسی تامل کے نہایت سنجیدگی کے ساتھ جین نے کہا،

"آپ بہت اونچے انسان ہیں، مجھے اس کا اعتراف ہے'! اور جو بھی آپ کو ایک دفعہ دیکھ لے گا، یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگا، آپ کا بلند و بالا قد، کہیں چھپانے سے چھپ سکتا ہے؟"

آگسٹس پر اس وقت ایسا نشہ چھایا ہوا تھا کہ اس طنز کو وہ محسوس نہ کر سکا، اس نے کہا،

"تو پھر کیا آپ کا شریک زندگی بننے کا فخر مجھے حاصل ہو سکتا ہے!"

جین اٹھ کھڑی ہوئی، اور بولی، "ضرور حاصل ہو سکتا تھا، ———

لیکن، بدقسمتی سے آپ فلپ سے بھی زیادہ احمق ہیں'!"

آگسٹس کی آنکھوں میں خون اتر آیا، اور وہ تیز تیز قدم رکھتا باہر چلا
گیا، جب تک وہ نظر سے اوجھل نہ ہو گیا، وہ برابر مسکراتی رہی'! ٭

# پھر رابرٹ

جین کے لیے دن کاٹنا مشکل ہو گیا، رات بسر کرنا دشوار ہو گئی، آخر اللہ اللہ کر کے دن ختم ہوا، رات آئی، اور گزر گئی، اور وہ علی الصباح حسب معمول، اپنے اسپ تازی پر بیٹھ کر سیر کے لیے روانہ ہوئی، تھوڑی دور گئی تھی کہ رابرٹ مل گیا، اسے دیکھ کر جین نے اپنے رہوار صبا رفتار کو زور سے لگام کھینچ کر روکا اور تیکھی چتون سے دیکھتی ہوئی بولی،

"پھر میرے سامنے آنے کی جراءت کی تم نے؟"

رابرٹ مسکراتا ہوا، "شہزادی صاحبہ غلام آپ کے سامنے نہیں آیا ہے آپ اس کے سامنے آگئی ہیں!"

ذرا سے ذرا جین کے ہونٹوں پر تبسم نمایاں ہوا، پھر کہنے لگی،

"میں تم سے خفا ہوں، تمہاری صورت دیکھ لیتی ہوں، تو غصہ آجاتا ہے!"

رابرٹ نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے عرض کیا، "ضرور آجاتا ہوگا، مگر —"

جین قطع کلام کرتی ہوئی بولی، "اگر مگر کچھ نہیں تم ناکارہ ثابت ہوئے، تم کچھ نہ کر سکے، دعوائے عاشقی اتنا تھا، مگر جان دینا کیا حریف کی جان تک نہ لے سکے!"

"کون لوگ ہوتے ہیں، جو محبوب کے لیے جان دے دیتے ہیں؟"
رابرٹ نے سینہ کھولتے ہوتے کہا، "ان جاں دادگان الفت کی فہرست
میں پہلا نام میرا ہے'!"
"زہر خند کرتی ہوئی جین بولی، "کاش آخری ہی ہوتا، مگر وہ تو آخری
بھی نہیں ہے'!"
"یہ نہ کہیے شہزادی صاحبہ میں اپنے فرض سے، اپنے عہد سے غافل نہیں
ہوں'!"
"کہاں کا فرض اور عہد لے کر بیٹھے ہو، قسمت میرے ساتھ نہ ہوتی، تو اب
تک میں عادل کی بیوی بن کر لشکر اسلام میں پہنچ چکی ہوتی، مگر خدا بھلا کرے
لاٹ پادری صاحب کا وہ سینہ سپر ہو کر سامنے آگئے، فلپ اور آگسٹس کی بھی
میں ممنون ہوں انھوں نے بھی میرا ساتھ دیا، تب جاکر کہیں شہنشاہ نے فیصلہ کیا
کہ عادل سے میری شادی منقطع کردی جائے'!"
"میں جانتا ہوں شہزادی صاحبہ!"
"شاید یہ اسی لیے مطمئن ہو گئے؟"
"نہیں مطمئن تو نہیں ہوا، عادل سے آپ کی نسبت منقطع ہو یا نہ ہو، اسے
میرے ہاتھ سے قتل ہونا ہے، وہ ایسا حریف نہیں ہے جس کی طرف سے اطمینان ہو سکے،
اس سے آپ کی شادی سیاسی مصالح کی بنا پر ہو رہی تھی، اور نسبت منقطع ہونے
کے باوجود کسی وقت پر بھی یہ سیاسی مصالح پھر ابھر سکتے ہیں، پھر دبا ہوا سوال اٹھایا
جا سکتا ہے، ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا؟"
"ضرور ہو سکتا ہے اسی لیے تو بضد ہوں کہ اسے قتل ہو ہی جانا چاہیے'!"
"وہ ضرور قتل ہوگا، اور صرف میرے ہاتھوں'!"

"تم نہیں جانتے رابرٹ میں کس کس طرح اپنے آپ کو نئے نئے امیدواروں سے بچا رہی ہوں، لیکن کب تک کامیاب ہوتی رہوں گی، کسی نہ کسی دن مجھے ہتھیار ڈال ہی دینا پڑیں گے آخر عورت ہوں، کمزور، بے مایہ۔ ———— البتہ اگر عادل کی طرف سے مطمئن ہوگئی ہوتی، یہ کانٹا ہٹ گیا ہوتا، تو شاید میں اپنے فیصلہ سے شہنشاہ کو مطلع کر دیتی، اور یقیناً وہ اسے ماننے پر مجبور ہو جاتے، ———— کیا یہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ میرا فیصلہ کیا ہوتا؟"

رابرٹ نے جوش اور از خود رفتگی کے عالم میں کہا، "میں جانتا ہوں، وہ فیصلہ میرے حق میں ہوتا، لیکن ابھی آپ نے کچھ نئے امیدواروں کا ذکر کیا تھا؟"

جین ایک ٹھنڈی سانس لیتی ہوئی بولی، "ہاں ———— فلپ شہنشاہ پر زور ڈال رہا ہے کہ فرانس کا تاج جین کا منتظر ہے، اور لاٹ پادری صاحب بھی اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں!"

یہ سن کر رابرٹ کا منہ فق ہو گیا، وہ لاکھ بہادر اور با حیثیت آدمی تھا، لیکن فرانس کے بادشاہ کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا تھا، اور رچرڈ بھی اس کے مقابلے میں اسے ترجیح نہیں دے سکتا تھا، اس نے ڈرتے ڈرتے، لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"پھر کیا ہوا؟ ———— کیا شہنشاہ نے یہ پیام منظور کر لیا؟"

تمکنت اور وقار کے ساتھ جین گویا ہوتی "بغیر میری رضامندی کے شہنشاہ کس طرح منظور کر لیتے؟"

"اور آپ نے نامنظور کر دیا؟"

"بے شک ———— کیا شبہہ ہے تمہیں کچھ؟"

وارفتگی کے عالم میں رابرٹ نے جین کا ہاتھ چوم لیا، اور کہنے لگا، "کتنا
ہے مجھے اپنے آپ پر، اور شہزادی صاحبہ یہ فخر آپ ہی کا عطا کیا ہوا ہے'!"
پھر کچھ سوچتا ہوا بولا، "کیا کوئی اور امیدوار بھی سامنے آیا تھا؟"
وہ مسکراتی ہوئی کہنے لگی، "ہاں' اس رقیب کا نام سنو گے تو ڈر جاؤ گے'؟"
تن کر رابرٹ نے سوال کیا، "میں کسی سے نہیں ڈرتا، ——— بتایئے
کون ہے وہ؟"
جین نے آہستہ سے کہا، "آگسٹس'!"
آگسٹس کا نام سنکر رابرٹ کے ہوش واقعی جواب دے گئے وہ صرف ایک
بادشاہ تھا، لیکن آگسٹس بہت بڑا بادشاہ بھی تھا، اور بہت بڑا سپاہی بھی، اس
کی نوک شمشیر کا لوہا سارا یورپ مانتا تھا، وہ دلیر، منچلا، اور بانکا سپاہی تھا،
رابرٹ نے سوچا یہ حریف تو عادل سے بھی زیادہ خطرناک اور مہلک نکلا بہرحال
بکھرے ہوئے حواس کا شیرازہ جمع کرنے کے بعد اس نے سوال کیا،
"آگسٹس ———؟"
اور پھر کچھ نہ کہہ سکا، جین نے اس کی کیفیت بھانپ لی اور لطف لیتی ہوئی
گویا ہوئی،
"فلپ تو شہنشاہ کے پاس گیا تھا، اور آگسٹس خود میرے پاس آیا تھا'!"
"کیا کہا اس نے آپ سے؟"
"اظہار عشق کے سوا اور کیا کہہ سکتا تھا'؟"
رابرٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا، "اس کی یہ جرأت'؟"
وہ بولی، "بھتی اسے جرأت کیوں نہ ہو'؟ کیا وہ ایک بڑے ملک کا بادشاہ
نہیں ہے'؟ کیا وہ خود بھی جیالا اور منچلا سپاہی نہیں ہے'، اس کی تلوار کی کاٹ

دور دور مشہور ہے، اور پھر اسے اپنے حسن و جمال پر بھی غرور ہے، اور گو مردکو اپنے حسن و جمال پر غرور نہیں کرنا چاہئے، لیکن سچ پوچھو تو یہ غرور کچھ بیجا بھی نہیں ہے، ———

رابرٹ نے قطع کلام کرتے ہوئے کانپتی ہوئی آواز میں سوال کیا، "تو کیا اس نے آپ کو جیت لیا؟"

وہ اکڑ کر بولی، "جین کو کوئی نہیں جیت سکتا؟" ——— کیا تم نے مجھے جیت لیا ہے؟ تم تو آگسٹس سے زیادہ بہادر اور خوبرو ہو، ——— لو لتے کیوں نہیں جواب دو؟"

ان الفاظ نے اس میں ایک نئی امنگ پیدا کر دی،

وہ سوچنے لگا جین کا خیال ہے میں آگسٹس سے زیادہ بہادر اور خوب صورت ہوں، پھر تو یقیناً اس کتے کو بھی اس نے دھتکار دیا ہوگا، وہ مسکراتا ہوا کہنے لگا،

میں تو جو کچھ بھی ہوں آپ کا غلام ہوں، ——— لیکن آپ نے اسے جواب کیا دیا؟"

وہ ناز سے اٹھلاتی ہوئی بولی، "میں نے کہہ دیا تم احمق ہو، تمہاری یہ جرأت اس مرتبہ معاف کی جاتی ہے، مگر ہر مرتبہ ایسا نہیں ہوگا، میں اسی سے شادی کروں گی جس سے مجھے محبت ہو، اور کان کھول کر سن لو، میں تم سے محبت نہیں کرتی، اور تمہیں خود بھی ایسی عورت کا تعاقب نہیں کرنا چاہئے جو تم سے ہرگز اور کسی قیمت پر محبت نہیں کر سکتی،!"

رابرٹ کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا، جین ایک داد کے مانند بولی، "میں تو یہ کچھ کر رہی ہوں، مگر تمہاری تلوار اب تک زنگ آلود

ہے"!

رابرٹ نے سرگوشی کے لہجہ میں کہا، "سارے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں، آج یا کل عادل کا سر آپ کے سامنے ہوگا، میں یہی اطلاع دینے حاضر ہو رہا تھا"!

جین قطع کلام کرتی ہوئی گویا ہوئی، "غم ——— ؟ کیا تمہیں کچھ غم بھی ہیں عامر؟ مجھے بتاؤ وہ کون سے غم ہیں ہیں انہیں دُور کر دوں گی؟"

"تم انہیں دور کر دو گی ——؟"

"ہاں ——— شاید تمہیں کچھ مالی پریشانیاں ہیں، تو مجھ سے کہتے کیوں نہیں، میرے پاس جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے جب کہو قدموں میں لاکر ڈال دوں'!"

"نہیں، کسی طرح کی مالی پریشانی نہیں ہے' بے شک غریب اور بے مایہ آدمی ہوں، مگر لالچی نہیں ہوں'! " مجھے تم سے محبت ہے، تمہارے مال و زر سے نہیں، ——— کیا تنخواہ پاتے ہیں تمہارے والد؟"

"میں نہیں جانتی، لیکن نہایت ٹھاٹھ کی زندگی بسر کرتے ہیں ——— اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میری مدد کیوں نہیں قبول کر سکتے؟ کیا میری چیز تمہاری' اور تمہاری چیز میری نہیں ہے؟"

"میری روح تمہاری ہے، تمہاری روح میری ہے' میرے پاس جو کچھ بھی مال و زر ہو وہ تمہارا ہے، لیکن تمہارا مال و زر تمہارا ہے' میرا نہیں ہو سکتا!"

"یہ مغائرت کیوں؟"

"نہیں یہ مغائرت نہیں ہے' اصول کا سوال ہے'!"

"اچھا اصول ہے'! ——— اچھا ایک خوش خبری سناؤں؟"

"خوش خبری سنانے کے لیے بھی پوچھنے کی ضرورت ہے؟"

"میں نے اپنے پادری صاحب کو ہموار کر لیا ہے' انھوں نے وعدہ کر لیا ہے، عہد کر لیا ہے؟"

"(حیرت سے) تم نے پادری صاحب کو ہموار کر لیا ہے؟ انھوں نے

## اُنکی باتوں میں پھولوں کی خوشبو۔

# ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

رابرٹ کو خوب اچھی طرح اسیر دام زلف کرنے کے بعد، جبین آگے بڑھی اور مقام موعود پر پہنچ گئی، اور یہ دیکھ کر خوش ہو گئی کہ عامر موجود ہے"! گھوڑے کی لگام درخت کی ایک شاخ سے لٹکاتی ہوئی، جوش مسرت سے مخمور گویا ہوئی،

"آج مجھے انتظار نہیں کرنا پڑا"! ——— تم آگئے عامر، تمہیں یہاں موجود پاکر میرا دل کتنا خوش ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے کائنات کی سب سے بڑی، اور قیمتی چیز مجھے مل گئی"!"

پھر وہ تبسم کناں ہو کر عامر کے پاس بیٹھ گئی، اور بڑے انداز کے ساتھ سوال کیا،

"آخر تم مجھے دیکھ کر اتنے خوش کیوں نہیں ہوتے، جتنی میں ہوتی ہوں؟"

عامر ہنسنے لگا، اس نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھا، اور بولا،

"تمہیں دیکھ کر میرا دل رقص کرنے لگتا ہے، میں اپنی پریشانیاں بھول جاتا ہوں، میں اپنے غم فراموش کر دیتا ہوں، میں ———

وعدہ کر لیا ہے؟ عہد کر لیا ہے؟

"(سرخوشی کے عالم میں) ہاں تم یقین کیوں نہیں کرتے؟"

"یقین تو کرتا ہوں، لیکن یہ بھی تو معلوم ہونا چاہیے، پادری صاحب کو کس لیے ہموار کیا ہے؟ کیا عہد لیا ہے ان سے؟"

"(ہنس کر) ارے یہ نہیں بتایا؟ بھول گئی ہوں گی، میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ ایک مسلمان سے شادی کروں گی، اور انھوں نے منظوری دے دی ہے!"

"(متحیر ہو کر) واقعی یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے، کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک پادری کسی عیسائی لڑکی کو مسلمان سے شادی کر لینے کی اجازت دے دے؟"

"ہاں، ـــــ انھوں نے اجازت بھی دے دی ہے، وعدہ کر لیا ہے، ـــ اور اب مجھے یقین ہے کہ ان کی پشت پناہی کی وجہ سے اس رشتہ کی مخالفت کوئی بھی نہیں کر سکے گا، ـــــ شہنشاہ رچرڈ بھی ان کی مخالفت نہیں کر سکتا،!"

"(اور زیادہ سنجیدہ ہو کر) لیکن کس طرح باور کر لوں، مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ تمہارے شہنشاہ کو پادری صاحب مجبور کر رہے ہیں کہ شہزادی جین کی شادی ملک العادل سے نہ کریں، اگر پادری صاحب اتنے ہی روادار تھے تو انھوں نے جین اور عادل کو کیوں ایک نہیں ہونے دیا؟"

"(انتہائی مسرت کے عالم میں) یہ ایک راز ہے، !"

"راز ـــــ؟"

"ہاں، اصل بات یہ ہے کہ شہزادی جین کسی اور کو چاہتی ہے، وہ عادل سے کیا دنیا کے ہر شخص سے جو اس کا رفیق زندگی بننا چاہے نفرت کرتی ہے،!"

"ـــــ یہ راز صرف میں جانتی ہوں کوئی اور نہیں جانتا، !"

"اچھا یہ بات ہے!"

"اور نہیں تو کیا،؟ ——— سچ پوچھو تو اس نے پادری کو پٹی پڑھائی ہے کہ اس رشتہ کی مخالفت کریں"!"

"بھئی یہ تو عجیب عجیب باتیں سننے میں آ رہی ہیں آج"!"

"لیکن اب ان باتوں کو چھوڑو، ہماری کشتی ساحل مراد پر کب پہنچے گی، میں تو لیں ہر وقت یہی سوچا کرتی ہوں"!"

"پادری صاحب سے اجازت لے چکنے کے بعد بھی؟"

"شہنشاہ سے ڈر لگتا ہے"

"لیکن تم ہی تو کہہ چکی ہو، شہنشاہ بھی پادری صاحب کے خلاف نہیں جا سکتے"!

یہ تو سچ ہے، لیکن قسمت سے بھی تو ڈر لگتا ہے"؟

قسمت سے ڈر لگتا ہے؟ ——— آج کیا ہو گیا ہے تمہیں؟"

"نہ جانے کیوں رہ رہ کے دھڑکا پیدا ہوتا ہے کہ میں اور تم ایک نہیں ہو سکیں گے، جیسے کوئی بیٹھا کانوں میں کہہ رہا ہے تو لاکھ عامر کو چاہے لیکن وہ تیرا نہیں ہو سکتا، تیرے ہاتھ اس کے دامن تک نہیں پہنچ سکتے، کوئی تمہیں، چھین لے گا تم سے اتنی قریب ہو کر بھی تم سے دور ہونے پر مجبور ہو جاؤں گی، شاید یہ قسمت میری خوشیاں چھین لینے کا فیصلہ کر چکی ہے"!"

جبین کی آواز بھر آئی، اس کی آواز گلوگیر ہو گئی، اور وہ عامر کے شانے پر سر رکھ کر سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

عامر کا دل بھی ڈوبنے لگا، اس کی آنکھیں بھی نم آلود ہو گئیں، اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ اس کے سنہری بالوں پر پھیرتے ہوئے محبت اور پیار سے بھرپور انداز میں کہا،

اور یہ کہہ کر اس نے بے ساختہ، اس کی پیشانی پر پیار کیا، اور کہنے لگا، "خدا
کے لیے اس طرح کے خیالات دل سے نکال دو، تم نہیں جانتیں ان کا اثر میرے
دل پر کیا پڑتا ہے، اور کتنی دیر تک میری حالت غیر رہتی ہے، تم تو اطمینان سے
رخصت ہو کر چلی جاتی ہو، لیکن میرا دن کا جینا، اور رات کی نیند حرام ہو جاتی
ہے، میں نہیں چاہتا کہ تمہارے معصوم دل میں کسی طرح کی خلش پیدا ہو!"
وعدہ کرو اب اس طرح کی باتیں کبھی نہیں کرو گی، اب اس طرح کے خیالات کبھی نہیں
آئیں گے تمہارے دل میں"!"
وہ مسکراتی ہوئی بولی یہ وعدہ تو کر سکتی ہوں اب اس طرح کی باتیں نہیں
کروں گی، لیکن خیالات کو کس طرح روک لوں گی"؟ ——— کیا آپ روک سکتے
ہیں"؟"
"انسان چاہے تو کیا نہیں کر سکتا؟"
"یہ نہ کہو عامر ——— انسان سے بڑھ کر، طاقتور ہستی اس کائنات
میں کوئی نہیں، سمندر، دریا، پہاڑ، زمین، جنگل، صحرا، سب اس کے تصرف میں
ہیں، اس سے بڑھ کر بے بس بھی کوئی نہیں، آن کی آن میں اس کی زندگی ختم ہو سکتی
ہے، ذرا سی بیماری اسے زندگی بھر کے لیے ناکارہ بنا سکتی ہے، زمانہ کی ایک گردش
اس کے محکم اور مستحکم ارادوں کو مکڑی کا جالا بنا دے سکتی ہے"!"
"کتنی اچھی، کتنی سچی، اور کتنی اونچی باتیں کی ہیں تم نے، ——— لیکن
اس وقت ان باتوں کا موقعہ کیا تھا، غور کرنے کے باوجود یہ گتھی حل نہ ہو سکی"!"
وہی نامعلوم سی دہشت، جو مجھے آشفتہ اور پریشان کیے ہوتے ہے"!———
——— نہ جانے کیا ہو گا؟"
"وہی ہو گا جو ہم نے فیصلہ کیا ہے، جو ہمارا فیصلہ ہے"!"———

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، ——— قسمت ہمارے راستہ کا پتھر نہیں بن سکتی
عامر کو تم کیا سمجھتی ہو، ؟ وہ تمہارے لیے ساری دنیا سے لڑ سکتا ہے ؟ ———
اور یہ قسمت ہے کیا چیز ؟ اسے ہم خود اپنے ہاتھ سے بناتے اور بگاڑتے
ہیں، خدا نے ہماری قسمت ہمارے ہاتھ میں دے دی ہے چاہے بنا لیں، چاہے
بگاڑ لیں، دوسروں کی بنائی ہوئی قسمت کے سامنے نہ تم سر جھکا سکتی ہو نہ میں!
——— کیا تم اپنے عہد پر زندگی کی آخری سانس تک قائم نہیں رہو گی ؟
کیا تمہارا یہ عہد نہیں ہے کہ تم میری ہو، ؟ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میری ہو چکی
ہو ؟ "

جین نے عامر کے شانے سے سر اٹھایا، اس کے بال بکھرے ہوئے تھے،
سنہری لٹیں بار بار گالوں سے ٹکرا رہی تھیں، آنکھیں سرخ تھیں اور اب
تک آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے، اس نے مردانہ عزم اور تیور کے ساتھ روحانی
آواز میں کہا،

"ہاں یہ میرا عہد ہے، ——— اور اس عہد سے مجھے کوئی منحرف نہیں
کر سکتا، !"

عامر نے گرم جوشی کے ساتھ اسے دیکھا، اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھا
اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا،

"تو سن لو، میرا بھی عہد ہے، اور میرا عہد تم سے زیادہ مستحکم ہے اس لیے
کہ یہ ایک مرد کا عہد ہے، خواہ کچھ بھی ہو جائے، تمہارے سوا میری زندگی میں
کوئی نہیں داخل ہو سکتا، یاد رکھو، دل ایک ہی مرتبہ جیتا جا سکتا ہے، خواہ
وہ مرد کا ہو یا عورت کا، ——— ہم دونوں کے دل جیتے جا چکے ہیں، اور
اب انہیں کوئی نہیں جیت سکتا، !"

ہمارا فیصلہ اتنا اٹل ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں بدل سکتی ، !"

"کاش ایسا ہی ہو، !"

"ایسا ہی ہو گا، لیکن خدا کے لیے مایوسی کی باتیں چھوڑ دو ، !" ــــــــــ وہ وقت جلد آنے والا ہے ، جب یہ وقتی اور عارضی مشکلات ہمارے راستے سے دور ہو جائیں گی ، جب مایوسی کا اندھیرا غائب ہو جائے گا ، اور امید کا سورج طلوع ہو گا ، جب عامر کے غریب خانے میں تم مہر منیر بن کر جلوہ گر ہو گی ، دنیا کا ہر غم ہر فکر ، ہر اندیشہ ، ایک وہم بن جائے گا ، جب دنیا کے ہنگاموں سے ، شور شوں سے ، ہمیں کوئی سروکار نہ ہو گا ، سب سے الگ ، سب سے جدا سب سے دور ہماری ایک کٹیا ہو گی ، اور یہ کٹیا ہماری دنیا ہو گی ، محبت کی دنیا ، اور اس محبت کی دنیا میں ، نہ کسی کا سکہ چلے گا ، نہ کسی کی حکومت ہو گی ، ہم ہی اس کی رعایا ہوں گے ہم ہی فرماں روا ، اور ، ــــــــــ

"ہاں عامر ، میں بھی یہی چاہتی ہوں ، میں بھی اکثر بالکل اسی طرح سوچا کرتی ہوں ، میرے اور تمہارے خیالات میں کتنی یکسانیت ہے ، کتنی ہم آہنگی ، !"

"ہاں ، ــــــــ اس لیے کہ ہم دونوں کی روح ایک ہے ، دل ایک ہے جذبات میں ، خیالات میں ، تصورات میں ، ہر چیز میں یکسانیت ہے ، ہم آہنگی ہے !"

"وہ تو ہونی ہی چاہیے ، ــــــ جب تک میں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا ، میری دنیا صرف خیال آرائی کی حد تک محدود تھی ، لیکن جب سے تم ملے ہو ، ان خیالات نے حقیقت کی صورت اختیار کر لی ہے ، وہ مجسمہ ہو کر میرے سامنے آگئے ہیں ، !" ــــ اور وہ تم ہو عادل ، !"

عامر نے ایک ٹھنڈی سانس لی ، اور بڑے اثر انگیز الفاظ میں کہا ، "میں تو کچھ بھی نہیں ہوں ، جو کچھ بھی ہوں ، تمہارا ہی بنایا ہوا ہوں ، ــــــ

سے پہلے میری زندگی، تشنہ تھی، نامکمل تھی، ناقص تھی، اس میں کوئی رعنائی
تھی، امنگ نہ تھی، اور اب؟ —————— اور اب، زندگی کا خارستان یکسر
بارستان بن گیا ہے، اب زندگی میں کیف ہے، سرور ہے، رعنائی ہے، شاید
اس لیے کہ زندگی اب تم ہی سے عبارت ہو کر رہ گئی ہے! تمہارے بغیر میں زندگی کا
تصور بھی نہیں کر سکتا، !!"

چہرے پر بر ہمی اور خشونت کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے تھے، عادل نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا،

"لیکن، اگر، کسی جائز کام پر پابندی لگا دی جائے تو وہ فرض ہو جاتا ہے، پھر اس کا نہ کرنا گناہ بن جاتا ہے، ——"

صلاح الدین نے ٹوکا، "لیکن تم اپنی کہو"!

وہ گویا ہوا، "اپنی خوشی سے، اپنی مرضی سے دوسری شادی زندگی بھر نہ کروں ایسا کر سکتا ہوں، لیکن اگر مجھے مجبور کیا جائے تو ضرور کروں گا"!

صلاح الدین کا چہرہ دمک اٹھا، اس نے خوش ہو کر سوال کیا،

"تو تم اس پابندی کو نہیں قبول کر سکتے؟ اسے منظور کرنے سے انکار کرتے ہو؟"

عادل نے سلطان کی شہ پا کر کہا، "غلام کی ذاتی رائے، اور اس کا ذاتی فیصلہ تو یہی ہے"!"

صلاح الدین نے سنجیدگی کے ساتھ کہا، "ہم یہی معلوم کرنا چاہتے تھے"! —— اجازت دیتے ہو کہ رچرڈ کے قاصد سے ہم یہی کہہ دیں؟"

اس نے اقرار میں گردن ہلاتے ہوئے کہا، "غلام تو یہی عرض کرتا ہے"!"

سلطان سیموئل کی طرف متوجہ ہوا، اور کہنے لگا،

"سن لیا تم نے؟"

سیموئل نے انتہائی ادب کے ساتھ عرض کیا، "غلام نے سن لیا"!"

"بس تو جو کچھ سنا ہے اپنے شہنشاہ تک پہنچا دو"!"

"اس کے معنی یہ ہوئے کہ شہزادی جین اور ملک العادل کے درمیان جو رشتہ طے پایا تھا، وہ منسوخ ہو گیا"!"

# رچرڈ کا قاصد

یسموئل سلطان صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہے، قاضی بہاء الدین
اور ملک العادل بھی سامنے مودب بیٹھے ہوئے ہیں، سلطان نے پہلو بدلتے ہوئے کہا
"تو رچرڈ کی خواہش یہ ہے ——— ؟ کیوں ملک العادل تم کیا کہتے ہو؟"
ملک العادل نے اور زیادہ مودب ہو کر عرض کیا، "غلام، اپنے آقا کے
سامنے لب کشائی کی جراءت نہیں رکھتا، !"
صلاح الدین نے محبت اور تحسین کی نظر سے بھائی کی طرف دیکھا اور بولا
"تمہاری سعادت مندی کے ہم قائل ہیں، ہمیں تسلیم ہے ایک باپ کو کبھی
اپنے بیٹے سے وہ سعادت اور اطاعت نہیں مل سکتی جو تم سے ہمیں حاصل ہے
پھر بھی تمہاری رائے کیا ہے، یہ بھی تو معلوم ہونا چاہئے میرے عزیز، !"
ملک العادل نے کہا: - "ہمارے ہاں عقد ثانی جائز ہے، فرض نہیں ہے
اگر کوئی شخص دوسری شادی نہیں کرتا اور پہلی بیوی سے قناعت کرتا ہے تو وہ
ایسا کر سکتا ہے، ———"
صلاح الدین یہ الفاظ سن رہا تھا، اور اس کا رنگ رخ بدلتا جا رہا تھا،

"ہاں" ————"

"لیکن شہنشاہ کو اس کا بہت افسوس ہے وہ ذاتی طور پر اس شرط کے حامی نہیں ہیں مگر حالات ایسے ہیں کہ ————"

"ہم پیرڈ کی مجبوری کو سمجھتے ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے دوست پر کیسا دباؤ پڑ رہا ہے'!"

"میرے آقا نے عرض کیا تھا کہ اگر رشتہ منقطع ہو جائے تو بھی ہمارے درمیان دوستی قائم رہنی چاہیے'!"

"وہ قائم رہے گی'!"

"صلح برقرار رہنی چاہیے'!"

"ہماری طرف سے اس میں بھی خلل نہیں پڑے گا،!"

"دونوں بادشاہوں کے مابین، خلوص، یگانگت، اور ربط کا جو رشتہ قائم ہو چکا ہے وہ نہیں ٹوٹنے پائے گا،!"

"ہم جسے دوست بنا لیتے ہیں، پھر اس سے دشمنی نہیں کرتے، اگر وہ دشمنی کرتا ہے تو بھی ہم اس کے ساتھ رعایت کرتے ہیں، ———— کیا تم نہیں جانتے؟"

"جانتا ہوں شاہ ذی جاہ'!"

"کیا رچرڈ نہیں جانتا؟"

"میرے آقا بھی اس حقیقت کے معترف ہیں'!"

"تو پھر تم مطمئن رہو، اپنے شہنشاہ کو مطمئن کر دو، لوگ کہتے ہیں صلاح الدین بہت اچھا دشمن، اور بہترین دوست ہے' اور غلط نہیں کہتے،!" ————

"بجا ارشاد ہوا،!"

"لیکن ہم ایک بات معلوم کرنا چاہتے ہیں'!"

"غلام گوش ہوش سے سن رہا ہے'!"

"رچرڈ جیسا شخص، جو بجا طور پر شیر دل کہلائے جانے کا مستحق ہے، سازش سے ڈر گیا، بھائی سے گھبرا گیا؟ فلپ اور آگسٹس سے پریشان ہو گیا، لاٹ پادری کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا، ؟ شہزادی جین کی ضد سے رو براہ نہ ہو سکا، ——— یہ کس طرح ممکن ہے؟" ——— ہمارا یہ بھائی عادل تمہارے سامنے بیٹھا ہے کیا یہ ہم سے باغی ہو سکتا ہے؟ ہم اپنے علماء کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں لیکن وہ ہمارے کسی فیصلے میں مخل نہیں ہو سکتے، اگر وہ شرع کے خلاف نہ ہو، تقی شاہ اور شہریار ہمارے دوست اور حلیف ہیں، ویسے ہی جیسے فلپ اور آگسٹس وغیرہ رچرڈ کے دوست اور حلیف ہیں لیکن وہ ہمارے خلاف سازش نہیں کر سکتے، اور اگر کریں تو ہم انہیں کچل کر رکھ دیں، پھر رچرڈ اتنا بے بس کیوں ہو گیا، ؟"

"ان حالات سے ہمارے شہنشاہ حد درجہ ملول و مضطر ہیں، لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیر چوہے کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے'!"

صلاح الدین نے ایک قہقہہ لگایا، اور ہنستے ہوئے کہا، ممکن ہے تمہارا خیال صحیح ہو'!"

یموئل رخصت ہو گیا، اس کے جانے کے بعد' صلاح الدین نے عادل سے کہا،

"بہر حال بیت المقدس کی بادشاہت تمہارے حصہ میں آچکی ہے' جبین تمہیں ملے یا نہ ملے، لیکن وہ مل کر رہے گی'!"

عادل نے سلطان کے پائے ادب کو بوسہ دیتے ہوئے کہا،

" مجھے اپنے قدموں سے جدا نہ کیجیے، نہ مجھے بادشاہت کی آرزو تھی، نہ جین کی حسرت، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ میں اسے بالکل پسند نہیں کرتا تھا، نفرت کرتا تھا اس سے، مگر حکم سلطانی کے سامنے سر جھکا دینے پر مجبور تھا، اس رشتہ کے منقطع ہو جانے سے مجھے جتنی مسرت ہے میں عرض نہیں کر سکتا،!"

سلطان حیرت سے عادل کو دیکھنے لگا،!

# رابرٹ اور عادل

ذرا دیر کے بعد عادل سلطان سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آگیا،
بہاء الدین بھی ساتھ ساتھ تھا، بہاء الدین نے کہا، آج تو سلطان کے سامنے
تمہاری زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی"!
عادل نے کہا، "یقین کیجئے، آج میں اتنا مسرور ہوں کہ آپ اس کا اندازہ
نہیں کر سکتے"!

"کیا یہ رشتہ منقطع ہو جانے پر؟"
"ہاں بے شک، ——— حکم سلطانی نے میری زبان پر تالا لگا رکھا
تھا، لیکن میں ہرگز ایک ایسی لڑکی سے شادی کرنے پر تیار نہیں تھا، جسے میں
جانتا تک نہیں"!"
"ہاں بھئی تمہیں خوش ہونے کا حق ہے، منالو جتنی چاہو خوشی"!"
"کیا آپ بھی خوش نہیں ہیں؟"
"تمہاری خوشی میری خوشی ہے، اور تمہارا غم میرا غم، واقعہ یہ ہے کہ تمہاری
ناپسندیدگی کا حال معلوم ہونے کے بعد میں دل میں سخت نادم اور متاسف

تھا کہ سلطان کو تم سے بھی عندیہ لے لینے کی یں نے رائے کیوں نہیں دی، پھر معاملہ اتنا طول کھینچ ہی نہ سکتا تھا، !"

"خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا، —— شرّے برانگیزد کہ خیرے مادر آں باشد! الحمد للہ کہ جیین سے نجات ملی" ——

"اور اب تمہیں موقعہ ہے کہ کسی لڑکی سے عشق کرو، اور اسے اپنی رفیقہ حیات منتخب کر لو، !

"(مسکراتے ہوئے) بے شک، ——

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دربان حاضر ہوا، اور اس نے کہا،

"شہنشاہ رچرڈ کے لشکر کا ایک بانکا (نائٹ) آپ سے ملنے کی آرزو لے کر آیا ہے، !"

عادل نے حیرت سے پہلے بہاء الدین کی طرف، پھر دربان کی طرف دیکھا اور پوچھا، "مجھ سے ملنے کی آرزو لے کر آیا ہے، ؟"

دربان نے عرض کیا، "بے شک اس نے غلام سے یہی کہا، !"

عادل نے اجازت دے دی، "جاؤ لے آؤ اسے، !"

پھر بہاء الدین سے کہا، "کتنی عجیب بات ہے، !" —— یہ کیوں آیا ہے، ؟"

بہاء الدین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "میرے خیال میں یہ شہزادی جیین کا پیامبر بن کر آیا ہے، !"

"شہزادی جیین کا پیامبر؟"

"ہاں، —— وہ نادم ہے اس رشتہ کے منقطع ہو جانے پر، اب براہ راست سلسلہ جنبانی کرنا چاہتی ہے، !"

عادل ہنسنے لگا، "ایسی کہاں ملتا ہوں ــــــ اب مجھے ڈھونڈھ چراغ
زیبا لے کر!"
اتنے میں سر سے پاؤں تک غرق آہن، ایک نائٹ سامنے آکر کھڑا ہوگیا،
وں کے علاوہ اس کا ہر عضو بدن لوہے کے لباس سے ڈھکا ہوا تھا، عادل
اس نائٹ کے سراپا پر ایک نظر ڈالی اور پوچھا،
"تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو؟"
نائٹ نے ایک جھرجھری لے کر کہا، "ہاں، ــــــ کیا ملک العادل
ہی کا نام ہے؟"
"ہاں، ــــــ میرا نام یہی ہے!"
"میرا نام رابرٹ ہے!"
"بہت اچھا نام ہے!"
"میں یورپ کا مانا ہوا بہادر ہوں!"
"مجھے اس دعوے کے تسلیم کرنے میں عذر نہیں!"
"میری تلوار کی کاٹ سارے فرنگستان میں مشہور ہے!"
"ضرور ہوگی!"
"میں انسان کا سر اس طرح کاٹتا ہوں، جیسے چھری سے خربوزہ کاٹا
ہے!"
"کیا کہنا ہے، ــــــ آخر بانکے (نائٹ) جو ٹھہرے!"
"دنیا میں وہ شخص ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکتا، جو میرا حریف اور
مد مقابل بنکر زندہ رہنا چاہتا ہو!"
"ٹھیک ہے، ــــــ (فخر سے) بھلا کس میں ہمت ہو سکتی ہے

سر پہ آہنی خود تھا، نہ سینہ پر لوہے کی زرہ، حریف کا ایک وار بھی اگر اس کے سر یا شانے پر پڑ جاتا تو اس کا کام تمام ہو جاتا،

کوئی اور شخص ہوتا تو اس صورت حال سے پریشان ہو جاتا، حواس کھو بیٹھتا لیکن عادل کے حوصلے، ہمت، اور تیور میں ذرا بھی فرق نہیں آیا، اس نے اپنی تلوار پھینک دی، اور بہاء الدین کی کمر سے اس کی تلوار نکال کر، پھر دشمن پر حملہ کیا، لوہے کی صرف چند کڑیاں کٹ گئیں، مگر رابرٹ کو خراش تک نہ آئی،

رابرٹ پھر ہنسنے لگا، اس نے کہا،" ایک ہزار تلواریں بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں، ———

اور یہ کہہ کر اس نے پھر ایک بھر پور وار عادل پر کیا، عادل جھکائی دیکر اسے بھی خالی دے گیا، رابرٹ کے کئی وار خالی جا چکے تھے، اسے غصہ آ گیا، اس سے بڑھ کر اس کی توہین کیا ہو سکتی تھی کہ ایک ایسا حریف، جس کے سر پر نہ خود ہو، نہ سینہ پر زرہ، اس کے ہاتھ سے بچ جائے، اس مرتبہ جوش میں آ کر اس نے پھر ایک زبردست وار کیا، لیکن یہ بھی خالی گیا، رابرٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا، " میں تیرا گلا گھونٹ دوں گا،!"

عادل نے ہنستے ہوئے جواب دیا، " تم کچھ بھی نہ کر سکو گے، تمہیں اپنے اس آہنی لباس پر غرور ہے، اور تمہارا یہ غرور ابھی خاک میں مل جائے گا، تم خاک و خون میں لوٹتے نظر آؤ گے، ——— ہوشیار، !"

یہ کہہ کر بڑی سرعت سے عادل نے اپنا خنجر نکالا، اور ایسا جچا ہوا ہاتھ اس کی گردن پر لگایا کہ، نرخرے کو کاٹتا ہوا دوسری طرف نکل گیا، بس یہی ایک حصہ بدن ایسا تھا، جو لوہے سے ڈھکا ہوا نہیں تھا،!

رابرٹ زمین پر گر پڑا، اور ایڑیاں رگڑنے لگا،

کہ تمہارا حریف یا رقیب بن سکے،؟"
"کیا تم میرے حریف اور رقیب نہیں ہو،؟"
"بالکل نہیں میرے دوست،!"
"کیا تمہارا رشتہ شہزادی جین سے نہیں ہوا تھا،!"
"ہوا تھا، لیکن منقطع ہو گیا،!"
"لیکن جرم تو سرزد ہو گیا تم سے، اب سزا کے لیے تیار ہو جاؤ،!"
عادل کی آنکھوں سے چنگاریاں برسنے لگیں، اس نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا،
"کیا بکتا ہے،؟ کیسا جرم،؟ کون سزا دے سکتا ہے مجھے،؟"
رابرٹ نے بھی تلوار نکال لی، اور فضا میں اڑاتے ہوئے کہا،
"تو مجرم ہے، اور میرے ہاتھ سے عبرت انگیز سزا پا کر رہے گا،!"
عادل ہنسنے لگا، اس نے کہا، "شاید تو دیوانہ ہے، جان کی خیر چاہتا ہے، تو جہاں سے آیا ہے واپس چلا جا،!"
عادل کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ رابرٹ کی تلوار بجلی کی طرح چمکی اور اس نے بھرپور وار اس کی گردن پر کیا، لیکن عادل بھی ایک منجھا ہوا سپاہی تھا نہایت پھرتی سے دشمن کا وار خالی دے گیا، اور بجلی کی سی سرعت کے ساتھ میان سے تلوار نکالی، اور رابرٹ پر حملہ کیا، لیکن رابرٹ کا سارا لباس آہنی تھا، اس پر اثر بھی نہیں ہوا، عادل کی تلوار میں دندانے پڑ گئے، اور وہ بیکار ہو گئی،
رابرٹ ہنسنے لگا اس نے طنز کرتے ہوئے کہا، "اسی تلوار پر ناز تھا تم کو،؟ ——— دیکھو اس میں دندانے پڑ گئے ہیں، یہ بیکار ہو گئی ہے،!"
عادل نہ اس وقت جنگی لباس میں تھا، نہ لڑنے کے لیے تیار تھا، نہ اس کے

اسی اثناء میں کسی کام سے سلطان صلاح الدین عادل کے خیمہ میں آیا، یہ منظر دیکھ کر وہ بھونچکا رہ گیا، اس نے رابرٹ کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے،

"یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں؟"

---

# صلاح الدین کا فیصلہ

عادل نے انتہائی برہمی کے عالم میں رابرٹ کی لاش پہ ٹھوکر لگاتے ہوئے کہا،

"یہ مجھے قتل کرنے آیا تھا، !"

سلطان کی حیرت اور بڑھ گئی، اس نے پوچھا، "تم نے کیا خطا کی تھی اس کی؟"

بہاءالدین نے از اوّل تا آخر سارا ماجرا کہہ سنایا، سلطان سنتا جاتا تھا اور برہمی کے باعث اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا، پوری روداد سننے کے بعد اس نے کہا،

"دھوکا، ——— فریب، !"

پھر گویا ہوا، "معلوم ہوتا ہے رچرڈ مکار ہے، یہ کس طرح ممکن ہے کہ یہ سب کچھ اس کے علم اور اطلاع کے بغیر ہوا ہو، !"

بہاءالدین نے سلطان کے شبہہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا،

"یقیناً یہ ایک سازش ہے، اور اس کا سربراہ خود رچرڈ ہے، !"

——— وہ سلطان کو شکست نہ دے سکا، وہ بیت المقدس نہ لے سکا، وہ

"کیا واقعی تم یہ کر سکتے ہو،؟"

"سلطان سے صرف ایک اشارہ کی دیر ہے،!"

"کیا تمہیں یقین ہے تمہارا سلطان تمہیں اجازت دے دے گا کہ دہوکے کے جواب میں تم بھی دہوکے سے کام لو؟ فریب کے جواب میں تم بھی فریب کو اپنا شعار بناؤ،!"

"کیا سلطان ــــــــــــ"

"بہاء الدین ایسا نہیں ہو سکتا، ہم تمہیں ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتے،!"

"غلام کا کام سننا اور اطاعت کرنا ہے،!"

سلطان نے بہاء الدین کے شانے پر ہاتھ رکھ کر مشفقانہ لہجے میں کہا،

"سوچو تو سہی، کیا ہمارا مذہب اجازت دیتا ہے کہ ہم بھی برائی کا بدلہ برائی سے دیں، رچرڈ نے جو کچھ کیا بہت برا کیا، لیکن اس کی وجہ سے ہم برے کیوں نہیں؟ خدا نے اسے ناکام کیا، وہ میدان جنگ میں ہمیں شکست نہیں دے سکا، وہ ہمارے گھر میں، فریب سے کام لے کر، ہمارا بال بیکا نہیں کر سکا، اسے شکست تو مل گئی، اور میرے دوست یہ ایسی شکست ہے کہ اس سے بڑی، اور اس سے بری شکست کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، اس شکست کے غم میں اسے مرنے دو، آنسو بہانے دو، سینہ کوبی کرنے دو، اور ہمیں جشن چراغاں منانے دو کہ خدا نے وسائل کے باوجود، اتنے بڑے حریف کو ہمارے سامنے بے بس کر دیا،!"

بہاء الدین ادب اور عقیدت کے ساتھ سلطان کی باتیں سنتا رہا، پھر اس نے ایک تاثر کے عالم میں کہا،

"یہ باتیں صرف سلطان والا شان ہی کے منہ سے نکل سکتی تھیں،!"

وہ جبین کو شہزادہ عادل کی شریک زندگی نہ بنا سکا، اس نے سوچا، انگلستان جاکر اپنی رعایا کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ اور یہی سوچ کر اس نے فیصلہ کیا کہ اس نائٹ کو بھیج کر دھوکے اور فریب سے کامل بے خبری کے عالم میں خدانخواستہ شہزادے کو قتل کردے اور اس کا سر تحفہ کے طور پر انگلستان لے جائے اور اپنی رعایا کو بتائے کہ میں صلاح الدین کا قلب وجگر کاٹ کر اپنے ساتھ لایا ہوں، صرف اسی طرح اس کی روسیاہی مٹ سکتی ہے،!،

صلاح الدین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے قاضی بہاء الدین،!"

وہ عرض گزار ہوا، "تو پھر ہمیں بھی جوابی کارروائی کرنی چاہئے،!"

"کیا چاہتے ہو تم؟"

"ہمارے پاس بھی سرفروشوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے، اور یہ سرفروش رابرٹ سے زیادہ بہادر اور شجاع ہیں،!"

"ہاں ہیں، ——— مگر تم ان سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟"

ہم اسی طرح اپنا آدمی بھیجکر رچرڈ کو قتل کرادیں گے، اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ناکام نہیں واپس آئے گا،!"

"رچرڈ کا سر لے کر آئے گا؟"

"بے شک ——— صرف رچرڈ ہی کا نہیں، فلپا، اور آگسٹس کا بھی، شاہ پولینڈ کا بھی ——— اور پھر ہم اس بے سری فوج کے ایک ایک متنفس کو نہایت آسانی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیں گے، پھر ان صلیبی مجاہدوں میں سے ایک شخص بھی اپنے وطن واپس نہیں جا سکے گا،!"

# گزرا ہوا زمانہ

سلطان صلاح الدین تھوڑی دیر کے بعد چلا گیا، اور بہاء الدین رابرٹ کی کٹی ہوئی گردن تحفہ کے طور پر، رچرڈ شیر دل کی خدمت میں پیش کرنے کی تیاریاں کرنے لگا، عادل نے کہا،

"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا!"

بہاء الدین نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا، "سلطان سے اجازت لے لو، تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے؟"

عادل مچل گیا، "سلطان تو اجازت دینے سے رہے لیکن میں ضرور چلوں گا!"

تنی دیر میں بہاء الدین رابرٹ کا آہنی لباس اتار چکا تھا، بعض کڑیاں بدن میں پھنس گئی تھیں، انہیں نکالنے کی جدوجہد میں اپنی مصروفیت برقرار رکھتے ہوئے کہا ہوا،

"ایسا معلوم ہوتا ہے کسی نہ کسی معاملے میں سلطان کی نافرمانی ضرور کیا کرو گے کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور پیدا کر لیا کرو گے جو سلطان کی برہمی طبع کی موجب ہو، بڑے سعادت مند بھائی ہو،

سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا، "اور تم اس کے منہ سے سن رہے ہو"!"

بہاء الدین نے عرض کیا، "لیکن رچرڈ کو جتا تو دینا چاہیے کہ اس کی فریب کاری اور دغابازی کا ہمیں علم ہے"!"

صلاح الدین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "بڑی صائب رائے ہے اور ہمیں اس سے پورا پورا اتفاق ہے، ——— لیکن کس طرح؟"

"عہد نامۂ صلح منسوخ کر دیا جائے؟"

"نہیں، صلح ہو چکی تو ہو چکی، اب اسے توڑا نہیں جا سکتا"!"

"دشمن کے جتنے سپاہی ہمارے پاس قید ہیں ان سب کو قتل کر دیا جائے"!"

"واہ، تم ہمیں قصاب بنانا چاہتے ہو"؟ ——— جو دشمن ہتھیار پھینک کر، ہمارے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، وہ ہمارا مہمان ہے، اس کی جان کس طرح لی جا سکتی ہے"؟"

"پھر سلطان ذی شان کی جو رائے ہو، وہ کیا جائے؟"

"کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف اتنا کرو کہ رابرٹ کی لاش دفن کرا دو، البتہ اس کی کٹی ہوئی گردن چاندی کے ایک طباق میں رکھ کر رچرڈ کے پاس لے جاؤ، اور ہماری طرف سے تحفے کے طور پر اس کی خدمت میں پیش کر دو۔ ——— بس اتنا کافی ہے"!

اپنی ضد پر قائم رہتے ہوئے عادل نے کہا،

"اس میں نافرمانی کی کیا بات ہے"؟ ——— اور پھر انہیں بتایا کیوں جائے کہ میں آپ کے ساتھ گیا تھا،!"

"نہ بتایا جائے تو انہیں معلوم نہیں ہوگا،!"

"بعد میں معلوم ہونے سے خفا نہیں ہوں گے"!"

"اور اگر رچرڈ نے تمہیں واپس نہ آنے دیا،!"

"کیا کہا؟ ——— کیا وہ مجھے روک لے گا،؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ ——— اور یہ بھی ہو سکتا ہے جس طرح میں رابرٹ کا سر تحفہ کے طور پر اسے پیش کرنے جا رہا ہوں، اسی طرح وہ عادل کا سر سیوئل کے ہاتھ سلطان کی خدمت میں بھیج دے، اس طرح حساب کتاب برابر ہو جائے گا!"

——— یہی چاہتے ہو تم؟"

"میں تو صرف اس سے ایک بات پوچھنا چاہتا تھا،!"

"مجھے بتا دو میں پوچھ لوں گا،!"

"رچرڈ کو کتنا دعویٰ تھا محبت کا، دوستی کا، خلوص کا، جس طرح وہ میرے لیے، قلب سے، اور آتش سے لڑا اسے میں کبھی نہیں بھول سکوں گا، اس کی باتوں میں صداقت تھی مگر نہیں تھا، اس کا اظہار دوستی، مصلحت اور سیاست پر مبنی نہیں تھا، راستی اور سچائی پر مبنی تھا، ——— ایسا دوست، ایسا مخلص دفعتہً، بغیر کسی خطا اور قصور کے میرا دشمن کیوں ہو گیا، ؟ اور دشمن بھی ایسا کہ انتہائی بزدلانہ طور پر میری جان لینے کے درپے ہو گیا،؟"

"دنیا میں سب کچھ ہوتا ہے میرے عزیز، اور سوچو تو سہی وہ تمہارا دوست بنا کیوں، یہ سب ڈھونگ تھا،!"

"ممکن ہے آپ کا خیال درست ہو، لیکن میرا دل نہیں قبول کرتا میرے کانوں
اب تک اس کی محبت سے بھری ہوئی آواز گونج رہی ہے، میری آنکھوں کے
نے اب تک اس کا وہ چہرا گھوم رہا ہے جو صداقت اور محبت کا آئینہ دار تھا
ہو گیا اسے؟

"جنون ——"

"ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اس کی کوئی خطا نہیں کی تھی، میں نے
سے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا، میں نے اس کی ذرا بھی تحقیر و تذلیل نہیں کی تھی،
ک میں اس رشتے کا مخالف تھا، لیکن میری اس مخالفت کا حال آپ کے
وا کسی کو معلوم نہ تھا، نہ سلطان کو نہ رچرڈ کو، اس نے خود ہی ایک ناقابل قبول
شرط پیش کی، اور وہ مسترد ہو گئی، اس کی سزا یہ تو نہ ہونی چاہیے تھی!"

"ہاں قطعاً نہیں ہونی چاہیے تھی، لیکن ہوئی!" —— گیا ہے سانپ
کل اب الکبیر پیٹا کر، معلوم ہوتا ہے تمہیں دکھ ہے!"

"ہاں قاضی صاحب مجھے دکھ ہے واقعی بہت صدمہ ہے، میرے دل میں
رچرڈ کی عزت تھی، میں نے اسے دوست بنا لیا تھا، مجھے اس کے اخلاص پر اعتماد
تھا، اس کی دوستی پہ فخر تھا، یہ اخلاص چھن گیا، یہ دوستی خود اس نے واپس لے لی
یا میری جگہ آپ ہوتے تو صدمہ نہ ہوتا؟"

"ضرور ہوتا میرے عزیز —— بہرحال میں رچرڈ سے تمہارے تاثرات
بیان کر دوں گا!"

"نہیں قاضی صاحب اس کی ضرورت نہیں ہے، آپ میری طرف سے کچھ
نہ کہیے!"

"یہ کیوں؟ —— یا آں شور اشوری یا ایں بے نمکی! آخر

حرج کیا ہے؟"

"حرج نہیں تو فائدہ بھی کچھ نہیں، ——— رو در رو بات ہوتی، آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو ہوتی تو بات ہی اور تھی، لیکن پیام سلام کا میں قائل نہیں!"

"اچھا بھئی جو تمہاری مرضی ——— نہ سہی!"

قاضی بہاء الدین نے نوکروں کو بلا کر اسی وقت ہدایت دی کہ رابرٹ کی لاش ٹھکانے لگا دی جائے، پھر چاندی کے بڑے سے دو طباق منگوائے، ایک میں رابرٹ کا سر رکھا، دوسرے میں اس کا آہنی لباس، اور اس کے بعد دو آدمیوں کے سر پر اٹھا کر ایک ہزار مسلح سپاہیوں کی معیت میں رچرڈ کے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا!

# جین

رچرڈ اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا، جین بھی، سامنے ایک زرنگار صوفے پر شان
وتمکنت کے ساتھ متمکن تھی، بھائی بہن میں بڑی دیر سے مختلف موضوعات پر
باتیں ہو رہی تھیں، باتوں باتوں میں فلپ اور آگسٹس کا ذکر چھڑ گیا، جین نے جو
رنگت آگسٹس کی بنائی تھی وہ سارا افسانہ سنا دیا، رچرڈ مزے لے لے کر سنتا
رہا، آگسٹس کی تذلیل سے اسے روحانی مسرت ہوتی تھی،

جین اس وقت رچرڈ کے پاس اس لیے آئی تھی کہ اسے راغب کرے کہ اب
جلد از جلد انگلستان واپس چلنا چاہیے، اور جیسے ہی انگلستان جانے کی تاریخ
مقرر ہو، وہ اپنے محسن کی حیثیت سے شہنشاہ کے سامنے عامر کو پیش کرے، اسے
بتائے کہ اگر عامر نے اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر اسے نہ بچایا ہوتا تو آج وہ
کہیں باندی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہی ہوتی، اسے یقین تھا رچرڈ جو خود بھی
بہادر ہے، اس مسلمان بہادر کی قدر کرے گا، اور جب یہ سنے گا کہ میں نے اسے
اپنا رفیق زندگی بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے، تو انکار نہیں کر سکے گا، اور اگر کچھ
تذبذب یا تامل کا اظہار کیا، تو پھر لاٹ پادری صاحب موجود ہیں، وہ ضرور اپنے

عہد اور وعدے کو پورا کریں گے، ان کی پشت پناہی کے بعد اس کا تذبذب اور تامل دور ہو جائے گا،"

وہ سوچتی تھی کہ دل خوش کن باتیں کر کے رچرڈ پر سرور و نشاط کی کیفیت طاری کر دے، اسی لیے خاص طور پر نمک مرچ لگا کر آگسٹس کی کہانی سنائی تھی، وہ جانتی تھی کہ رچرڈ فلپ اور آگسٹس سے انتہائی نفرت کرتا ہے،

آگسٹس کا قصہ سنا چکنے کے بعد وہ کہنے لگی،

"بھائی جان، آخر وطن کب چلنے کا ارادہ ہے، کیا ساری زندگی ہمیں پردیس ہی میں گزار دینی پڑے گی، ؟ ——— اور پھر دیکھئے تو بھی وہاں جان نے سر اٹھا رکھا ہے، اس کی سرکوبی وقت پر ہونی چاہئے، ایسا نہ ہو ہم لوگ جب وہاں پہنچیں تو وہ تخت انگلستان پر قابض ہو چکا ہو!"

جان کا نام سنکر رچرڈ کی تیوریاں چڑھ گئیں، اس نے خشونت اور برہمی کے عالم میں کہا،

"وہ کچھ نہیں کر سکتا، میری رعایا مجھ پر جان دیتی ہے، میری فوج میرے پسینہ پر خون بہانے کو تیار ہے، دس ہزار جان بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، تمہارے انکار، اور لاٹ پادری کی شرارت، اور فلپ اور آگسٹس کی سازش سے ایک خطرناک صورت ضرور پیدا ہو گئی تھی لیکن اب بادل چھنٹ چکے ہیں، میں نے ایسی صورت پیدا کر دی کہ آخرکار نسبت منقطع ہو گئی، اب فوج میں کسی طرح کی بے چینی نہیں ہے، لاٹ پادری صاحب بھی ہموار ہیں، پھر اتنے ہی نیازمند اور وفادار بن گئے، جتنے پہلے تھے، رہے فلپ اور آگسٹس، تو ان کی حیثیت ہی کیا ہے میرے سامنے؟"

وہ بولی، "یہ تو آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن یہاں اب بھی جو نہیں لگتا کسی طرح،

وطن کی یاد ہر وقت ستاتی رہتی ہے، خواب دیکھتی ہوں تو لندن کا، خیال کی دنیا میں ہر وقت لندن کے مناظر گھومتے رہتے ہیں، لوگوں سے باتیں کرتی ہوں، تو دفعتہً باتیں کرتے کرتے لندن پہنچ جاتی ہوں ——————

رچرڈ کھلکھلا کر ہنس پڑا، اس نے کہا، "تمہاری وطن پرستی پر مجھے رشک آتا ہے!"

وہ بچوں کی طرح ضد کرتی ہوئی بولی، "رشک نہ کیجیے، تقلید کیجیے میری ——————"

رچرڈ کو پھر ہنسی آگئی، اس نے کہا، "تقلید کا وقت بھی آ رہا ہے، مجھے اندیشہ تھا کہ نسبت منقطع ہو جانے کے بعد کہیں سلطان صلاح الدین خفا ہو کر پھر لڑائی نہ چھیڑ دے، یا نت نئی مشکلات ہمارے راستے میں نہ کھڑی کر دے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے، یہاں کے چپہ چپہ سے واقف ہے، ہم بہرحال نئے اور اجنبی ہیں ——————"

جین نے بے چین ہو کر پوچھا،

"تو کیا کچھ گڑبڑ کا اندیشہ ہے اس کی طرف سے؟ —————— اس طرح تو پھر نہ جانے کتنے دن لگ جائیں، اور میرا دل اب بہت زیادہ یہاں سے گھبرا چکا ہے!!"

رچرڈ نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا، "اندیشہ تو تھا، لیکن خداوند یسوع مسیح کا شکر ہے پورا نہیں ہوا، کچھ بھی ہو امر واقعہ یہ ہے کہ صلاح الدین نہایت اونچا اور شریف انسان ہے، گو ہمارا طرز عمل اسے حد درجہ ناگوار گزرا، لیکن اس نے صلح قائم رکھی، اور ہمارے راستے میں کسی طرح رکاوٹ نہیں پیدا کی!!"

وہ چرشکر لیل، وہ مگر کرتا، تو مزا بھی پاتا، !"

"کیا مزا پاتا؟"

"اس مرتبہ ہماری فوجیں ایسی شکست دیتیں کہ زندگی بھر یاد کرتا۔ بلکہ معدوم ہی ہو رہتا، !"

رچرڈ نے زہرخند کرتے ہوئے کہا، "کاش ہماری سب ہی فوجیں اس قابل ہوتیں، کتنے سال ہو گئے ہمیں یہاں لڑتے، جہاد کرتے لیکن کیا بگاڑ سکے ہم دشمن کا؟ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر صلاح الدین کا سلطان تقور کوئی اور دشمن سامنے ہوتا تو ہم ہلاک ہو چکے ہوتے، اتنا پڑے گا۔ صلاح الدین بہت اونچا اور بہت اچھا انسان ہے جو دشمنی میں بھی انسانیت اور شرافت کو بالائے طاق نہیں رکھتا،

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سیموئل حاضر ہوا، اور اس نے کہا،

"قاضی بہاء الدین کو شرف باریابی عطا ہو، وہ سلطان صلاح الدین کی طرف سے تحفے لے کر حاضر ہوئے ہیں' —— رچرڈ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اس نے کہا، "فوراً بلاؤ، !"

پھر جین سے کہا، "دیکھا صلاح الدین کو؟"

# سلطان کا ایلچی

ذرا دیر میں، قاضی بہاء الدین حاضر ہوا، اس کے پیچھے پیچھے دو حبشی غلام تھے، جو نہایت زرق برق لباس میں آراستہ تھے، ان کے سیاہ جسم پر سفید لباس عجیب بہار دکھا رہا تھا،

رچرڈ نے تپاک، گرم جوشی اور حد سے زیادہ خلوص کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہاء الدین کی پیشوائی کی، اور پوچھا،

"سب سے پہلے یہ بتاؤ ہمارے دوست سلطان صلاح الدین کا کیا حال ہے؟"

بہاء الدین نے سرادب خم کر کے کہا، "خدا کا شکر ہے، بخریت و عافیت ہیں،"

رچرڈ نے پوچھا، "اور ہمارے محبوب دوست عادل کا کیا حال ہے؟"

"وہ بھی خیریت سے ہیں، آپ کے اخلاص، محبت، اور دوستی کی ٹھنڈی سانسیں بھر بھر کر اکثر یاد کیا کرتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ ان کے دل سے آپ کی یاد نکلتی ہی نہیں، ——— ابھی یہاں حاضر ہونے سے ذرا دیر پہلے آپ ہی کا ذکر چھڑ گیا تھا، انھوں نے آپ کی تعریف میں تو قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا، ———

رچرڈ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اس کی آنکھیں آب گوں ہو گئیں، اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا،

"عادل ——— کتنا پیارا، کتنا اچھا، کتنا شریف، اور کیسا بہادر دوست قسمت نے مجھ سے چھین لیا، یقین کرو، جب تک میں زندہ ہوں، اسے نہ بھول سکوں گا، !"

یہ باتیں سنکر جین کا دل لرزنے لگا، وہ ڈر رہی تھی، کہیں یہ باتیں پھر رچرڈ کو عادل کی طرف نہ مائل کر دیں، اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے، جو منزل اتنی دشواریوں کے بعد سر ہوئی ہے، وہ پھر ناپید ہو جائے، جو مقصد اتنی جانکاہیوں کے بعد حاصل ہوا ہے وہ پھر ایک امید موہوم نہ بن جائے، لیکن گفتگو ہو کر، موضوع کلام بدلنے کا یارا نہ تھا، خاموش بیٹھی رہی، اور دل ہی دل میں دعا کرتی رہی خداوند یسوع مسیح عادل سے مجھے بچانا، !

بہاء الدین نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، "یوں تو ہمارے سلطان والا شان بھی آپ کے بے حد مداح اور ثنا خواں ہیں، یورپ کے سلاطین میں صرف آپ ایک ایسے ہیں، جن کا نقش ان کے دل پر قائم ہو چکا ہے، لیکن شہزادہ عادل کی تو بات ہی کچھ اور ہے، انہیں واقعی آپ سے محبت ہے، ———

رچرڈ نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا، "اور یہ محبت ایک طرفہ نہیں ہے، یہ دل بھی اس کی محبت سے معمور ہے، بلکہ میں بجا طور پر اور فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میری محبت نے پہلے اس کا دل جیتا ہے، ——— بہاء الدین عادل کا ذکر کر کے تم نے میرے زخم دل کو پھر سے ناسور بنا دیا ہے، !——— کاش میں اس سے ایک مرتبہ، صرف ایک مرتبہ مل سکتا، !"

جین کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا، اگر عادل اور رچرڈ کی ملاقات

ہو چکی تو کیا ہو گا ؟ کہیں قسمت پھر دھوکا نہ دے، کہیں عامر میرے ہاتھ میں آ کر پھر نہ نکل جائے، اوہ خداوند اگر ایسا ہوا تو کیا ہو گا؟ بے شک میں خودکشی کر وں گی" !"

پھر اس کے پردہ گوش سے بہاء الدین کی آواز ٹکرائی، وہ کہہ رہا تھا، "شہزادہ عادل کی بے تابی کا اندازہ اس سے کر لیجئے کہ اس وقت وہ بضد ہے کہ میرے ساتھ آئیں، اور آپ سے ملاقات کریں، باتیں کریں، کچھ شکوہ و شکایت کی داستان چھیڑیں" ——

رچرڈ نے چونک کر پوچھا، "کیا عادل کو مجھ سے کوئی شکایت ہے؟ کوئی شکوہ ہے؟ —— بہاء الدین تم کیوں نہیں لیتے آئے اسے اپنے ساتھ، تاکہ تمہارے سامنے شکوہ و شکایت کے دفتر کھلتے، اور تم دیکھ لیتے میں کس طرح اسے راضی کرتا ہوں" !" —— ہر قیمت پر، بہاء الدین ہر قیمت پر" !"

جین کے بدن میں سنسنی ہونے لگی، ایسا معلوم ہوتا تھا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گی، اس کے ذہن میں یہ خیال گردش کرنے لگا، رچرڈ، اسے راضی کرنے پر، ہر قیمت پر خوش کرنے پر آمادہ ہے" اور وہ "ہر قیمت" میری ذات کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے" ؟ گویا اگر عادل اڑ جائے کہ وہ مجھ سے شادی کرے گا، تو رچرڈ سب کو ناراض کر کے اس کی ضد پوری کرنے پر تیار ہو جائے گا، اپنی فوج کو، اپنی قوم کو، اپنے ملک کو، اپنے لاٹ پادری کو، اپنے رفیقوں اور ساتھیوں کو، فلپ کو، آگسٹس کو، اور مجھے، سب کو نظر انداز کر کے، سب کی دشمنی مول لے کر، وہ اسے خوش کرے گا، ؟ آہ یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ میرے خدا کیا ہونے والا ہے ؟ تو ہی ہے جو مجبوروں کی پکار سنتا ہے رحم

کہ میرے حال زار پر، مجھے بچالے عادل سے"!

پھر دل ہی دل میں اس نے فیصلہ کر لیا کہ خواہ ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے،
مجھے اپنی جان سے کیوں نہ ہاتھ دھونا پڑیں، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میں عامر کا
جھٹک دوں، اور عادل کا ہاتھ پکڑ لوں، عادل میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا
عامر میرا، میری زندگی کا، میری روح کا مالک ہے"!

اے خدا میں تجھے گواہ کرتی ہوں کہ میں عامر کی ہو چکی، اور اب دنیا میں کسی
نہیں بن سکتی"!

بہاءالدین نے رچرڈ کے ان گرم جوشانہ الفاظ کے جواب میں کہا،
"بجا ارشاد ہوا، لیکن اس وقت میں چونکہ خاص طور پر سلطان کی طرف سے
تحائف لے کر حاضر ہو رہا تھا، لہذا میرے ساتھ ان کا آنا، کچھ مناسب نہ تھا"!
رچرڈ نے ممنونیت کے لہجہ میں کہا، "تحائف کی ضرورت تھی، سلطان نے تو
بارہا اور بکثرت تحائف بھیج کو ہمیں زیر بار احسان کر لیا ہے"!!

# تحفہ

بہاء الدین نے زہر خند کرتے ہوئے کہا، "لیکن دوستوں میں تحائف کا تبادلہ ہونا
ہی چاہیئے، ان سے محبت بڑھتی ہے، ———— اور میرا خیال ہے، یہ آخری
تحفہ شاید آپ کے اور سلطان کے تعلقات کی تاریخ میں ایک یادگار موڑ ثابت ہوگا۔"!
یہ کچھ عجیب سے الفاظ تھے،!
رچرڈ چونک پڑا، اس نے کہا، "تم کیا کہنا چاہتے ہو بہاء الدین؟"
بہاء الدین نے اسی طرح شاہی ادب و احترام کو پورے طور پر ملحوظ رکھتے
ہوئے جواب دیا،
"اگر میرے منہ سے کوئی ایسی بات نکل گئی ہو جو ناگوار گزری ہو، تو معافی چاہتا
ہوں، بلکہ جان کی امان بھی چاہتا ہوں، کیونکہ میری حیثیت تو صرف ایک سفیر کی ہے،"
باتوں کی طوالت سے جین حد درجہ پریشان ہو رہی تھی، اکتائی ہوئی نظروں
سے بار بار حبشی غلاموں، اور ان کے سر پر رکھے نقرئی طباقوں کو دیکھتی اور پہلو
بدل کر رہ جاتی تھی، بہاء الدین کی ان باتوں سے رچرڈ ایک مرتبہ پھر چونک پڑا،
اس نے حیرت کے ساتھ پوچھا،

"جان کی اماں؟ —— کیا تمہیں ہم سے اپنی جان کا خطرہ بھی ہو سکتا ہے؟"

بہاء الدین نے کہا، "نہیں —— مسلمان مرنے سے نہیں ڈرتا کیونکہ اس کا عقیدہ ہے کہ موت اپنے وقت پر آتی ہے اور الحمد للہ کہ جس سلطان کی غلامی کا شرف مجھے حاصل ہے، وہ میرے خون کا بدلہ لینے کی پوری طاقت رکھتا ہے!"

یہ الفاظ تو اتنے عجیب و غریب تھے کہ رچرڈ تو رچرڈ جبین تک کے کان کھڑے ہو گئے کہ بہاء الدین کس طرح کی باتیں کر رہا ہے، ان باتوں کے پیچھے کون سا جذبہ کام کر رہا ہے۔

رچرڈ نے کہا، "بہاء الدین تم ہمارے پاس سلطان کے سفیر بن کر کئی مرتبہ آ چکے ہو، مگر اس طرح کا انداز تکلم تو تم نے کبھی اختیار نہیں کیا تھا، کیا بات ہے، کچھ خفا ہو؟ ہماری کوئی بات ناگوار گزری؟ تم دوست بن کر آئے ہو اب تک خوش دلی کی باتیں کرتے رہے، یک بیک کیا ہو گیا تمہیں؟"

بہاء الدین ذرا خشک لہجے میں گویا ہوا، "کبھی کبھی میری طبیعت دفعتہً خراب ہو جایا کرتی ہے، اور میں اول فول بکنے لگتا ہوں، بہر حال اب میں ٹھیک ہوں!"

رچرڈ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا، مگر حیرت سے بہاء الدین کی طرف دیکھنے لگا۔

بہاء الدین نے عرض کیا، "تو پھر اجازت ہے تحائف خدمت بالا میں پیش کروں؟"

رچرڈ نے اشتیاق اور آمادگی کے ساتھ جواب میں کہا،

"ہاں ہاں ضرور! —— دوست کا تحفہ ہے، ہم اسے سر آنکھوں

پر قبول کریں گے"! ——— اور جین دیکھو ہمارے دوست سلطان صلاح الدین نے کیا تحفہ بھیجا ہے ہمیں"!"

جین اپنی جگہ سے اٹھی، اور تمکنت سے چلتی ہوئی آئی اور بھائی کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑی ہو گئی، اسے بھی اشتیاق تھا کہ دیکھے سلطان نے کیا بھیجا ہے"!

بہاءالدین نے ایک غلام کی طرف اشارہ کیا وہ قریب آکر ادب سے کھڑا ہو گیا بہاءالدین نے اس کے سر سے طباق اتارا اور میز پر رکھ دیا، پھر سرپوش اٹھایا اور کہا،

"ملاحظہ فرمایئے"!"

رچرڈ، اور جین نے جھک کر دیکھا، اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس میں خون آلود آہنی لبادہ بڑی احتیاط سے رکھا ہے"!"

رچرڈ نے سراپا حیرت بن کر سوال کیا "یہ کیا ہے؟"

بہاءالدین نے جواب دیا، "اس طرح کا لباس ہمارے بہادر نہیں استعمال کرتے، آپ کے نائٹ استعمال کیا کرتے ہیں"!"

بے ساختہ رچرڈ کے منہ سے نکلا، "کیا یہ ہمارے کسی نائٹ کا لباس ہے؟"

بہاءالدین نے سنجیدگی کے ساتھ عرض کیا، "آپ ہی بہتر جان سکتے ہیں"!"

رچرڈ کا چہرہ سرخ ہو گیا، اس نے بدلے ہوئے لہجے میں باآواز بلند کہا، "اور وہ دوسرا تحفہ کیا ہے!"

بہاءالدین نے ادب و احترام کے ساتھ بڑے نرم اور ملائم الفاظ میں کہا،

"وہ بھی پیش خدمت کرتا ہوں"!"

یہ کہہ کر دوسرے حبشی کی طرف اشارہ کیا، وہ بھی پہلے کی طرح آکر کھڑا ہو گیا،

بہاءالدین نے اس کے سر سے طباق اتارا، اور میز پر رکھ دیا، پھر نہایت احتیاط اور آہستگی کے ساتھ سرپوش ہٹایا، اور کہنے لگا،

"ملاحظہ ہو، !"

اسے دیکھتے ہی رچرڈ، اور جین گھبراہٹ کے عالم میں چند قدم پیچھے ہٹ گئے، اور بیک وقت دونوں کے منہ سے نکلا،

"رابرٹ، !"

بہاءالدین نے ادب سے سینے پر ہاتھ رکھا، پھر دو قدم پیچھے ہٹا، اس کے بعد گردن کو خم دے کر بولا،

"جی ہاں، اسی کا نام رابرٹ ہے، !"

---

# میرا سر حاضر ہے!

رچرڈ اور جین پر سناٹا چھایا ہوا تھا، رچرڈ کا چہرہ فق تھا، جین کا چہرہ سفید ہو رہا تھا، وہ اتنی دہشت زدہ تھی کہ لرزہ براندام نظر آ رہی تھی، اس کی آنکھوں میں موت جھانکتی نظر آ رہی ہے، اسے اندیشہ تھا کہیں یہ حادثہ خود اس کے لیے مہلک نہ ثابت ہو!!

کئی منٹ تک سناٹا چھایا رہا، آخر رچرڈ نے قفلِ سکوت توڑا، اس نے پوچھا "یہ تمہیں کہاں ملا؟ یہ تمہارے ہاتھ کیسے آیا؟" میں حیران ہوں یہ ماجرا کیا ہے؟"

بہاء الدین کے ہونٹوں پہ تلخ تبسم رقصاں تھا، اس نے کہا، شہزادہ عادل کے خیمہ میں جب وہ سادہ لباس میں ملبوس، بے تکلفی کے ساتھ بیٹھے مجھ سے سرگرم تکلم تھے، اس نے اذنِ باریابی طلب کیا، شہنشاہ رچرڈ کے لشکر کے کسی آدمی کے لیے، اسلامی لشکر میں پابندی نہیں ہے، نہ اس کی زیادہ پوچھ گچھ ہوتی ہے، وہ ہمارے سلطان والاشان کا دوست جو ٹھہرا، اور شہزادہ عادل تو شہنشاہ رچرڈ کی دوستی، خلوص اور شرافت پر گیا فدا ہیں، فوراً حکم دیا حاضر کیا جائے، یہ آیا،

اور اس نے شہزادے سے کہا، تم شہزادی جین کے امید وار ہو، تم میرے رقیب ہو، اور میرا کوئی رقیب زندہ نہیں رہ سکتا،

شہزادے نے ملائمت کے ساتھ جواب دیا، اگر تھا بھی تو اب نہیں ہوں، کیونکہ نسبت منقطع ہو چکی ہے، لیکن رابرٹ نشۂ قوت میں شمشیر وار کر بیٹھا، خود غرق آہن تھا، شہزادے کے سر پر نہ خود، نہ سینے پر زرہ، پھر بھی انھوں نے بڑی پھرتی سے وار روکا، اور اسے موقعہ دیا ... کہ چلا جائے، لیکن اس کے سر پر تو قضا کھیل رہی تھی، تابڑ توڑ حملے کرنے لگا، اور شہزادے کے ایک ہی وار میں فی النار والسقر ہو گیا، اتفاق کی بات اسی وقت سلطان بھی تشریف لے آئے، میں نے انہیں رائے دی کہ صلح توڑ دی جائے اور اعلان جنگ کر دیا جائے، اور مکیم و حریف عیسائیوں پر زندگی کی آسائشیں بند کر دی جائیں، لیکن —

رچرڈ نے بے تاب ہو کر پوچھا، لیکن کیا سلطان نے تمہیں اعلان جنگ کے لیے میرے پاس بھیجا ہے؟"

بہاء الدین نے جواب دیا، "کاش ایسا ہوتا، ——— مگر سلطان نے میری استدعا نہیں مانی، انھوں نے کہا، ہم صلح کر چکے ہیں، اپنی طرف سے نہیں توڑیں گے، عادل ہمیں دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے، اس پر یہ بزدلانہ حملہ درحقیقت ہم پر ہے، لیکن ہم اپنے وعدے اور عہد پر قائم رہیں گے، البتہ چاہتے ہیں کہ رابرٹ کا سر ہماری طرف سے تحفہ کے طور پر رچرڈ کو دے آؤ، اور اسے بتا دو کہ "دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است"! وہ اگر جنگ کرنا چاہتا ہے، تو اسے معلوم ہونا چاہیے، "آں زمن ہاشم کی بیتی پشت من با است ——— سو میں سلطان کی تعمیل ارشاد کے طور پر حاضر خدمت ہوا ہوں،" اگر آپ صلح چاہتے ہیں تو صلح قائم رہے گی، اگرچہ دوستی ختم

بھی، اگر جنگ مطلوب ہے، تو "ہمیں میدان، ہمیں چوگان، ہمیں گو، !" نفیر جنگ
بلند سمجھیے، ہمیں ہر طرح تیار پائیں گے،' ——— میں نے ابھی عرض کیا
تھا شہزادہ عادل آپ سے ملنے کے لیے میرے ساتھ آنے پر بضد تھے، وہ
پوچھنا چاہتے تھے کہ دوستی کی یہ کون سی قسم ہے، رابرٹ کے بزدلانہ حملہ کی
صورت میں جس کا مظاہرہ کیا گیا ہے'؟ اگر دوستی کا ایک معیار یہ بھی ہے،
تو وہ افسوس کے ساتھ آپ کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دوستی کا دعویٰ واپس
لیتے ہیں' ———

ہاتھ کے اشارے سے رچرڈ نے بہاء الدین کو روکا اور کہا،

"بس کرو، !"

بہاء الدین خاموش ہو گیا، رچرڈ گویا ہوا،

" رابرٹ نے بے شک دیوانگی کی حرکت کی، اور اس دیوانگی کا محرک
کیا تھا ہم نہیں کہہ سکتے، ——— کیوں جین کیا تم سے کبھی اس نے اظہار محبت
کیا تھا؟ "

جین پہلو بدلتی ہوئی، اضطراب اور پریشانی کے عالم میں بولی، "کئی مرتبہ
——— لیکن ہر مرتبہ نہایت سختی کے ساتھ میں نے اسے جھڑک دیا، لیکن یہ
بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ وہ اس طرح کی حرکت کر سکتا ہے، !"

رچرڈ نے جین سے کچھ نہیں کہا، بلکہ بہاء الدین سے کہا، "میرے دوست
میری طرف سے سلطان کو یقین دلا دو، کہ یہ ایک دیوانے کی حرکت تھی، میرا
اس سے کوئی تعلق نہیں، میرے وہم و گمان بھی ایسی رکیک اور ذلیل حرکت نہیں
آ سکتی، !"میں دشمنی میں بھی اتنا نہیں گر سکتا، دعوائے دوستی کے بعد، کس طرح
ایسی حرکت سرزد ہو سکتی ہے مجھ سے، !" ——— یقیناً یہ بھی میرے

دشمنوں کی کوئی چال ہے، کوئی سازش ہے‘!"

"چال‘؟ سازش‘؟ ——— یہ کس طرح ہو سکتا ہے‘؟"

"یقیناً یہی بات ہے‘ ——— ان لوگوں نے دیکھا کہ سب کچھ کر لینے کے بعد بھی یہ میرے اور سلطان کے درمیان دشمنی نہیں پیدا کر سکے، میں نے چاہا تھا کہ جین کی شادی عادل سے ہو جائے، سلطان نے میری اس خواہش پر لبیک کہا، دونوں طرف سے تیاریاں شروع ہو گئیں، رچرڈ اور صلاح الدین میں نہ ٹوٹنے والا دوستی کا رشتہ قائم ہو گیا، عیسائیوں اور مسلمانوں میں مستقل دوستی کے امکانات پیدا ہو گئے، مگر ان کمبختوں نے جین کو اکسایا، لاٹ پادری کو بھڑکایا میرے چھوٹے بھائی جان کو تاج و تخت کا لالچ دیا، اور ایسی فضا پیدا کر دی کہ بہن میری دشمن ہو گئی، بھائی میرے خون کا پیاسا ہو گیا، میری فوج میرے قتل کی تیاریاں کرنے لگی، میری قوم میری مخالف بن گئی، میرا ملک میرے خلاف بغاوت کی تیاریاں کرنے لگا،

یہ حالات دیکھ کر مجبوراً میں نے سیموئل کے مشورے سے ایسی تجویز پیش کی جو نامناسب بھی تھی، اور ناقابل قبول بھی، چنانچہ وہ مسترد ہو گئی، اور اس کے ساتھ ہی جین اور عادل کی نسبت ختم ہو گئی ——— !‘

اس کے بعد تو ان لوگوں کو مطمئن ہو جانا چاہیے تھا،!

مگر نہیں ہوئے،

انھوں نے دیکھا کہ یہ سب کچھ ہو چکنے کے باوجود سلطان اور رچرڈ میں دوستی قائم ہے، وہ نہیں ٹوٹتی کسی طرح، چنانچہ انھوں نے وہ داؤں کھیلا جس نے بالآخر سلطان کو مجھ سے بدظن کر دیا، دشمنی نہ سہی، کم از کم دوست نہیں رکھا‘ ——— کیوں بہاءالدین تم نے ابھی یہی تو کہا تھا سلطان

پنی طرف سے نہیں توڑے گا، لیکن دوستی ختم ہو چکی ،،

بہاء الدین رچرڈ کی ان باتوں سے متاثر ہو رہا تھا، اس نے جواب دیا،

"جی ہاں" ـــــــ یہ سلطان کے الفاظ ہیں'' !

رچرڈ نے کف افسوس ملتے ہوئے کہا،

"گویا میرے دشمن آخر کار کامیاب ہو گئے، انھوں نے مجھے اور سلطان

ا کر دیا''!"

بہاء الدین خاموش کھڑا رہا، اس بات کا جواب وہ کیا دے سکتا تھا

رچرڈ نے جوش کے ساتھ عجیب والہانہ انداز میں کہا،

"لیکن بہاء الدین" ـــــــ ایسا نہیں ہو سکتا، ؟"

بہاء الدین نے پوچھا،

"کیا نہیں ہو سکتا شہنشاہ، ؟"

وہ بولا، میری اور سلطان کی دوستی ختم نہیں ہو سکتی''!"

بہاء الدین پھر خاموش ہو گیا، رچرڈ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے

جوش و خروش کے ساتھ کہا،

"میری اور سلطان کی دوستی اٹل ہے، اس کی بنیاد نہ سیاست پر ہے نہ

مت پر، اس کی بنیاد خلوص پر ہے، سچائی پر ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ

ص اور سچائی کا اثر زائل ہو جائے ـــــــ بہاء الدین میں تمہارے

ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، میں اس سے ملنا چاہتا ہوں، بس

کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دینا چاہتا ہوں، ـــــــ کیا وہ

ے ملنا، میری صورت دیکھنا، اور میری باتیں سننا گوارا کرے گا، ؟' ـــــــ

ـــــــ بہاء الدین تم خاموش کیوں ہو، ؟ جواب دو میرے سوال کا،''!"

بہاءالدین گو مگو کے عالم میں کھڑا تھا، اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے، رچرڈ نے زور سے اس کا بازو پکڑا اور کہا،

"چلو۔ مجھے اپنے ساتھ لے چلو، میں تمہارے ساتھ چلوں گا، ابھی، اسی وقت اگر سلطان نے ملنے سے انکار کر دیا تو واپس چلا آؤں گا، اگر ملنا منظور کر لیا، تو حال دل سنا دوں گا!"

بہاءالدین نے عرض کیا، "مجھے اجازت دیجئے کہ سلطان سے وقت مقرر کر کے آپ کو اطلاع دوں، آپ ایک بڑے ملک کے تاجدار ہیں، یوں ہی یکایک میرے ساتھ چلنا آپ کے وقار اور ادب کے خلاف ہے"!"

رچرڈ نے بہاءالدین کی بات ماننے سے انکار کر دیا،

"نہیں، میں اس کے پاس شہریار اور تاجدار کی حیثیت سے نہیں جانا چاہتا ایک دوست کی حیثیت سے جانا چاہتا ہوں، میرے ساتھ کوئی دستہ سپاہ نہ ہوگا، میرے ساتھ کوئی محافظ (باڈی گارڈ) نہ ہوگا، میرے ساتھ سیمویل تک نہیں جائے گا، تن تنہا جاؤں گا، نہتا جاؤں گا، میرے پاس نہ شمشیر ہوگی، نہ خنجر نہ تیغ، نہ سناں، نہ تیر، نہ کماں، ——— جاؤں گا، اور اس کے سامنے سر جھکا دوں گا، اس سے کہوں گا کہ اگر واقعی وہ مجھے خطاکار سمجھتا ہے اگر اس کا خیال ہے کہ رابرٹ کو میں نے بھیجا تھا، میں نے عادل کی جان لینے کا منصوبہ تیار کیا تھا، تو عادل کو بلائے، تلوار اس کے ہاتھ میں پکڑائے اور اسے حکم دے کہ میری گردن اڑا دے ——— ——— آہ، لیکن میں عادل سے آنکھیں کس طرح چار کر سکوں گا، میں کتنا چاہتا ہوں اسے اور اس کا خیال ہے کہ میں نے اس کی جان لینی چاہی، ——— بہاءالدین اگر میں سلطان کی،

اور عادل کی دوستی نہ جیت سکا، تو خود اپنے سینہ میں خنجر جھونک دوں گا،
——— کیا اتنا بھی نہیں کر سکتا؟"

حقیقت یہ ہے کہ رچرڈ کو اس واقعہ بہت صدمہ تھا!

عادل اور صلاح الدین کی دوستی اسے ہر دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز تھی، اور اب یہ پونجی لٹی جارہی تھی؛

اگر رابرٹ زندہ ہوتا تو وہ خود اپنے تیغہ سے اس کا قیمہ کر ڈالتا لیکن بے بس تھا، وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکا تھا؛

---

# خاک ایسی زندگی پر

رچرڈ کے بے انتہا اصرار کے باوجود بہاءالدین اس پر راضی نہ ہوا کہ رچرڈ کو اپنے ساتھ لے جائے، عادل اور رابرٹ کا معاملہ اسلامی لشکر میں شہرت پا چکا تھا، اور اس سے فضا میں ایک قسم کا تناؤ کھنچاؤ پیدا ہو گیا تھا، وہ خوش دلی جو دونوں حریف کیمپوں میں پیدا ہو گئی تھی بالکل رخصت ہو چکی تھی، بہاءالدین اتنا بڑا خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھا کہ دن دہاڑے نہتے رچرڈ کو اپنے ساتھ لے جائے، کوئی من چلا، اگر کوئی حرکت کر گزرے تو اور لینے کے دینے پڑ جائیں، وہ اپنی ذمہ داری پر رچرڈ کو لے جاتے ہوئے بھی گھبراتا تھا، گو سلطان اپنے عہد صلح پر قائم تھا، لیکن اس واقعہ نے اسے بہت زیادہ برہم کر دیا تھا وہ رچرڈ کو اپنے ساتھ لے جائے اور سلطان کو یہ بات ناگوار گزرے تو اور لینے کے دینے پڑ جائیں، یہی وجہ تھی کہ ذاتی طور پر بڑی حد تک وہ اب رچرڈ کو بے گناہ سمجھنے لگا، مگر اپنے ساتھ لے جانے پر رضامند نہ ہوا،

جین کی یہ حالت تھی کہ اس کا خون خشک ہوا جا رہا تھا، دہشت کے سبب، وہ محسوس کر رہی تھی اگر ذرا بھی رچرڈ کو سن گن مل گئی کہ رابرٹ

اس کے اشارے پر عادل کو قتل کرنے گیا تھا، تو بے تامل وہ اسے قتل کر دے گا، ہرگز کسی طرح کی رعایت نہیں کرے گا، نہ بہن کی محبت آڑے آئے گی، نہ خاندان کی بدنامی اور رسوائی کا خیال، جب تک بہاء الدین موجود رہا وہ بھی ڈرتی رہی کہیں اس کے منہ سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے، جس سے کسی طرح کا شبہ میری طرف منتقل ہو سکے،

عادل قتل ہو جاتا تو اسے بہت خوشی ہوتی، رابرٹ قتل ہو گیا، اس واقعہ سے بھی اسے خوشی ہوئی، دونوں راستے کے کانٹے تھے، جو بھی ہٹ گیا اچھا ہی ہوا، اس کے دل دماغ پر عامر چھایا ہوا تھا، اور عامر کے لیے، وہ عادل کیا، صلاح الدین رچرڈ، فلپ، آگسٹس، لاٹ پادری سب کو قربان کر سکتی تھی،

بہاء الدین کے جانے کے بعد اس نے اطمینان کا سانس لیا،

لیکن رچرڈ کی بے کلی، اضطراب، اور بے تابی میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا، بھائی کی یہ حالت اس سے دیکھی نہ گئی، کہنے لگی،

"آپ کا ضمیر جب مطمئن ہے تو سلطان مطمئن ہو یا نہ ہو، کیوں پروا کرتے ہیں آپ؟ ——— نہیں انتے نہ سہی"!

رچرڈ نے خونخوار نظروں سے دیکھا، اور کہا، "جین تم نے میرے دل پر کئی کاری زخم لگائے ہیں، اب ان میں اضافہ نہ کرو"! ———

تم نہیں جانتیں، میرے دل پہ اس حادثے کا کتنا اثر ہے"!

"وہ تو ہے۔ لیکن اس میں آپ کی خطا کیا ہے"؟"

"نہیں ہے" ——— اسی لیے سلطان کو منانا چاہتا ہوں"!

جین نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا، خاموش ہو گئی، ذراسی بھی اگر بات بڑھی تو نہ جانے کہاں تک پہنچ جائے، ویسے اس کی یہ خواہش ضرور تھی کہ

رچرڈ اور سلطان کے مابین ملاقات نہ ہونے پائے، وہ چاہتی تھی جب تک عاد
سے زندگی بھر کا رشتہ نہیں قائم ہو جاتا، اس وقت سلطان اور رچرڈ کے تعلقا
کشیدہ ہی رہیں تو بہتر ہے، حقیقت یہ ہے رابرٹ کے قتل کی اسے اتنی خوشی
نہیں جتنا عادل کے بچ جانے کا غم تھا، عادل اگر قتل ہو گیا ہوتا، تو اسے
رچرڈ اور سلطان کے مابین زیادہ سے زیادہ دوستانہ تعلقات کے قائم ہو جا
پر کوئی اعتراض نہ تھا،

تھوڑی دیر کے بعد چلی گئی، اب شام ہو چکی تھی، سورج غروب ہو چکا تھا
اور اندھیرا پھیلنے لگا تھا،

رچرڈ نے سیموئل کو بلایا، اور کہا "آج ہم ایک مہم پر جانا چاہتے ہیں
صرف تمہیں اپنے ساتھ لے کر، کیا چلو گے؟"

سیموئل نے عرض کیا "اس سے بڑھ کر فخر کی کیا بات ہو سکتی ہے، غلام
کے لیے!!"

رچرڈ نے گویا اسے ڈراتے ہوئے کہا، "لیکن مہم بہت خطرناک ہے!"
سیموئل اکڑ کر بولا، "رچرڈ شیر دل کے غلام، ڈرنا نہیں جانتے، ہر خطر
کا خواہ وہ کتنا ہی بڑا، مہیب، اور مہلک کیوں نہ ہو، وہ خیر مقدم کرنے کو
تیار رہتے ہیں!"

رچرڈ نے گویا سموئل کا امتحان لیتے ہوئے کہا،
"لیکن نہتا چلنا پڑے گا!!"
سیموئل چونک پڑا،
"کیا ہمارے ساتھ کوئی دستہ سپاہ نہ ہوگا؟"
رچرڈ نے نخوت کے ساتھ جواب دیا، "نہیں! ——— باڈی گارڈ

بھی نہیں،! "

سیموئل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، "بہت بہتر! "

رچرڈ نے گھورتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا، اور کہا، "بس تو سن لو! "

—— ہم رات کی تاریکی میں جانا چاہتے ہیں، اگر زندہ بچ گئے، تو آئیں گے ورنہ وہیں کہیں ٹھکانے لگا دیے جائیں گے! "

سیموئل پھر اکڑ گیا، اس نے کہا، "کیا کوئی ایسا بھی ہے جو ہمیں کھیرے ککڑی کی طرح ذبح کر دے گا؟ ہم اگر مریں گے بھی تو کئی کی جانیں لے کر! "

رچرڈ نے خشمناک نظر ڈالتے ہوئے کہا، "ابھی ہم نے تم سے کہا تھا، ہم ہنستے چلیں گے، اور اب کہتے ہیں کہ لڑنے نہیں مرنے جا رہے ہیں، قاتل نے خود رحم کھا کر چھوڑ دیا، تو زندہ آ جائیں گے، ورنہ ہماری گردن ہوگی، اور اس کی شمشیر، —— کیا تم میرے ساتھ مر نہیں سکتے؟ "

ایسی عجیب و غریب باتیں سیموئل نے رچرڈ کی زبان سے کبھی نہیں سنی تھیں! وہ سوچنے لگا، یہ رچرڈ شیر دل، رات کی تاریکی میں "اپنے "قاتل" سے ملنے جا رہا ہے، اس لیے جا رہا ہے کہ گردن جھکا دے، اور سر کٹا دے، یہ شخص جو نہ جانے کتنوں کی جان لے چکا ہے آج مرنے کے شوق میں نکل رہا ہے! "

کون ہے وہ قاتل!

کیوں قتل ہونا چاہتا ہے یہ؟

کیا سبب ہے اس سپردگی کا؟ زندگی سے اس بیزاری کا؟ اور اس فروتنی کا؟

جی چاہا یہ باتیں شہنشاہ سے پوچھے، لیکن ہمت نہ پڑی! "

خود اپنا خیال بھی آیا، دو حریفوں میں اگر لڑائی ہو تو کوئی ہار جاتا ہے، کوئی جیت جاتا ہے، کسی کی گردن کٹتی ہے، کوئی زخمی ہوتا ہے، آخر وقت تک دونوں

کے لیے موقع رہتا ہے کامیاب ہو جانے کا، قسمت جس کسی کا بھی ساتھ دے،!
لیکن یہ کیسی مہم تھی جس میں لڑنے کا سوال ہی نہیں، ہتھیار ساتھ لے چلنے کی
ممانعت ہے،!

اس کے صاف معنی یہی تو ہیں کہ مقصد قتل ہونا ہے،
کیا مجھے بھی شہنشاہ کے ساتھ قتل ہو جانا چاہیے،؟

میری بیوی؟
میرے بچے؟
ان سب کا کیا ہوگا؟

کیا ان سب سے دست بردار ہو جانا چاہیے مجھے،؟
یہ خیالات تیزی کے ساتھ اس کے ذہن ودماغ میں گردش کرنے لگے،
اور پھر یک بیک اس نے فیصلہ کر لیا،
اس نے فیصلہ کر لیا شہنشاہ کے مجھ پر بے انتہا احسانات ہیں، وہ نہ ہوتے تو
آج بھی اس مرتبے پر نہ ہوتا،، انہوں نے مجھے عزت دی، رتبہ دیا، جاگیر دی،
دولت دی،

آج اگر کوئی ایسا وقت پڑا ہے کہ سوال زندگی اور موت کا درپیش ہے
تو میری وفاداری کا تقاضہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے بے تامل اور بلا تذبذب
موت کو لبیک کہوں، اور زندگی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھوں، وہ موت جو
وفا نباہتے ہوئے آئے اس زندگی سے جو بے وفائی کا داغ لیے ہو، بہت
بہتر ہے، بدرجہا بہتر ہے،!
سیموئل نے اپنے سارے ہتھیار جو اس کے جسم پر تھے، اتار کر میز پر رکھ
دیے، اور عزم کے ساتھ کہا،

"غلام حاضر ہے، ـــــــ تشریف لے چلیے"!"

رچرڈ خوش ہو گیا، اس نے کہا، "ہمیں تم سے اسی کی توقع تھی، ہم نے بڑے اعتماد اور یقین کے ساتھ نہیں بلایا تھا، تمہیں اپنے ساتھ مرنے کی دعوت دی تھی، ہم مسرور ہیں کہ ہمارا اعتماد متزلزل نہیں ہوا ہمارا یقین قائم رہا"!

سیموئل نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا،

"اس بندہ نوازی کا مشکور ہوں، لیکن کیا یہ دریافت کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

رچرڈ نے مطمئن لہجہ میں کہا، "کچھ ایسی ضرورت تو نہیں، لیکن بتا دینے میں کوئی حرج بھی نہیں، جب ہم دونوں مرنے چلے ہیں تو ایک دوسرے سے رازداری کیوں؟"

وہ عرض گزار ہوا، "بجا ارشاد فرمایا، غلام کا مدعا بھی یہی تھا"!"

رچرڈ نے بتایا، "ہم صلاح الدین کے پاس جا رہے ہیں"!"

سیموئل چونک پڑا، "صلاح الدین کے پاس اور اس طرح؟ ـــــــ کیا وہ ہمارا دوست نہیں ہے؟ اس کے پاس یوں چوری چھپے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور جب وہ دوست ہے، تو اس سے یہ اندیشہ کیوں کہ وہ ہمیں قتل کر دے گا؟"

رچرڈ نے افسردہ سے تبسم کے ساتھ "تم نہیں جانتے، ـــــــ لیکن ہم تم سے چھپانا بھی نہیں چاہتے"!"

پھر اس نے سیموئل کو ساری داستان از اوّل تا آخر سنا دی،

سیموئل غور سے سنتا رہا، پھر بولا، "یہ تو بہت برا ہوا، ـــــــ حیرت ہے رابرٹ نے یہ کیوں کیا، ـــــــ؟"

رچرڈ نے کہا، "کسی لیے بھی گیا ہو، ہماری دوستی پر وہ داغ لگا گیا اس دا
کو ہر قیمت پر مٹانا ہے، اگر سر دے کر یہ داغ مٹتا ہے تو بھی سودا کچھ برا نہیں
کیوں سیموئل کیا تم ہماری رائے سے متفق ہو"!"
ویسے ہی شہنشاہ کی رائے سے سیموئل کا اختلاف کرنا ممکن نہیں تھا، ا
یہ بات تو دل کو لگتی ہوئی تھی، اس نے کہا،
"صحیح فرماتے ہیں آپ"!"
رچرڈ نے عبا پہنتے ہوئے کہا، "سیموئل ایک مرتبہ پھر سوچ لو، اگر تمہا
دل ہچکچاتا ہو، تو کوئی حرج نہیں ہم اکیلے جائیں گے"!"
سیموئل نے عزم و استقلال کے ساتھ کہا، "میں اپنے آقا کے ساتھ ہوں
زندگی میں بھی، اور موت میں بھی، لیکن ایک بات عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا، ا
رچرڈ نے حیرت اور اشتیاق کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور سوال کیا،
"کیا کہنا چاہتے ہو تم؟"
وہ کہنے لگا، "قطعاً اس حرکت میں، فلپ، آگسٹس، اور لاٹ پادری کا ہا
ہے"!"
رچرڈ نے تائید میں گردن ہلاتے ہوئے کہا، "ہمارا خیال بھی کچھ اسی طر
کا ہے"!"
سیموئل نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے عرض کیا، "اور اگر جاں کی ا
پاؤں تو یہ بھی عرض کردوں کہ اس حادثے میں مجھے شہزادی جین کی کارفرمائی بھ
نظر آتی ہے، ——————
رچرڈ اس سے زیادہ نہ سن سکا، اس نے سختی سے انکار کرتے ہوئے کہا،
تمہارا خیال غلط ہے، جین کا مقصد پورا ہو گیا، عادل سے اس کی نسبت ٹوٹ گئ

پھر اب اسے اس کی جان لینے کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی؟“

پھر جیسے اسے کچھ یاد آ گیا، اس نے سوال کیا،

”لیکن تمہارے دل میں یہ خیال کس طرح آیا کوئی وجہ تو ضرور ہوگی؟“

اس نے عرض کیا، ”ایک مرتبہ شہزادی نے نہایت غصہ کے عالم میں ہم چند لوگوں کے سامنے کہا تھا، وہ جب تک عادل کی کٹی ہوئی گردن میرے سامنے نہ آ جائے مجھے قرار نہ آئے گا، اور اس وقت رابرٹ بھی موجود تھا“!

رچرڈ کچھ دیر سوچتا رہا، پھر کہنے لگا، ”بڑی زودرنج ہے وہ، لیکن یہ بات یونہی غصہ میں کہہ دی ہوگی، کوئی سنجیدہ منصوبہ نہیں تھا یہ“ ——

دیر ہو رہی ہے آؤ چلیں“!

لیکن سیموئل کو اس جواب سے اطمینان نہ ہوا،

وہ خاموشی کے ساتھ رچرڈ کے ہمراہ چل رہا تھا، لیکن اس کے کانوں میں جین کے الفاظ گونج رہے تھے“!

وہ جانتا تھا، جین میں جو خوبیاں ہیں وہ۔ بے مثال ہیں جو کمزوریاں ہیں وہ بھی اپنی مثال آپ ہیں، وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتی، اور اگر کرتی ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے متزلزل نہیں کر سکتی“! وہ کسی سے نفرت نہیں کرتی ہو اور اگر کرتی ہے، تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کی نفرت میں تبدیلی نہیں پیدا کر سکتی“!

اور یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے کہ وہ عادل سے نفرت کرتی ہے“!

تو کیا اس نے اپنی نفرت کی قربان گاہ پر دو بے گناہ ہستیاں، عادل اور رابرٹ کو چڑھا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا؟ عادل خوبی قسمت سے بچ گیا،

# ہائے مجبوریاں محبت کی

اور بے چارہ رابرٹ کام آگیا، گردن کٹا بیٹھا!

اور پھر وہ سوچنے لگا، مجھے ان باتوں سے کیا غرض ہے کیا مطلب ہ

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

---

# واردات

رات کا وقت، گھنگھور گھٹا چھائی ہے، رم جھم پانی برس رہا ہے، اولے بھی پڑ رہے ہیں، بجلی کڑک رہی ہے، بادل گرج رہے ہیں، خوفناک طور پر ہوا سائیں سائیں کر رہی ہے، شدت کا یہ عالم ہے کہ درخت اکھڑ رہے ہیں، گر رہے ہیں، ہوا کے شور، پانی کے زور، اور بجلی کی کڑاکے سے گھوڑے بھڑک بھڑک کر ہنہنا رہے ہیں، بہت سے خیمے اکھڑ چکے ہیں، بہت سے خیموں میں پانی آ چکا ہے، سارے لشکر میں ایک عجیب قسم کی افراتفری، اور پریشانی کا عالم چھایا ہوا ہے،

شاہی خیمہ میں سلطان صلاح الدین ایک زرنگار مسند پر رونق افروز ہے، داہنی طرف، ملک العادل ادب سے سر جھکائے بیٹھا ہے، سامنے خواجہ بہاء الدین آداب شاہی کو ملحوظ رکھے ہوئے، ایستادہ ہے، اور رچرڈ کی وہ باتیں دوہرا رہا ہے جو آج اس سے ہوئی تھیں، ان باتوں سے عادل بھی متاثر ہوا، اور صلاح الدین بھی،

سلطان نے کہا، "ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے واقعی یہ سازش ہے"!

"ھائے مجبوریا محبت کی"

بہاء الدین نے ادب سے سر خم کر کے کہا، "جہاں پناہ یہ قطعاً سازش ہے اور نہایت ذلیل اور مکروہ قسم کی، ——"

قطع کلام کرتے ہوئے سلطان نے کہا، "لیکن سوال یہ ہے کہ عادل نے فلپ یا آگسٹس کا کیا بگاڑا تھا؟ ان کمبختوں کو اگر سازش کرنی تھی تو رچرڈ کے خلاف کرتے، لیکن ہم دونوں کو چھوڑ کر عادل کو ہدف بنانا ایک لاینحل سا معمہ ہے"!"

بہاء الدین پر خیال انداز میں گویا ہوا، "!"

"درحقیقت ہدف آپ ہی ہیں"!"

صلاح الدین چونک پڑا، پوچھا، "وہ کس طرح؟"

بہاء الدین نے بتایا، "یہ لوگ، رچرڈ کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں، آپ کی اور اس کی دوستی ختم کرانا چاہتے ہیں، انھوں نے ایسی تدبیر سوچی کہ بیک وقت رچرڈ کا دل بھی دو نیم کر دیا جائے، اور آپ کا بھی"!"

"وہ کس طرح؟ کیونکر؟"

"اس طرح کہ خدانخواستہ ملک العادل کی جان لے لی جائے، قدرتاً اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ رچرڈ کے دشمن ہو جائیں گے، وہ اپنے سب سے بڑے اور قابل فخر دوست سے محروم ہو جائے گا۔ دوسری طرف آپ عادل کے غم میں کسی کام کے نہ رہیں گے، نہ جہاد کا سلسلہ جاری رکھ سکیں گے، نہ جنگ و پیکار کا، اس غم کو سہنا آپ کے لیے ناممکن ہوگا، یا گوشہ نشین ہو جائیں گے، یا امور مملکت سے اتنے بے پروا ہو جائیں گے کہ یہ نظام جو اتنی محنت، مشقت، اور صعوبت کے ساتھ قائم ہوا ہے پکے ہوئے پھل کی طرح زمین پر آ جائے گا، اور یہی ان کا مقصود ہے"!"

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نہایت ہوشیار، اور زیرک ہیں یہ لوگ،!"

"اس میں کیا شبہہ ہوسکتا ہے، جہاں پناہ، واقعی ان کی ذہانت کی داد دینی چاہیئے، وہ تو آپ کی بلند اقبالی اور خوش طالعی تھی کہ سازش ناکام ہوئی ورنہ دشمن نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی،!

سچ کہتے ہو،!"

عادل جو اب تک خاموش بیٹھا یہ باتیں سن رہا تھا، کہنے لگا،

"اگر رچرڈ بے قصور ہے تو ہمیں اسے معاف کردینا چاہیئے،!" ——— کم از کم میرے دل میں تو اب اس کے خلاف کوئی جذبہ نہیں ہے،!،

سلطان نے تحسین وستائش کی نظر سے اسے دیکھا، اور گویا ہوا،

"تمہاری اس بلند حوصلگی کی ہم قدر کرتے ہیں، صلاح الدین کے بھائی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے، ——— لیکن رچرڈ کے خلاف تو پہلے بھی ہمارے دل میں کوئی جذبہ نہیں تھا، اور اب بہاء الدین نے اس کی جو گفتگو دوہرائی ہے اس کے بعد تو آئینہ ہوگیا ہمارا دل اس کی طرف سے،!،

عادل نے کہا، "یہ تو بجا ارشاد ہوا، جہاں غلام کی یہ استدعا ہے کہ رچرڈ کو معاف کردیا جائے، وہاں یہ اصرار یہ التجا بھی ہے کہ ان خطاکاروں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں ذرا بھی تاخیر سے کام نہ لیا جائے،

بہاء الدین نے عادل کی پرزور تائید کرتے ہوئے اصرار کے ساتھ کہا،

"غلام بھی نہایت ادب، لیکن نہایت زور کے ساتھ یہی عرض کرنا چاہتا ہے،!"

سلطان نے دریافت فرمایا، "کیا تم چاہتے ہو ہم فلپ اور آگسٹس وغیرہ کے خلاف کوئی اقدام کریں!"

عادل اور بہاء الدین نے متفق اللفظ ہو کر کہا، "جی ہاں ہمارا مطلب یہی ہے"!

سلطان ذرا دیر سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا، پھر اس نے کہا،

"اگر تمہاری یہ رائے ہے تو ہم اسے قبول کرتے ہیں"!"

عادل خوش ہو گیا، "غلام یہی چاہتا تھا، اس کی ایک آرزو یہ بھی ہے کہ اس مہم کی کمان اسے سونپی جائے"!"

صلاح الدین نے خوش ہو کر کہا، "بہ شوق، ——— تمہیں اجازت ہے"!"

بہاء الدین نے سراپا شوق بن کر کہا، "غلام بھی اس مہم میں شہزادہ والا تبار ملک العادل کی ہمرکابی کا شرف حاصل کرے گا"!"

سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا، "ہمیں اس میں بھی تامل نہیں، ——— لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مہم کس طرح کی ہوگی؟ تمہارے ذہن میں کون سا نقشۂ عمل ہے؟"

عادل نے بے تامل اور برجستہ جواب دیا، "حملہ"!"

بہاء الدین نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا، ہم اپنے دشمن کو تباہ دینا چاہتے ہیں کہ اس کی شرارت کا جواب ہم دے سکتے ہیں"!"

سلطان نے ہنستے ہوئے کہا، "ہاں ——— لیکن مکر اور فریب سے نہیں"!"

---

# یہ کون ہے؟

سلطان کے اٹھنے کے معنی یہ تھے کہ اب مجلس برخاست! چنانچہ اس کے اٹھتے ہی عادل بھی اٹھ کھڑا، اور بہاء الدین بھی اس کے ساتھ چلنے کے لیے آمادہ ہو گیا،

اتنے میں حاجب آیا، اور خاموشی سے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا، سلطان نے وقار اور تمکنت کے ساتھ پوچھا،

"کیوں آئے ہو؟ کیا کوئی خاص پیام پہنچانا چاہتے ہو؟"

حاجب نے عرض کیا، "شیر دل رچرڈ کے دو نمائندے خدمت والا میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں!"

سلطان نے متحیر ہو کر سوال کیا، "اس وقت؟ اس بارش میں؟ اتنی رات گزرنے کے بعد؟"

حاجب خاموش ہو گیا، اس نے جواب میں کچھ عرض کرنا مناسب نہ سمجھا، دفعتہً اس کے کانوں میں سلطان کی آواز گونجی، وہ زہر خند کرتا ہوا پوچھ رہا تھا،

"کیا یہ نمائندے اپنے ساتھ کوئی تحفہ بھی لائے ہیں ہمارے لیے؟"

عادل اور بہاء الدین کے ہونٹوں پر تبسّم کھیلنے لگا، حاجب نے مؤدب انداز میں جواب دیا،

بظاہر تو ان کے ساتھ کوئی تحفہ نہیں ہے"!

سلطان نے ہنستے ہوئے کہا، "کوئی مضائقہ نہیں، جاؤ بلا لاؤ"!

بہاء الدین نے دو قدم آگے بڑھ کر کہا، "پہلے ان کی تلاشی لے لینی چاہیے"!

عادل نے پیش قدمی کرتے ہوئے کہا، "یہ کام میں کروں گا،"

سلطان نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو روکا، اور گرج دار آواز میں خشونت اور برہمی کے ساتھ دریافت فرمایا،

"تلاشی لینے کا مقصد؟"

عادل نے عرض کیا، "احتیاط شرط ہے"!

بہاء الدین گویا ہوا، "دشمن بہرحال دشمن ہے"!

سلطان ہنسنے لگا، "شاید تمہارا خیال ہے، نمائندے کے بھیس میں کوئی رابرٹ آیا ہے، پہلے رابرٹ نے عادل پر قاتلانہ حملہ کیا تھا، اور یہ دوسرا رابرٹ ہمارے سینے پر خنجر کا وار کرنے آیا ہے"!

عادل نے خلافِ معمول آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا،

"کیا یہ ناممکن ہے؟"

سلطان نے اور زیادہ برہمی کے ساتھ فرمایا،

"صلاح الدین کو بزدل بنانے کی کوشش نہ کرو، جو دوست بن کر آیا ہے، صلاح الدین اس سے دوست کی حیثیت سے ملے گا، جو دشمن کی حیثیت سے آئے گا، صلاح الدین تم جیسے سورماؤں کی مدد لیے بغیر اس سے نمٹ لے گا، وہ اپنے کسی دشمن سے خائف نہیں ہے، وہ خدا کے سوا کسی

سے نہیں ڈرتا، !"

اور پھر اس نے حاجب کی طرف دیکھا اور اسے بلند آواز میں حکم دیا،

"جاؤ، بلا لاؤ، جو کوئی بھی آیا ہے، ہم اس سے ملیں گے، خواہ وہ دوست ہو یا دشمن"!"

حاجب چلا گیا، سلطان اپنی تلوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا پھر اس نے نرم انداز میں عادل سے کہا،

"جانتا ہوں، تم نے تلاشی لینے کا ارادہ اپنی محبت سے مجبور ہو کر کیا تھا ——— لیکن تمہاری محبت اتنی اندھی تو نہ ہونی چاہئے کہ دنیا میں مجھے رسوا کر دو، لوگ مجھے بزدل کہنے لگیں"!"

عادل نے حیرت بھری نظروں سے بھائی کو دیکھا اور کہنے لگا،

"اس میں رسوائی اور بزدلی کا کیا پہلو ہے یہ بات غلام کی سمجھ میں اب تک نہیں آئی" ——— نہ شاید آسکے گی"!"

سلطان ہنسنے لگا، پھر اس نے محبت سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا، اور شفقت آمیز لہجہ میں گویا ہوا،

"برادر عزیز" ——— یہ نمائندے جب یہاں سے واپس جائیں گے تو میرا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے شہنشاہ سے جو شیر دل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیا کہیں گے؟"

"کیا کہیں گے؟ ———"

"یہ کہیں گے، رابرٹ کے واقعہ نے سلطان صلاح الدین کو بزدل بنا دیا ہے، وہ اتنا حواس باختہ ہو گیا ہے اس نے پہلے ہماری تلاشی لی، پھر شرف باریابی عطا کیا، بادشاہوں کے نمائندے، اس سلوک کے مستحق نہیں ہوتے کہ

ان کی تلاشی لی جائے ۔ ——— اور اگر دوست کے روپ میں وہ دشمن بن کر آئیں گے، تو اطمینان رکھو یہاں سے زندہ نہیں واپس جائیں گے، بہاء الدین کو پھر ایک مرتبہ رچرڈ کی خدمت میں ہماری طرف سے ایک تحفہ پیش کرنے جانا پڑے گا۔ اور اس مرتبہ ہم تمہیں بھی اس کے ساتھ بھیجیں گے، !" تاکہ اپنے دوست سے آخری مرتبہ مل آؤ، !"

سلطان کی ان باتوں سے بہاء الدین اور عادل مطمئن ہو گئے، اس نے عادل اور بہاء الدین سے کہا،

"بہتر یہ ہے کہ تم دونوں ہماری طرف سے رچرڈ کے نمائندوں کی پیشوائی کے لیے جاؤ، اور اعزاز و اکرام کے ساتھ لے کر آؤ، !"

# رچرڈ سامنے آگیا

عادل اور بہاءالدین نے باہر جانے کے لیے قدم بڑھایا ہی تھا کہ حاجب کے ساتھ دو شخص سیاہ فرغل میں لپٹے اندر آئے،

حاجب ان دونوں کو اندر پہنچا کر فوراً باہر چلا گیا، اس کے جانے کے بعد ان دونوں نے اپنے فرغل اتار پھینکے، ان میں ایک رچرڈ تھا، اور دوسرا شخص سیمویل،!

رچرڈ کو دیکھ کر سلطان کی باچھیں کھل گئیں، وہ انتہائی خوشی کے ساتھ آگے بڑھا، اور اس سے بغلگیر ہونے لگا،

"میں اپنے معزز دوست کو خوش آمدید کہتا ہوں"!"

یہ کہہ کر اس سے ہاتھ ملایا، اور اسے لاکر اپنے برابر مسند پر بٹھایا، پھر بہاءالدین سے کہا،

"ہمارے دوست کو انگور بہت پسند ہیں، کیا تم ان کی تواضع نہیں کروگے ——— ؟"

اس کے بعد عادل سے کہا، "تم تو ہمارے دوست کے بہت زیادہ مداح

اور شنا خواں رہے ہو، یہ پہلے بھی تھے، اب بھی ہو، ابھی تھوڑی دیر پہلے تم اسی کے ذکر میں رطب اللسان تھے، ——— تم دونوں میں معانقہ کیوں نہیں ہوا؟ معانقہ کیوں نہیں ہوا؟ بات چیت کیوں نہیں ہو رہی ہے؟

عادل مسکرانے لگا، جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ سلطان نے کہا،

"خیر یہ تو رسمی باتیں ہیں، دل کو دل سے راہ ہونی چاہیے، یہی اصل دوستی ہے"!"

اور اس کے بعد، فرمایا، "رچرڈ شیر دل جس طرح ہمارا مہمان ہے تمہارا بھی ہے، میزبانی کے فرائض ادا کرنے کے بجائے یہاں کھڑے کیوں ہو؟"

عادل بھائی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا، گویا وہ پوچھ رہا تھا، میزبانی کے فرائض پر تو آپ نے بہاء الدین کو مامور کر دیا، وہ انگور کے خوشے بیلنے گیا ہے، اب میں کیا کروں؟

سلطان نے اس کی یہ ذہنی کیفیت تاڑ لی، اور مسکراتے ہوئے کہا،

"شراب ہمارے لیے حرام ہے، لیکن ہمارے دوست کے لیے جائز ہے، ——— جاؤ بہتر سے بہتر شراب کا انتظام کرو، ہمارے لشکر میں جو عیسائی ہیں، ان کے ساتھ ضرور شراب ہوگی، ان سے منگوا لو،! ——— اور ہاں ابھی ایک اچھا سا دنبہ ذبح کراؤ، اور فوراً ہی اس کے تکے گرم گرم یہاں بھیجنے کا بندوبست کرو،!"

رچرڈ خاموشی سے یہ باتیں سنتا رہا تھا، پھر جب عادل ارشاد سلطانی کی تعمیر کے لیے چلا تو کہا،

"نہیں میں شراب نہیں پیوں گا،!"

سلطان نے پوچھا، "کیوں؟ کیا توبہ کر لی؟"

وہ بولا، "توبہ تو نہیں کی، لیکن آپ کے سامنے پیتے مجھے شرم آتی ہے،
مجھے آپ کے ہاں کی جو چیز سب سے زیادہ مرغوب ہے وہ انگور ہیں، بس وہ
کافی ہیں"!"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بہاء الدین برف میں لگے ہوئے تازہ انگوروں
کے خوشے لے کر حاضر ہوا، جو ایک نقرئی طباق میں رکھے ہوئے تھے،

سلطان نے وہ طباق رچرڈ کی طرف کھسکا دیا، رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر انگور
کے چند دانے توڑے، لیکن ابھی منہ میں نہیں ڈالے تھے، سیمول نے اس
کے ہاتھ سے چھین لیے، !

اس عجیب و غریب حرکت پر رچرڈ نے کچھ برہمی، کچھ آشفتگی، اور کچھ حیرت
کے ساتھ اسے دیکھا، لیکن سلطان زور سے ہنس پڑا، اس نے رچرڈ کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا،

"آپ کے اس وفادار ساتھی کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ انگور زہر آلودہ
ہوں، !"

پھر وہ سیموئل سے کہنے لگا، "میرے دوست کے دوست ایسا نہیں ہے،
صلاح الدین کی دوستی بھی علانیہ ہوتی ہے اور دشمنی بھی،
تمہارا شبہ میں ابھی رفع کیے دیتا ہوں"!

پھر اس نے رچرڈ کے ہاتھ میں جو دانے تھے وہ لے لیے، کچھ اپنے منہ
میں ڈال لیے، کچھ عادل کو دے دیے، اور ارشاد فرمایا،

"اب تو مطمئن ہو گئے تم، !؟"

رچرڈ اور سیموئل دونوں پر شرمندگی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ندامت
سے سر جھکا لینے پر مجبور ہو گئے، !

# سلطان کا اعلان

سلطان نے رچرڈ کے آنے کا اصل مقصد سمجھ لیا تھا، وہ محسوس کر رہا تھا، یہ حد درجہ نادم اور شرمسار ہو کر آیا ہے، اس لیے زیادہ سے زیادہ دل دہی، بے تکلفی، اور اپنایت کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا، وہ جان رہا تھا، بہاؤالدین نے اسے ساتھ لانے سے انکار کر دیا، اب خود، اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر آیا ہے، محض اس لیے کہ بگڑے ہوئے تعلقات بن جائیں، تاکہ اس کی ذات کے بارے میں کسی طرح کی غلط فہمی نہ رہے،

حتی الامکان سلطان اس تلخ موضوع کو زیر لب لاتے ہوئے ہچکچا رہا تھا اس نے دل سے اس کی معذرت اسی وقت قبول کر لی تھی، جب بہاؤالدین نے اس کی روداد غم سنائی تھی، اب اس موضوع پر گفتگو کر کے، اب اس تلخ باب کو پھر سے کھول کر نہ وہ اسے شرمندہ کرنا چاہتا تھا، نہ اس کی زبان سے ندامت اور معذرت کا لفظ سننا چاہتا تھا، اس کی خواہش تھی کہ یہ صحبت ہنسی خوشی کے ساتھ بے تکلفانہ ماحول اور دوستانہ گفتگو میں ختم ہو جائے، لیکن سیموئل نے اپنی حد سے بڑھی ہوئی وفاداری کے باعث، رچرڈ کے

لیے ندامت اور شرمندگی کا ایک اور سامان فراہم کر دیا تھا، سلطان نے اس
کی یہ کیفیت بھی بھانپ لی اور اس تاثر کو دور کرنے کے لیے ہنستے ہوئے کہا،
"میرے دوست آپ کیا سوچنے لگے۔!"
رچرڈ نے چونک کر جواب دیا، "کچھ بھی نہیں۔!"
صلاح الدین نے کہا "شاید سیموئل کی ناروا حرکت نے آپ کو ملول کر
دیا ہے۔؟"
رچرڈ اپنے دل کی کیفیت چھپا نہ سکا، اس نے اقرار کر لیا،
"ہاں سیموئل کی حماقت سے مجھے تکلیف پہنچی، شاید ایسے ہی موقعوں کے
لیے کہا گیا ہے کہ "مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ"۔!"
سلطان نے ہنستے ہوئے دوستانہ طور پر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے
ہوئے کہا،
"لیکن اتنی معمولی سی بات پر آپ اتنے متاثر کیوں ہو گئے۔؟"
رچرڈ نے برہم ہو کر جواب دیا،
"اس نے مجھے آپ کی نظر میں ایک دوست کی نظر میں، ایک ایسے دوست
کی نظر میں جو پہلے ہی مجھ سے مشکوک اور بدظن ہے، ذلیل کر دیا، کاش میں
اسے ساتھ نہ لایا ہوتا۔!"
سلطان نے اسی تپاک کے ساتھ کہا۔ "نہیں میرے دوست یہ کوئی ایسی
بات نہیں ہے، میرے دل میں تو اس واقعہ سے سیموئل کی عزت بڑھ گئی کہ وہ
اپنے آقا کو کتنا چاہتا ہے، وہ اسے برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ آقا کو کسی
طرح کا گزند پہنچ سکے، آپ کو ایسے وفادار خادموں پر فخر کرنا چاہیے!"
صلاح الدین کی ان باتوں سے، رچرڈ کا ملال کم ہو گیا، ندامت

اور شرمندگی کی جو کیفیت طاری ہوگئی تھی، اس میں تخفیف ہوگئی، اس نے کہا، "واقعی مجھے بہلول پر فخر ہے، میرا سب سے زیادہ معتمد ساتھی ہے، درحقیقت میرے پسینے پر خون بہا سکتا ہے، لیکن آپ جیسے دوست کی مجلس میں یہ نہ کرنا چاہیے تھا،!"

سلطان نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا، "یہ اگر غلطی بھی تھی تو بڑی معصوم قسم کی، اب بھول جائیے، ——— دیکھیے انگور گرم ہو جائیں گے، برف گھلتا جارہا ہے، شوق کیجیے،!"

رچرڈ نے چند دانے لے کر منہ میں رکھ لیے، سلطان نے کہا،

"اور میرے دوست یہ آپ نے کیا کہا کہ میں پہلے ہی سے بدظن اور بدگمان ہوں آپ سے'؟"

رچرڈ نے آنکھیں نیچی کر کے سوال کیا "یہ امر واقعہ نہیں ہے'؟"

صلاح الدین نے کہا، "قطعاً نہیں ہے' ——— مجھے اور عادل کو اور مجھ سے زیادہ عادل کو یقین ہے کہ رابرٹ کے معاملہ میں ہرگز آپ کا ہاتھ نہیں تھا، یہ قطعاً ایک ناپاک سازش تھی، جس کے ذریعہ ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش کی گئی تھی،!"

رچرڈ سلطان کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگا، جیسے پوچھنا چاہتا ہے، وہ کیسے؟

سلطان نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، "اس طرح میرے اور آپ کے درمیان ایک ایسی خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، جو کسی طرح نہیں پٹ سکتی تھی، دوسری طرف میرے دل پر ایسا زخم لگانے کی کوشش کی گئی، جو کبھی مندمل نہیں ہوسکتا تھا،!"

رچرڈ نے عارفانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا، "آپ کا خیال بالکل درست ہے، !"

سلطان نے بتایا، "اس خیال پر مجھے اتنا یقین ہے کہ میں نے، عادل کی صلاح کے مطابق فیصلہ کر لیا ہے کہ ان ننگ انسانیت دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر رہوں گا، !"

رچرڈ چونکا ہو کر سلطان کی طرف دیکھنے لگا، سلطان نے بتایا،

"فلپ اور آگسٹس اب یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے، !"

رچرڈ پر سکتہ سا طاری ہو گیا، صلاح الدین کہنے لگا،

"آپ سے جو صلح تھی وہ قائم ہے، اور قائم رہے گی، لیکن فلپ اور آگسٹس سے ہماری نہ صلح تھی، نہ ہے، نہ ہو سکتی ہے، آپ اگر انگلستان واپس جانا چاہتے ہیں، تو شوق سے جائیں، اگرچہ آپ سے جدائی کا خیال تکلیف دہ ہے لیکن، فلپ اور آگسٹس، فرانس اور جرمنی نہیں واپس جا سکتے، انہیں یہیں مرنا پڑے گا، یہیں دو گز زمین میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آسودگی کی نیند سونا پڑے گا، !"

صلاح الدین کے چہرے پر اس وقت جلال کا ایسا رنگ چھایا ہوا تھا کہ بیموں لرزنے لگا اور رچرڈ دہشت زدہ ہو گیا، !

---

"میں نے عرض تو کیا مصلحت کا تقاضا یہی ہے'!"

مگر میں مصلحت کا قائل نہیں ہوں'!"

"میرے دوست وہ مصلحت ان لوگوں سے تعلق نہیں رکھتی، وہ میری مصلحت ہے، میری ذاتی مصلحت'!"

سلطان نرم پڑ گیا، اس کا لب ولہجہ بدل گیا، اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا، کیا آپ مجھے ہمراز نہیں بنائیں گے؟"

رچرڈ نے جواب دیا، آپ سے بڑھ کر اور کون ہمراز مجھے میسر آ سکتا ہے!"

پھر وہ سلسلۂ کلام جاری رکھتا ہوا بولا، "اگر اس وقت آپ نے ان لوگوں کو سزا دی، تو یہ بھی میرے کھاتے میں لکھا جائے گا، میرے خلاف پروپیگنڈہ کیا جائے گا کہ میں نے خود تو سلطان سے صلح کر لی، مگر وہ عیسائی فرماں رواؤں کو اس کا ہدف انتقام بنا آیا، وہ یہ بھی کہیں گے، درحقیقت سلطان نے یہ انتقام اپنے لیے نہیں، میرے لیے لیا ہے'!"

"سلطان بول پڑا، تو اس سے کیا ہوتا ہے، دوست دوست کے کام آتا ہی ہے'!"

رچرڈ نے فخر اور تحسین کی نظر سلطان پر ڈالی، اور پرخیال انداز میں کہنے لگا،

"بے شک لیکن اس طرح مجھے شدید نقصان پہنچ جائے گا، انگلستان کا تخت وتاج میرے ہاتھ سے نکل جائے گا، لاٹ پادری، پھر مخالف بن جائے گا، کلیسا، جان، میرے خود غرض، اور غدار بھائی کی پشت پناہی کرنے لگے گا'!"

بات سلطان کی سمجھ میں آ گئی "اس کے معنی تو یہ ہیں کہ آپ سخت اور شدید خطرے میں گھرے ہوئے ہیں'؟"

# خیمۂ شاہی

رچرڈ نے پہلو بدلتے ہوئے کہا، "میرے دوست، میری التجا یہ ہے کہ ان خبیث فطرت اور بد طینت دشمنوں کو معاف کر دیجئے، بخش دیجئے"!"

سلطان کو رچرڈ کی یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔ اس نے حیرت اور استعجاب کے ساتھ سوال کیا، "یہ آپ کہہ رہے ہیں؟"

رچرڈ نے جواب دیا، "ہاں یہ میں کہہ رہا ہوں، اور یہی مناسب ہے، اسی میں مصلحت ہے"!"

سلطان کو پھر غصہ آگیا، اس نے خشمناک لہجے میں کہا، "میں کسی مصلحت کا قائل نہیں ہوں، اتنے بدترین دشمن میری بارگاہ سے معافی کا پروانہ نہیں حاصل کر سکتے، کیا آپ نہیں جانتے میں نے ریجی نالڈ کے ساتھ کیا کیا تھا؟"

"جانتا ہوں، اسے آپ نے قتل کر دیا تھا، اس کی دریدہ دہنی کی سزا یہی تھی"!"

"کیا یہ لوگ بھی ریجی نالڈ کی طرح مجرم نہیں ہیں؟"

"ہیں، مگر ان سے میں بھگت لوں گا"!"

"لیکن جو کام میں خود کر سکتا ہوں، اسے آپ پر کیوں چھوڑ دوں؟"

رچرڈ نے جواب دیا "میرے دوست یہی بات تو ہے کہ ان دشمنوں کی سفارش کر رہا ہوں آپ سے،!"

سلطان نے ایک سوال اور کیا، "اگر میں انہیں چھوڑ دوں، ان سے انتقام نہ لوں تو کیا ہوگا؟ پھر آپ کے راستے کے یہ کانٹے ہٹ جائیں گے!"

رچرڈ نے اقرار میں گردن ہلاتے ہوئے کہا،

"یقیناً ——— ایک مرتبہ میں انگلستان پہنچ لوں، اپنے تخت و تاج کو جان سے بچا لوں، اس کے بعد، سود در سود سمیت، فلپ، اور آگسٹس سے سمجھ لوں گا میرے دل میں ان کے خلاف آگ بھڑک رہی ہے، وہ انتقام لیے بغیر ہرگز نہیں بجھ سکتی اگر یہ دشمن آڑے نہ آ گئے ہوتے، تو میرا عادل مجھ سے نہ چھنتا،!"

یہ کہتے کہتے، رچرڈ کی آنکھیں آب گوں ہو گئیں، اس کیفیت سے سلطان بہاءالدین اور عادل بہت زیادہ متاثر ہوئے، عادل بول پڑا،

"آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟ میرے اور آپ کے درمیان دوستی خلوص، اور اپنائیت کا جو رشتہ قائم ہو چکا ہے نہ وہ ختم ہو سکتا ہے، نہ کمزور پڑ سکتا ہے، جین کے معاملہ سے اس کا ذرا بھی تعلق نہیں، مجھے محبت آپ سے ہے نہ کہ جین سے، دوستی آپ سے ہے نہ کہ جین سے، خلوص آپ سے ہے نہ کہ جین سے، آپ کیوں بات بات میں یہی ذکر لے آتے ہیں"؟"

ان الفاظ میں سچائی تھی، رچرڈ بہت متاثر ہوا، اس نے غمناک آنکھوں سے عادل کو دیکھا، اور کہا، "عادل تم نے میرے زخم دل پر پھاہا رکھ دیا، میرا غم ختم کر دیا تم نے، وہ جو ایک کسک سی اس رشتہ کے ٹوٹ جانے سے پیدا ہو گئی تھی وہ دور ہو گئی، جو ایک شرمندگی اور ندامت محسوس کر رہا تھا،

اب وہ بات نہ رہی، ——

گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے سلطان نے کہا، " سچ پوچھئے تو مجھے اس رشتے کے ٹوٹ جانے سے صدمہ ضرور ہوا تھا، جین اچھی لڑکی ہے، اسے دیکھ کر میں اپنے دل میں ویسی محبت محسوس کرنے لگتا ہوں، جیسی آپ کرتے ہوں گے، لیکن، بہرحال میرے دل میں اس کی جو محبت ہے اور عادل کے دل میں آپ کی جو محبت ہے، اس کا اس رشتے کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں جب کہ آپ کی معذوریوں اور مجبوریوں کا ہمیں اچھی طرح علم بھی ہے"!

رچرڈ سلطان اور عادل کو شکر گزار نگاہوں سے دیکھا، اور ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا،

" کتنے بد فطرت ہیں وہ لوگ جو ایسے اونچے، عالی ظرف، اور بلند مرتبت انسانوں سے مجھے جدا کرنا چاہتے ہیں، ان سے تو مجھے موت بھی جدا نہیں کرسکتی ——!"

سلطان نے گرم جوشی کے ساتھ کہا، " دوستی ایسی چیز ہوتی ہے مجھے آپ کی دوستی پر ناز ہے، ایسے دوست قسمت سے ملتے ہیں، سچی بات یہ ہے میں نے آپ کو کھرا دوست پایا"!

رچرڈ اس سے زیادہ گرم جوشی کے ساتھ گویا ہوا، یہ نہ کہیے، شرافت، دوستی عالی ظرفی اور معیار انسانیت کا سبق میں نے آپ سے لیا ہے، میری بیماری کے زمانے میں آپ کا جو طرز عمل رہا، جس طرح آپ نے اپنے طبیب خاص[1] کو میرے معالجے کے لیے بھیجا، پھر جس طرح بار بار میری پسند کا حال معلوم کرکے برف، اور

---

[1] یہ تاریخی واقعہ ہے، متعدد متداول اور مستند تاریخوں میں اس کی تفصیل مل سکتی ہے!

انگور کے تحفے بھیجے، انہیں میں کس طرح بھول سکوں گا۔ وہ آپ ہی ہیں جس نے مجھے بتایا کہ دشمن اگر شریف ہو تو اپنے کردار اور سیرت کے جلوے دکھا کر کس طرح حریف کو مغلوب کر سکتا ہے، آپ ہی سے میں نے سیکھا ہے کہ کیونکر دل فتح کیے جاتے ہیں؟ آپ ہی نے مجھے بتایا ہے کہ دشمن بھی انسان ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ خواہ وہ کتنا ہی بے بس اور مجبور ہو، انسانوں ہی کا سا سلوک کیا جانا چاہیے، یہ بات بھی آپ ہی کے کردار روشن سے میں نے معلوم کی ہے کہ مفتوح فوج، اور مفتوح قوم کے ساتھ ایک اونچا اور اچھا انسان کیسا برتاؤ کرتا ہے،!"

فدا کے ذرا رچرڈ خاموش ہوا، پھر کہنے لگا،

"میں یہاں سے بہت سی چیزیں لے کر جا رہا ہوں، اور میرے دوست وہ سب آپ ہی کی دی ہوئی ہیں، !"

سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا، "اب آپ مبالغہ پر اتر آئے، میں نے ایسی کون سی چیزیں، اور وہ بھی بہت سی دی ہیں جو آپ اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں،؟ گا ہے گاہے انگور کے خوشے ضرور پیش کیے ہیں، وہ کب کے ہضم بھی ہو چکے ہوں گے، !"

یہ کہہ کر سلطان نے ایک قہقہہ لگایا، رچرڈ نے اسی تاثر کے عالم میں کہا، "یہ نہ کہیے، حسن اخلاق، نیکی، پارسائی، رحم دلی، دشمن کے ساتھ عفو و درگزر کا برتاؤ، محکوم کے ساتھ رعایت، مفتوح کے ساتھ شفقت، زبردست کے ساتھ بھلائی، یہ سب چیزیں اگر آپ نے نہیں دی ہیں تو اور کس نے دی ہیں؟ یہ نادر، اور نایاب تحفے آپ ہی نے دیے ہیں، اور انہی کو ساتھ لے کر جا رہا ہوں، خدا کرے میں انہیں محفوظ رکھ سکوں، خدا سے دعا ہے کہ مجھے ان کی

تمدن کرنا سکھاتے،!"

سلطان نے موضوع گفتگو بدلتے ہوئے پوچھا، "تو کب جا رہے ہیں، وطن مالوف کی طرف آپ؟"

رچرڈ نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا، "آج سے تین دن کے بعد، اتوار کے روز، صبح صبح بحری راستے سے ہم لوگ روانہ ہو جائیں گے،!"

سلطان نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا، "حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد!۔۔۔۔ دیکھئے اب کبھی ملاقات ہوتی ہے یا نہیں؛ بہرحال ہم دونوں ایک دوسرے سے کتنے ہی دور رہوں، لیکن ہمارے دل ہمیشہ ایک دوسرے سے قریب رہیں گے،!"

رچرڈ نے بڑے والہانہ انداز میں کہا، "بے شک،!"

سلطان نے پوچھا، "لیکن آپ کے لشکر میں، رخصت اور روانگی کی کچھ تیاریاں نظر نہیں آرہی ہیں،!"

وہ بولا، "عمداً، میں نے دن اور تاریخ مخفی رکھی ہے، میرے جہاز ساحل سے لگے کھڑے ہیں، جس دن روانہ ہونے کا پروگرام ہے اسی شام سے جہاز بھرنا شروع ہو جائیں گے،!"

"اخفا کی مصلحت؟"

"میں نہیں چاہتا کہ اپنے ساتھ فلپ اور آگسٹس کو بھی لے چلوں، اور یہ لوگ ضرور یہی چاہیں گے، لڑائی ختم ہو چکی، جب چاہیں چلے جائیں، ان کے جانے یا نہ جانے دیر میں جانے یا پہلے جانے سے میری ذات کا تعلق کیوں ہو؟"

سلطان ہنسنے لگا، اور گویا ہوا، "ٹھیک خیال ہے آپ کا، اچھا صاحب "بہ سفر رفتنت مبارک باد،!"

کچھ سوچتے ہوئے خفیف سے تامل اور توقف کے بعد، رچرڈ نے کہا،
"لیکن میری ایک خواہش ہے کیا آپ پوری کر دیں گے؟"
سلطان نے رچرڈ کو شکایت آمیز نظروں سے دیکھا، اور پوچھا،
"یہ سوال آپ کر رہے ہیں؟"
رچرڈ خفیف ہو گیا، اس نے کہا، "بے شک مجھے آپ پہ اعتماد ہے، اسی بنا پر میں نے عرض مدعا کی جرأت بھی کی ہے،——
سلطان نے قطع کلام کرتے ہوئے فرمایا، "ابھی تک تو صرف تمہید ہی تمہید ہے، عرض مدعا کی نوبت تو نہیں آئی،!"
رچرڈ نے ہنستے ہوئے کہا، میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، میری خواہش ہے کہ سنیچر کی رات کو آپ اور عادل کھانا میرے ساتھ کھائیں، (بہاءالدین سے مخاطب ہو کر) آپ بھی،!"
رسمی طور پر تکلف کرتے ہوئے سلطان نے اس دعوت کے جواب میں فرمایا،
کیا ضرورت ہے اس تکلف کی،؟—— جا آپ رہے ہیں دعوت آپ کیوں کریں، ہمیں کرنی چاہئے،!"
وہ بولا، "آپ کی طرف سے کئی دعوتیں ہو چکی ہیں،—— یادگار، اور ناقابل فراموش، اب پہلی اور آخری دعوت مجھے کر لینے دیجئے،!"
سلطان نے آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا، "اگر آپ کا حکم ہے تو سر آنکھوں پہ تعمیل ہوگی،—— حاضر ہو جائیں گے ہم لوگ جب آپ چاہیں،!"
رچرڈ نے کہا، بس سنیچر کی رات ہی مناسب رہے گی، اس دعوت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ عرشہ جہاز پہ ہوگی——!
سلطان نے ایک قہقہہ لگایا، اور گویا ہوا، "عرشہ کیوں؟" اگرچہ تجویز

دلچسپ ضرور ہے ،،!

رچرڈ نے بتایا، ”اس دن چودھویں کی چاندنی چھٹکی ہوگی، ہمارا جہاز آہستہ آہستہ سمندر کی مست اور پرجوش موجوں سے لڑتا، ٹکراتا، انہیں کچلتا، اور پامال کرتا، چند میل تک گشت کرے گا، منظر کی دلکشی، دعوت کے لطف کو دوبالا کردے گی ،،!

عادل تو یہ تجویز سن کر پھڑک اٹھا، بے ساختہ کہہ اٹھا،

” واقعی بڑی دلچسپ دعوت ہوگی یہ تو،،!

سلطان نے سوال کیا، ” اس موقعہ پر کیا فلپ اور آگسٹس بھی ہوں گے؟ ،،

رچرڈ کی بھنویں تن گئیں، ناگواری اور تلخی کے ساتھ وہ بولا، ” ہرگز نہیں! نہ انھیں میرے ہاں مدعو کیا جا سکتا ہے، نہ میں ان کی دعوت قبول کر سکتا ہوں، مجھے وطن پہنچ کر ذرا دم لینے دیجئے، پھر دیکھئے ان بد باطن دشمنوں کو کیسا سبق دیتا ہوں، زندگی بھر یہ اسے فراموش نہیں کر سکیں گے،،!

تھوڑی دیر تک دونوں میں اسی طرح کی اپنایت اور بے تکلفی کی باتیں ہوتی رہیں، پھر رچرڈ نے رخصت کی اجازت چاہی، سلطان ملک العادل اور بہاء الدین اسے باہر تک رخصت کرنے آئے، اور ایک مسلح دستہ فوج کی حفاظت میں رچرڈ کو الوداع کہہ کر اپنے اپنے خیمہ میں واپس چلے گئے،،!

# محبت

عامر اور جبین آمنے سامنے بیٹھے ہیں، دونوں بہت خوش ہیں، اور ہنس ہنس کر، مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہے ہیں، جبین کہنے لگی،

"صرف تم سے ملنے کے شوق میں، بہت بڑا کام چھوڑ کر آئی ہوں،!"

عامر نے اشتیاق اور تجسس کے ساتھ پوچھا، "وہ کون سا بہت بڑا کام تھا، جو آپ کر رہی تھیں،!"

وہ بولی، آج رات کو ہمارے شہنشاہ نے سلطان صلاح الدین وغیرہ کی دعوت کی ہے،!"

عامر نے پوچھا، "تو کیا اس دعوت میں میرے لیے بھی شرکت کی تم نے اجازت حاصل کر لی ہے اپنے شہنشاہ سے،!"

وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی، "کاش ایسا ہو سکتا، لیکن ابھی اس کا موقع نہیں آیا ہے، لیکن۔ مجھے امید ہے وہ دن بھی جلد آئے گا، جب تم شہنشاہ کی خدمت میں باریاب ہو گے، وہ تمہاری بہادری کی قدر کریں گے، اور تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے دامن دولت سے وابستہ کر لیں گے،!"

عامر نے کہا، "بھئی یہ غلط ہے! میں اپنا وطن چھوڑ کر نہیں جا سکتا بڑھے ماں باپ ہیں، چھوٹے چھوٹے بھائی بہن ہیں، ان سب کو کس کے حوالے کیے جاؤں گا"

جبین ہنسنے لگی، "میرا یہ مطلب کب تھا کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر چلے چلو ہمارے ساتھ، ــــــ کبھی تم وہاں، کبھی میں یہاں، اسی طرح کام چلے گا،!"

عامر نے آمادگی کے ساتھ جواب دیا، "ہاں اس میں مضائقہ نہیں!"

وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی، "اور اگر تم چاہو، تو میں ہمیشہ کے لیے یہیں رہ جاؤں گی،!"

عامر نے پیار بھری نظروں سے دیکھا، اور کہنے لگا، "نہیں اتنا بڑا ظلم کیسے کیا جا سکتا ہے؛ لیکن یہ باتیں تو بعد میں طے ہوتی رہیں گی، اصل سوال تو یہ ہے کہ ہمارے تمہارے درمیان کی یہ دوری ختم ہو ــــــ یہ کب ہوگا،؟"

جبین نے اطمینان اور اعتماد کے ساتھ کہا، "بس اس دعوت کے بعد،! یہ مصروفیت ختم ہولے، پھر کسی نہ کسی طرح تمہارے کارنامے شہنشاہ کے گوش گزار کئے جائیں گے، یہ بتایا جائے گا، تم نے کس طرح ان نمک حراموں کے پنجہ سے مجھے چھڑایا، اور پھر یقیناً شہنشاہ تمہاری آرزو پوری کر دیں،!"

یہ کہہ کر وہ جمائی لیتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اس نے کہا "شہنشاہ کی دعوتوں کا کام زیادہ تر میری نگرانی میں انجام پاتا ہے، لہٰذا اب جاتی ہوں، دعوت اتوار کو ہے، پیر کے دن ہم پھر ملیں گے،!"

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا، "اور دعوت میں جو چیز عمدہ اور لذیذ پکی ہو، وہ میرے لیے لیتی آنا،!"

جبین ہنس پڑی، "باسی چیز کھاؤ گے،؟"

عامر نے کہا، "کیا ہوا؛ تمہارے ہاتھ سے زہر ملے تو وہ بھی کھا لوں گا۔!"

جین نے کہا، اس دعوت کی تو نگرانی میرے ذمہ ہے، میں اپنے ہاتھ سے نہیں پکاؤں گی، لیکن پیر کو جب آؤں گی تو اپنے ہاتھ سے کوئی عمدہ سی چیز پکا کر تمہارے لیے لاؤں گی۔!"

عامر نے لطف لیتے ہوئے کہا "شکریہ، لیکن بہت سی لانا۔!"

جین ہنس پڑی۔ "بڑے بدنیت معلوم ہوتے ہو۔!"

وہ مسکراتا ہوا بولا، "یہی سہی، لیکن دو چار لقموں سے کام نہیں چلے گا، بعض اسی اشتیاق میں آج سے فاقہ شروع کیے دیتا ہوں۔!"

جین کھلکھلا کر ہنس پڑی، "کچھ دیوانے ہوتے ہو، آج سے فاقہ کیوں شروع کر رہے ہو؟"

اس نے جواب دیا، "تاکہ تمہارے ہاتھ کی پکائی ہوئی چیز خوب اچھی طرح جی بھر کے، اور پیٹ بھر کے کھا سکوں، اسی لیے تو کہتا ہوں، بہت سی لانا۔!"

وہ ہنستی ہوئی بولی، "اور اگر کچھ بچ رہا تو سزا ملے گی پھر؟"

عامر نے کہا، "بچ رہنے کا کیا سوال ہے، برتن تک کھا جاؤں گا۔!"

جین ہنستے ہنستے دوہری ہو گئی، "اور ہضم بھی کر لو گے؟"

"دیکھ لینا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔!"

پوری ایک دیگ لاؤں گی، دیکھنا ہے کتنا کھا لیتے ہو تم؟!"

"میں اس امتحان کے لیے شوق سے تیار ہوں، لیکن ایک بات یاد رہے!"

"وہ کون سی بات ہے جو مجھے یاد رکھنی ہے!"

"یہ کہ تمہیں بھی کھانا پڑے گا میرے ساتھ۔!"

"کھاؤں گی دو ایک لقمے۔!"

"دو ایک لقمے نہیں، جتنا میں کھاؤں، اتنا ہی تم کو کھانا پڑے گا،

جو ہار جائے گا اسے سزا ملے گی"!"

"میں سزا بھگتنے کو تیار ہوں، لیکن بد ہضمی سے مرنے کے لیے تیار نہیں ہوں"!"

"میرے پاس ایک بڑا اچھا ہاضم نمک ہے، دو چٹکی کھا لو گی، تو سب کچھ ہضم ہو جائے گا"!"

جین جانے کے لیے پھر اٹھ کھڑی ہوئی، اور کہنے لگی،

"اچھا اب رخصت بہت دیر ہو گئی، شہنشاہ کا غصہ بڑا بے ڈھب ہے اگر کوئی چیز خراب پکی، تو سارا عذاب مجھی پر نازل ہو گا، تم نہیں جانتے غصہ کے وقت وہ کیسے بھیانک ہو جاتے ہیں"!"

"بہت بزدل ہو"!"

"تم ان کا سامنا کر سکتے ہو"؟"

"کیوں نہیں کر سکتا، وہ بھی آدمی ہیں، میں بھی آدمی ہوں"!"

"وہ شہنشاہ بھی تو ہیں"!"

"میں مسلمان بھی تو ہوں، ——— اور مسلمان کبھی کسی سے نہیں ڈرتا"

# یااللہ!

دعوت کا سارا اہتمام جین کے سپرد تھا، اور وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہی تھی،

رچرڈ آج بہت خوش تھا،!

خوشی کی کئی وجہیں تھیں،

صلاح الدین کا دل صاف ہوگیا، عادل کا خلوص پھر مل گیا، صلح قائم رہی، جان کا دہر کا بڑی حد تک رفع ہوگیا اب نہ یہاں کوئی دشواری تھی، نہ وطن میں اندیشہ،!

جب اتنی خوشیاں جمع ہوجائیں تو آدمی کس طرح اپنی خوشی چھپا سکتا ہے!

رچرڈ نے کبھی اپنے ملازموں سے، ماتحتوں سے، عہدیداروں، منصب داروں اور وزیروں تک سے مسکرا کر بات نہیں کی تھی، ہر وقت تیوری چڑھی ہوئی، جلال چہرے سے عیاں، بات بات پر خشونت کا اظہار، بات بات پر برہم اور خشمگیں،

لیکن آج عالم ہی دوسرا تھا، آج وفور مسرت سے اس کے بند قبا ٹوٹے جارہے تھے، آج نہ برہمی تھی، نہ غصہ، سب سے، معمولی سے معمولی خادم اور

غلام تمکا سے ہنس ہنس کر، مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا تھا، جیسے وہ شہنشاہ نہیں دوست ہے، ساتھی ہے، ہمراز، اور ہم زباں ہے،

شہنشاہ کے اس تغیر مزاج پر سب متحیر تھے، لیکن خوش بھی بہت تھے، آج پہلی مرتبہ انھوں نے شہنشاہ کو اپنے سے اس درجہ قریب پایا تھا،،! اس درجہ بے تکلف پایا تھا، یہ وہ نعمت تھی جس کا خواب میں بھی تصور نہیں کیا جا سکتا،

شام ہوئی تو سامان دعوت، جہاز پر منتقل ہونے لگا، رات ہوئی تو شہنشاہ نے جین سے کہا چلو، اب وقت آ گیا ہے، سلطان اور عادل وغیرہ آتے ہوں گے، ہمیں ان کی پیشوائی کے لیے وہاں موجود رہنا چاہیے تھا،

عادل کا نام سنکر جین کا دل دھڑکنے لگا، چہرے پر ناگواری اور تلخی کے آثار نمایاں ہو گئے، اس منحوس شخص نے اس کی زندگی تلخ کر دی تھی نہ اس کی صورت دیکھنا چاہتی نہ نام سننا چاہتی تھی، اس سے نفرت کرتی تھی،

جس کا نام سننا تک گوارا نہ ہو، جس کی صورت دیکھنے پر بھی آمادہ نہ ہو، جس سے نفرت اور شدید نفرت ہو، ایسے شخص کی پیشوائی، ؟ ایسے شخص کا استقبال ؟

اس نے جھلائے ہوتے لہجے میں کہا، "میں وہاں جا کر کیا کروں گی، ؟

دعوت آپ نے کی ہے، وہ آپ کے مہمان ہیں، بس آپ کا تشریف لے جانا کافی ہے،!

رچرڈ کے چہرے پر برہمی اور غضب کے آثار طاری ہو گئے، لیکن بہت جلد اس کیفیت پر غالب آ گیا، اس نے کہا،

"جین لڑکپن سے کام نہ لو، گویا تم نے ہر بات میں میری مخالفت کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، ؟"

وہ بچوں کی طرح ضد کرتی ہوئی بولی، "تو میں وہاں جاکر کیا کروں گی؟"
رچرڈ نے کہا، ایمپیٹو کا اتنا بڑا حادثہ ہوا، لیکن سلطان نے، اور عادل نے، اسے کوئی اہمیت نہیں دی، تمہاری نسبت عادل سے منقطع کر دی میں نے، مگر نہ سلطان نے برہمی کا اظہار کیا، نہ عادل نے غم و غصہ کا ثبوت دیا، حالانکہ ایسی باتوں پر لڑائیاں چھڑ جاتی ہیں، اب ہم جا رہے ہیں، اب ہم ادھر کبھی نہیں آئیں گے، کیا آخری مرتبہ چلتے چلتے بھی، اخلاق اور خلوص کا اظہار نہ کریں"!

جین لاجواب ہو گئی، "اچھا چلیے"!!

دونوں بہن بھائی عرشہ جہاز پر تھوڑی دیر کے بعد پہنچ گئے، دعوت کا سامان تیار ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد سلطان کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی، تھوڑی دیر کے بعد سلطان عرشہ جہاز پر آ گیا، دونوں دوست بڑی گرم جوشی سے بغلگیر ہوئے، سلطان نے شفقت کی نظروں سے جین کو دیکھا اور اس کی تھوڑی کو ہاتھ لگا کر پوچھا، "اب کب آؤ گی ہمارے ملک میں"!!
اس شفقت سے متاثر تھی مسکراتی ہوئی کہنے لگی، "جب آپ بلائیں گے"!!
اس جواب سے رچرڈ خوش ہو گیا، اتنے میں اطلاع ملی کہ شہزادہ ملک العادل آ رہا ہے ملک العادل آ گیا،

رچرڈ نے اس کا جین سے تعارف کراتے ہوئے کہا، "ملک العادل" پھر عادل سے کہا، "یہ جین ہے میری بہن"!!

دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اس کے منہ سے بے ساختہ یا اللہ نکلا پھر وہ لڑکھڑائی، اور بیہوش ہو کر گر پڑی،

یہ عامر تھا، !

(تمام شد)

# امجد علی

## عذرا جمال کا ایک بہترین ناول

### کردار

- ناصرہ: جو قسمت کے ہاتھوں کھلونا بنی رہی اور جس نے اپنے خون سے بہنوں کی مانگ بھری
- ماہتاب: جسنے محلوں میں آنکھ کھولی اور خاک نشینوں کی بہبود کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔
- امجد علی: جس نے اپنی محبت کی قربانی دے کر وطن پاک کی آبیاری کی اور اپنی قربانیوں کا صلہ جیل کی چکی کی صورت میں حاصل کیا۔

# امجد علی

پاکستان کے ہر مہاجر کی داستان ہے۔ انکی جگیوں کی داستان ہے۔ ان کی بھوک کی داستان ہے۔ انکی کالونیوں کی داستان ہے، جہاں عصمتیں بکتی ہیں۔ عفتیں لٹتی ہیں اور موت کے سائے رقص کرتے ہیں۔

۴۰۶ صفحات، سفید کاغذ، مضبوط جلد، سہ رنگا سرورق

قیمت نو روپے پچھتر پیسے

اردو کتاب گھر- ۵۱- اردو بازار- موہن روڈ، کراچی

قیسی رام پوری کا اچھوتا رومانی ناول

# جمالہ

جمالہ

ایک لڑکی جسنے دل کسی کو دیا، محبت کسی سے کی اور شادی کسی اور سے کی

قیسی نے اس کتاب میں پورا زور قلم صرف کر دیا ہے۔

سفید کاغذ، ۲۰ء۳ صفحات حسین سہ رنگا گرد پوش مضبوط جلد

قیمت چار روپیہ پچھتر پیسے

---

## ہماری دوسری مطبوعات

**ہپناٹزم** مصنف ڈاکٹر جی ایم ناز۔ اردو زبان میں اپنے موضوع پر پہلی سائنٹفک کتاب۔ چار رنگ کا گرد پوش۔ مضبوط جلد قیمت تین روپے پچاس پیسے

**عورتوں کی نفسیات** مصنف اسلام حسین ایڈیٹر ماہنامہ نفسیات کراچی، یوں تو نفسیات پر کئی کتابیں شائع ہوئی ہیں، مگر عورتوں کی نفسیات پر اردو میں پہلی بار یہ کتاب شائع کی گئی ہے۔ قیمت چار روپے پچاس پیسے۔

---

عبدالرحمان جہانگیری مصنف تن زیب وگلبدن وغیرہ کی بنائی ہوئی فیشن کی کتابیں

جدید فیشن نمبرا عورتوں کے گلے اور شلوار کی موریوں کے نمونے قیمت دو روپیہ پچیس پیسے

نوبہار فیشن واسموکنگ، گلے اور شلوار کی موریوں کے نمونے اور اسموکنگ کا کام، قیمت دو روپیہ پچاس پیسے

بے بی فیشن، بچوں کے لباس اور فیشن کی جدید ترین کتاب، قیمت دو روپیہ پچاس پیسے

اردو کتاب گھر- ۱۵- اردو بازار- موہن روڈ، کراچی